سچّل سرمست رحمۃ اللہ علیہ

کلام اور اردو ترجمہ

الفیصل

Marfat.com

سچّل سرمستؒ

سندھی، پنجابی، فارسی اور اُردو کلام

اُردو ترجمہ

شفقت تنویر مرزا

زیر اہتمام

مشترکہ اشاعتی پروگرام

لوک ورثہ
LOK VIRSA
Garden Avenue, Shakarparian,
Islamabad, Pakistan.
Ph:051-9252097

الفیصل
ناشران و تاجرانِ کتب
غزنی سٹریٹ اُردو بازار لاہور

Marfat.com

©Lok Virsa, Islamabad, 3rd Edition June 2010

Urdu Translation
Shafqat Tanveer Mirza

Executive Editor/Publisher
Khalid Javaid

Editor
Mazhar Ul Islam

Title Designed
Athar Rasul

Publication Officer
S. Muhammad Ali

No part of this book may be reproduced by mimeograph or any other means without permission from Lok Virsa, Islamabad.

A Joint Venture of
Lok Virsa, Islamabad
and
Al-Faisal Nashran Lahore.

Al-Faisal Nashran
Ghazni Street, Urdu Bazar,
Lahore, Pakistan.
Ph: 042-7230777

Garden Avenue, Shakarpariar.
Islamabad, Pakistan.
Ph:051-9252097

Marfat.com

سندھ کی ہیروئن ماروی کے نام

جسے عمر سومرو کے شاہی محل میں نہ

اپنا ریگ زار بھولا اور نہ اپنے غریب مارو

Marfat.com

ترتیب

پبلشر نوٹ ۵

پہلی بات ۷

کچھ متن اور ترجمے کے بارے میں ۵۸

شجرۂ نسب ۶۲

نعت۔تعارف ۶۳

سندھی:

وحدت ۷۱

حقیقت ۷۹

سسّی ۹۱

نوری ۱۲۳

ماروی ۱۳۳

مومل رانو ۱۵۹

بیت روجھے ۱۷۵

بیت سارنگ ۱۸۳

ہیر رانجھو ۱۹۳

جوگ ۲۰۳

پنجابی:

دوہے ۲۱۱

کافی ۲۲۳

سی حرفی ۳۱۳

فارسی (عشق نامہ۔وصلت نامہ) ۳۶۱

اُردو ۴۰۳

☆.....☆.....☆

Marfat.com

پبلشر نوٹ

پاکستان گوناں گوں تہذیبی و ثقافتی روایات کے ساتھ ساتھ دنیا کی عظیم اور گرانقدر صوفیانہ روایات کی امین سرزمین بھی ہے۔ جہاں صوفیاء کرام نے تہذیب و ثقافت کے فروغ اور اخلاقی و روحانی تربیت کا ایک ایسا تسلسل قائم کیا جو ہزار سال کے طویل عرصے پر پھیلا ہوا ہے۔

صوفیائے کرام نے برصغیر میں اشاعت اسلام کے لئے اہم کردار ادا کیا۔ اس کے لئے اُن کے پاس اقتدار کی طاقت تو نہ تھی مگر اخلاق اور عوامی روایات کا وہ خزانہ ضرور تھا جس نے انہیں عام لوگوں میں اتنا مقبول اور ہر دلعزیز کر دیا کہ آج صدیوں بعد بھی اُن کی تعلیمات، اُن کی شاعری اور اُن کی اخلاقی و روحانی قدروں کا عکس ہماری زندگی میں نمایاں نظر آتا ہے۔ سچل سرمست کی اعلیٰ اخلاقی قدروں نے ہی انہیں سچل کہلوایا، روایت ہے کہ آپ بچپن میں بہت کم بولتے تھے اور جو بولتے تھے وہ سچ ہوتا تھا اسی لئے بچپن ہی سے آپ کا نام سچو یا سچل پڑ گیا تھا۔

سید علی ہجویری کا کہنا ہے کہ جو شخص خوش گوار آواز اور نغمہ و ترنم کو پسند نہیں کرتا وہ یا تو جھوٹ بولتا ہے یا منافق ہے یا اس میں حس لطیف بالکل مفقود ہے۔ ایسا آدمی اپنی بے حسی اور کور ذوقی کے باعث جانوروں اور چوپایوں سے بھی بدتر ہے۔

سچل سرمست کے شعر کہنے کا یہ عالم تھا کہ جس وقت سارنگی یا طبلے پر ہاتھ لگتا تھا تو آپ پر بے خودی کی کیفیت طاری ہو جاتی تھی۔ سر کے بال کھڑے ہو جاتے، اور آنکھوں سے آنسو ٹپکنے لگتے۔ عین وجد و مستی کی حالت میں متواتر شعر کہتے جاتے تھے اور ان اشعار کو ان کے مرید اور فقیر لکھ لیتے تھے۔ آپ جب ہوش میں آتے تو آپ کو کلام پڑھ کر سنایا جاتا لیکن آپ کہتے تھے کہ ”یہ کسی کہنے والے نے کہا ہوگا مجھے کچھ یاد نہیں“۔

مرزا علی قلی بیگ نے ایک جگہ سچل سرمست کے بارے میں لکھا ہے کہ ایک موقع پر آپ نے اپنے سب مسودوں کو نذر آتش کر دیا کیونکہ آپ کو اپنے کلام سے متعلق شک پیدا ہو گیا تھا کہ

Marfat.com

کہیں لوگ اس کا غلط مطلب لے کر گمراہ نہ ہو جائیں۔ اس واقعہ کو جب کافی عرصہ گذر گیا تو آپ کے حلقہ بگوشوں اور عقید تمندوں کے اصرار پر آپ نے اپنے کلام کو دوبارہ قلمبند کرنے کی اجازت دے دی۔ عقید تمندوں کو جو کلام یاد تھا وہ اُسے کتابی صورت میں لے آئے۔ مرزا علی قلی بیگ کے مطابق آپ کی کل کافیوں کی تعداد نو لاکھ چھتیس ہزار چھ سو تھی۔

لوک ورثہ نے صوفیائے کرام کی اس گرانقدر ثقافتی میراث کو بچانے، اسے آگے بڑھانے اور آنے والی نسلوں کو اس سے روشناس کرانے کے لئے ثقافتی معلومات کو باقاعدہ ڈاکومنٹ کرنے اور اسے کتاب کی صورت میں محفوظ کرنے کے لئے اشاعتی پروگرام کا آغاز کیا اور پہلی بار لوک ادب، لوک گیت، لوک داستانیں، ثقافتی معلومات، ثقافتی فنون، صوفیاء کے کلام اور حالات زندگی پر مشتمل کتابوں کی اشاعت کا کام شروع کیا اور ثقافتی موضوعات پر سینکڑوں کتابیں شائع کیں۔ خاص طور پر صوفیاء کے حوالے سے ان کے حالات اور شاعری پر مشتمل کتابوں کی ایک سیریز کا سلسلہ شروع کیا جس کے تحت اب تک ۳۵ سے زائد کتابیں شائع کی جا چکی ہیں۔

کتاب کی اہمیت اور اس سے متعلقہ جدید تقاضوں کو مدنظر رکھتے ہوئے ہم نے لوک ورثہ کے اشاعتی پروگرام کو مزید موثر، وقت کے تقاضوں کے مطابق اور دلچسپ بنانے کے لئے نئی حکمت عملی اختیار کرتے ہوئے ان کتابوں کو نہ صرف ان کے مواد، تصاویر اور طباعت کے لحاظ سے جاذب نظر بنانے کا فیصلہ کیا ہے بلکہ ان کی منظم مارکیٹنگ کے لئے نجی ادارے کی شراکت سے ایسا نظام ترتیب دیا کہ کتاب شائع ہوتے ہی نہ صرف ملک بھر میں دستیاب ہو بلکہ اس کی موثر تشہیر پرنٹ اور الیکٹرانک میڈیا کے ذریعے کی جائے۔ اس سلسلے میں لوک ورثہ میسرز الفیصل ناشران لاہور کے محمد فیصل صاحب کا مشکور ہے کہ انہوں نے ادارے کے مشترکہ اشاعتی پروگرام میں شامل ہو کر اس کام میں ہماری معاونت کا فیصلہ کیا۔

قبل ازیں ''سچل سرمست'' کے دو ایڈیشن شائع ہو چکے ہیں۔ زیر نظر کتاب اس کا تیسرا ایڈیشن ہے۔ صوفیائے کرام اور ان کے حالات زندگی پر مشتمل کتابوں کی اشاعت ہماری ترجیحات میں شامل ہے اور اس سلسلے میں لوک ورثہ اب تک خاطر خواہ کام کر چکا ہے۔

خالد جاوید
ایگزیکٹو ڈائریکٹر

سچل سرمستؒ کے بارے میں یہ بات بڑے وثوق سے کہی جاتی ہے کہ ان کے آباواجداد پہلی صدی ہجری میں محمد بن قاسمؒ کے ساتھ سندھ میں آئے تھے۔ ان کا شجرۂ نسب حضرت عمر فاروقؓ سے ملتا ہے۔ ان کے آباواجداد سیوستان یا سیہون کے حکمرانوں میں تھے اور محمود غزنوی کے عہد تک سیہون پر حاکم رہے مگر خود سچلؒ کے لئے یہ باتیں کوئی زیادہ اہمیت نہیں رکھتیں، ان کے لئے اپنے خانوادے میں سے سب سے اہم ان کے دادا خواجہ محمد حافظ عرف میاں صاحب ڈنہ اور اس کے بعد ان کے مرشد چچا اور سسر خواجہ عبدالحقؒ جو حضرت صاحب ڈنہ کے سجادہ نشین ہوئے، خواجہ محمد حافظؒ کا ذکر حضرت سچل سرمستؒ نے فارسی، پنجابی اور سندھی تینوں زبانوں میں بڑے اہتمام سے کیا ہے پنجابی میں اپنا تعارف لکھا اور بات حضرت صاحب ڈنہ سے شروع کی۔ فارسی میں مثنوی "تارنامہ" میں خواجہ محمدؒ حافظ کی زندگی میں انقلاب لانے والا واقعہ بھی تفصیل سے درج کیا خواجہ محمدؒ حافظ فاروقی خاندان کے کامل ولی اور بلند پایہ شاعر تسلیم کئے جاتے ہیں۔ وہ

Marfat.com

سنہ ۱۱۰۱ھ میں پیدا ہوئے اور سنہ ۱۱۹۲ھ میں وفات پائی (سندھی کے مشہور بزرگ اور شاعر شاہ لطیف بھٹائی، خواجہ محمد حافظؒ کے ہم عصر تھے۔ شاہ صاحب کی پیدائش سنہ ۱۱۰۲ھ/سنہ ۱۶۸۹ء اور وفات سنہ ۱۱۶۵ھ/سنہ ۱۷۵۲ء ہے) اس زمانے میں سندھ پر کلہوڑوں کی حکومت تھی۔ یہ حکومت محمد حافظؒ کی نوعمری میں قائم ہوئی اور ان کے انتقال کے چند سال بعد تک قائم رہی۔ اورنگ زیب عالمگیر کی وفات کے بعد سندھ پر سے مغلوں کی حکمرانی کا طویل دور ختم ہوا۔ اس دور کا خاتمہ محمد حافظ نے اپنی آنکھوں سے دیکھا اور کلہوڑوں کے سورج کا طلوع و غروب بھی دیکھا۔ محمد حافظ کلہوڑوں کے عہد میں ممتاز عہدے پر فائز تھے اور ان کا قیام بکھر یا سکھر کی انتظامیہ کے تحت خیرپور کے نواح میں ہی تھا۔ روائت ہے کہ ایک بار آپ اپنے ماتحت افراد اور نوکروں کے ساتھ گھوڑوں پر سوار کسی دورے پر جا رہے تھے کہ راستے میں ایک مجذوب عورت بی بی بصری نے ان کے گھوڑے کی لگام پکڑ کر انہیں روک لیا اور کہا کہ انہیں تو بارگاہِ ایزدی سے حقیقی بادشاہت عطا ہوئی ہے وہ دنیا کے دھندوں میں کہاں مارے مارے پھر رہے ہیں، بی بی بصری کی اس بات نے ایک دم ان کے دل و دماغ میں انقلابی تبدیلی پیدا کر دی، غالباً ذہنی طور پر وہ دنیاوی انتظامیہ سے وابستگی کو پہلے بھی قبول نہیں کرتے تھے۔ بی بی بصری انہیں مکمل قطع تعلق تک لے گئیں اور محمد حافظؒ نے اسی دم اپنے گھوڑ سوار ساتھی، تزک و احتشام اور جاہ و مراتب کو خدا حافظ کہا اور جنگل کی راہ لی۔ روائت کے مطابق جنگل میں شیر کا غار تھا۔ خواجہ محمد حافظؒ نے تنہائی کی زندگی اختیار کی اور اس غار میں عبادت میں مستغرق ہو گئے۔ کہتے ہیں کہ انہوں نے مسلسل وہاں چالیس چلّے کاٹے یعنی اس غار میں انہوں نے کم و بیش ساڑھے چار سال بسر کر دیئے۔ اسی اثنا میں حضرت غوث الاعظم سیّد عبدالقادر جیلانیؒ کی اولاد میں سے

Marfat.com

ایک بزرگ حضرت خواجہ عبیداللہ جیلانیؒ تشریف لائے اور غار کے منہ پر کھڑے ہو کر آواز دی "اب خربوزہ پک چکا ہے باہر تشریف لائیں تاکہ خلقِ خدا آپ سے مستفیض ہو"۔ خواجہ محمد حافظؒ یہ سن کر باہر آ گئے۔ خواجہ عبیداللہ جیلانیؒ نے فرمایا "یہ فیض آپ کے جدِ امجد خواجہ ابوسعید فارمدیؒ کا عطا کردہ ہے جو میں آپ تک پہنچا رہا ہوں"۔

خواجہ عبیداللہ جیلانیؒ نے رخصت ہونے سے پیشتر آپ کو خاص طور پر تین نصیحتیں کیں (۱) آپ کے ہاں دو بیٹے ہوں گے ان میں سے چھوٹے بیٹے کو گدی سپرد کرنا کیونکہ بڑے لڑکے میں سے ایک سرمست پیدا ہوں گے وہ لاولد ہوں گے لیکن چھوٹے بیٹے کی پشت قائم رہے گی (۲) آپ کے خاندان کا ہر فرد اپنے سجادہ نشین کو اپنا مرشد بنائے گا۔ کسی دوسری درگاہ کا مرید نہیں ہوگا (۳) آپ اور آپ کی وفات کے بعد جو بھی سجادہ نشین ہوگا وہ اپنی درگاہ کی حدود سے باہر نہیں جا سکتا۔

آخری ارشاد سُن کر خواجہ محمد حافظؒ رنجیدہ ہوئے اور عرض کی کہ اگر مجھے سرورِ کائناتؐ کے روضے کی زیارت کا اشتیاق ہو تو میں کیا کروں، خواجہ عبیداللہ نے فرمایا کہ تم فکر نہ کرو تمہاری درگاہ پر حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی کچہری لگے گی جس میں دوسرے اولیاء کرام بھی موجود ہوں گے تمہیں حضورؐ کی خاطر کہیں جانے کی ضرورت پیش نہیں آئے گی، سچل سرمستؒ کے خلیفہ اور سندھی شاعر نانک یوسف فقیر نے کہا ہے۔

حکم ایهو درگاهوت مولیٰ قادر قدس کرارو تهي
شاه قطب جيلاني جي شوقئون طبل نيهه نقارد تهي
روز کچهري پيغمبر جي شه درازن وارد تهي

یہ حکم بارگاہِ ایزدی سے جاری ہوا اور شاہ قطب جیلانی نے کہا کہ درازا شریف میں

روزانہ حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی کچہری لگے گی۔

روائت سے قطع نظر درازا شریف کی اہمیت کا آغاز بھی بڑی حد تک خواجہ محمد حافظؒ سے اور انتہا بھی انہی سے ہے۔ درگاہ سے باہر نہ جانے کی روائت ڈیڑھ سو سال سے زیادہ تک جاری رہی مگر اب یہ روائت ترک کر دی گئی ہے، خواجہ محمد حافظؒ نے بعد میں ایک مرحلہ پر عبید اللہ جیلانیؒ کی دوسری ہدایت کے بارے میں اپنے دونوں بیٹوں کو آزمایا۔ روائت ہے کہ آپ نے اپنے بڑے بیٹے میاں صلاح الدین کو حکم دیا کہ فلاں درخت کے قریب میرا لوٹا رکھا ہے وہ لے آؤ میاں صلاح الدین جب وہاں پہنچے تو دیکھا کہ خون کا ایک دریا موجزن ہے جسے دیکھتے ہی ان کے دل پر ہیبت طاری ہو گئی اور فوراً واپس آ گئے اس کے بعد انہوں نے اپنے چھوٹے بیٹے میاں عبدالحق سے لوٹا لانے کے لئے کہا انہیں بھی خون کا دریا ہی نظر آیا مگر وہ اس سے خوفزدہ نہیں ہوئے اور دریا میں کود گئے تو وہاں کوئی دریا نہ تھا وہ لوٹا لے کر واپس اپنے والد کے پاس آ گئے اس واقعہ کے بعد خواجہ محمد حافظؒ نے میاں عبدالحق کی سجادہ نشینی کا اعلان کر دیا۔

سچل سرمستؒ کے تقریباً تمام سوانح نگار خواجہ محمد حافظؒ اور شاہ لطیف بھٹائی کی ملاقات کے بارے میں متفق الرائے ہیں تاہم تفصیل میں اختلاف ہے شاہ لطیف بھٹائیؒ اپنا آبائی وطن چھوڑ کر کئی برس جوگیوں اور سنیاسیوں کے ساتھ سندھ کے دور دراز علاقوں میں گھومتے رہے۔ لس بیلہ، مکران، کچھ، کاٹھیاواڑ، جیسلمیر اور ملتان کی سیر و سیاحت کی اور اپنے وقت کے مشہور اولیائے کرام سے مستفیض ہوئے۔ یہ سارا سفر انہوں نے پیدل ہی کیا تھا۔ یہ روایت مخدوم غلام محمد کھہڑا (تحصیل گمبٹ ضلع خیرپور) سے منسوب ہے کہ حضرت شاہ لطیف بھٹائیؒ کھہڑا

Marfat.com

شہر کی طرف جارہے تھے کہ درازا شریف سے گذرے۔ میاں صاحب ڈنہ اس وقت ایک غار میں چلہ کشی میں مصروف تھے۔ حضرت شاہ لطیفؒ نے فرمایا "ہمیں اس جگہ سے ایک پکے خربوزہ کی خوشبو آرہی ہے"۔ ایک اہلِ دل درویش شاہ لطیفؒ کے اشارے کو سمجھ گیا اور عرض کی کہ بیلو کی جھاڑیوں میں خواجہ محمد حافظؒ چلہ کشی میں مصروف ہیں یہ سن کر شاہ لطیفؒ غار کے اندر گئے اور خواجہ محمد حافظؒ سے ملاقات کی اور کہا کہ "اب محبوب کو چھپانا اچھا نہیں، چلو باہر چلیں۔ اس طرح شاہ لطیفؒ، خواجہ محمد حافظؒ کا ہاتھ پکڑ کر باہر لے آئے اور دونوں بزرگ اوتارہ (فقیروں کی جھونپڑی) میں بیٹھ کر گفتگو کرتے رہے۔

ایک دوسری روائت ہے کہ کھہڑا شہر میں چنیہہ نام کا ایک شخص اُجن قبیلے سے تھا وہ خواجہ محمد حافظ ڈنہؒ کا خاص مرید تھا۔ چلہ کشی کے دوران ہر روز ان کی خدمت میں دودھ لے کر آیا کرتا تھا۔ جس روز غار میں خواجہ محمد حافظؒ اور شاہ لطیفؒ گفتگو کر رہے تھے چنیہہ فقیر بھی دودھ لے کر آگیا۔ غار کے اندر جانے لگا تو خواجہ محمد حافظؒ نے دیکھ لیا اور دور سے آواز دی کہ چنیہہ آج یہاں آگ جل رہی ہے اندر مت آنا مگر چنیہہ کو تو اسی آگ کی تلاش تھی وہ درّانہ اندر چلا گیا۔ خواجہ محمد حافظؒ اس کی ہمت اور جرأت سے بہت خوش ہوئے اور فرمایا "چنیہہ آج تیرے نام سے "چ" کا حرف نکل گیا، بس اب تو "نیہہ" یعنی سراپا عشق ہے"۔ اس کے بعد چنیہہ درویشِ کامل بن گئے اور ان کی اولاد میں پشت ہا پشت تک فقیر اور درویش گذرے ہیں۔ ان کی اولاد کھہڑا شہر میں ہے۔

خواجہ محمد حافظؒ صاحبِ کرامات بزرگ تو تھے ہی مگر تصوف کے سلسلہ کی روایات کے مطابق سندھی اور پنجابی کے شاعر بھی تھے۔ شاعری افکار کی تبلیغ کا ذریعہ تھی اور تبلیغ چونکہ

Marfat.com

عام انسانوں یعنی عاموں میں مقصود تھی اس لئے انہوں نے اس علاقے میں بولی جانے والی زبانوں کا سہارا لیا ان کی ایک پنجابی کافی ہے۔

صورت بشری کر کے بہانہ ہر رنگ دے وچ رنگ رچائم
یعقوب ہو کے بیٹیڑا جائم یوسف اپنا نام دھرائم
آپ کو آپے کھوہے پائم قیدی ہو کے در کنعان
آپے اپنا مُل چکائم
حیدر بن کے حملہ کیتم ہو کے حسن میں زہر چا پیتم
نال نیازی دے نالڑا نیتم چھوڑ مدینہ، ملک، مکان
کربل دے وچ کندھڑا کپائم
کداں شریعت دے وچ شادی کداں معرفت کراں منادی
کداں حقیقت دا ہاں ہادی کداں طریقت کر طولان
ہر مظہر وچ حکم ہلائم
مخفی بھی میں ہوں ظاہر بھی میں ہوں ناظر تے منظور بھی میں ہوں
تجلی بھی میں ہوں طور بھی میں ہوں موسیٰ نوں چا کر مستان
صاحب ڈنہ ہی نام سڈائم

سچل سرمست رح کے بزرگوں میں سے سچل رح کے لئے جو سب سے زیادہ واجب الاحترام بزرگ تھے وہ یہی خواجہ محمد حافظ عرف صاحب ڈنہ رح تھے۔ اس کے بعد خواجہ عبدالحق رح کا مقام آتا ہے۔ سچل رح کے دل و دماغ پر خواجہ محمد حافظ رح چھائے رہے اس لئے ان کی شاعری پر بھی خواجہ رح کے افکار کے گہرے سائے ہیں۔ مندرجہ بالا کافی سچل رح کے سلسلہ شاعری کی ہی

ایک کڑی نظر آتی ہے یا یوں کہیئے کہ سچلؒ کی ساری شاعری اس کافی کے سلسلے کی کڑیاں ہیں انہی کے حوالے سے سچلؒ کے لئے درازا دنیا کا سب سے اہم مقام بھی بن گیا۔ مدینہ سے درازا تک صدیوں پر پھیلا ہوا سفر سچلؒ کی شاعری میں قدم قدم پر اپنا رنگ دکھاتا ہے اس لئے ضروری ہے کہ اس طرف بھی ایک روزنِ در سے دیکھ لیا جائے۔

کہا جاتا ہے کہ حضرت عبداللہؓ بن عمر فاروقؓ کی وفات کے بعد آپ کے پوتے شیخ شہاب الدین بن عبدالعزیز پورے خاندان کے ساتھ حجاز سے ہجرت کر کے عراق میں آ گئے ۹۳ھ مطابق ۷۱۱ء میں جب عراق کے گورنر حجاج بن یوسف نے محمد بن قاسم کی کمان میں سندھ کو مہم بھیجنے کا فیصلہ کیا تو شیخ شہاب الدین کو جو اپنے عہد کے اہم مدبر اور سیاستدان تھے اس نوجوان سپہ سالار کے ہمراہ مشیر کی حیثیت سے بھیج دیا کیونکہ جب سندھ پر مسلمانوں کو پہلے حملے میں شکست ہوئی تو شیخ شہاب الدین نے ہی حجاج بن یوسف کو مشورہ دیا تھا کہ سندھ کے سرحدی علاقوں میں تبلیغ اسلام کے لئے بڑے بڑے عالموں کو بھیجا جائے۔ غالباً اسی تجویز کی بنا پر حجاج بن یوسف نے شیخ شہاب الدین فاروقی کو محمد بن قاسم کے ہمراہ بھیجا۔

سندھ پر مسلمانوں کے غلبہ کے بعد شیخ شہاب الدین نے محمد بن قاسم کو لوگوں کی آسودگی اور خوشحالی کے لئے مفید اور کارآمد مشورے دیئے۔ جس سے ایک طرف مسلم فوج کو کچھ فوائد ہوئے تو دوسری طرف سندھ کے عوام کو نئے مذہب میں کشش نظر آنے لگی۔ محمد بن قاسم نے نیرون کوٹ (موجودہ حیدرآباد کے پاس) کے راجہ پر حملہ کرنے سے پہلے ایک سفارتی دستہ روانہ کیا جس کی قیادت شیخ شہاب الدین کر رہے تھے۔ اسی طرح محمد بن قاسم نے حملہ سے پہلے جو سفارتیں دوسرے راجاؤں کو

بھیجیں وہ بھی شیخ شہاب الدین کی سربراہی میں بھیجی گئیں۔ شیخ کی سفارتی صلاحیتوں نے بڑا کام دکھایا۔ اس طرح شیخ کے سندھ والوں سے گہرے تعلقات قائم ہوئے ان کی شہرت عام ہوئی۔

روائت کے مطابق جب محمد بن قاسم نے سیوستان (سیہون) فتح کیا تو شیخ کو وہاں کا گورنر مقرر کیا گیا۔ تھوڑی سی مدت میں انہوں نے اپنے نظامِ حکومت اور اپنی قابلیت کے باعث حکومت مستحکم کر لی مگر جلد ہی ان کا انتقال ہو گیا۔ انہیں سیہون میں ہی دفن کیا گیا ان کے بعد ان کے فرزند شیخ محمد فاروق سیہون کے حاکم ہوئے اور اس کے بعد اس علاقے کی حکمرانی اسی خاندان کے پاس رہی۔

سندھ پر سلطان محمود غزنوی کے حملے کے بعد یہ خاندان سیہون کی حکمرانی سے سبکدوش ہوا۔ تاہم سلطان نے اس خاندان کی جاگیر مقرر کر دی۔ ساتویں صدی ہجری میں اس خاندان کے مخدوم نورالدین تھے جن کے چار فرزند تھے۔ ابو سعید، بدرالدین رکن الدین اور ضیاءالدین۔ ان میں سے مخدوم ابو سعید اور مخدوم بدرالدین سیہون سے ہجرت کر کے گاگڑی کے علاقے میں آ گئے یہ دونوں بھائی مخدوم جمارؒ کے مرید ہوئے جو مخدوم بہاؤالدین ذکریاؒ ملتانی کے مرید اور خلیفہ تھے۔ مخدوم جمارؒ کا مقبرہ رانی پور سے مشرق کی جانب دو میل کے فاصلے پر ہے۔ "رسالہ پچل سرمست" کے مؤلف مرزا علی قلی بیگ نے لکھا ہے کہ جس وقت مخدوم بہاؤالدین ذکریاؒ سندھ تشریف لائے تو ان دونوں بھائیوں (ابو سعید اور بدرالدین) کی یہ حالت دیکھی کہ جنگلی گھاس کے دانوں (ڈُتھ) پر گذر اوقات کر رہے ہیں۔ چنانچہ خواجہ بہاؤالدینؒ نے ان دونوں کو "ڈوتھڑ" کا لقب دیا۔

Marfat.com

مخدوم جمارؒ کا مزار گڈیجی میں ہے اور ابو سعید کا موسیجی میں جو رانی پور سے ایک میل کے فاصلے پر ہے "سچل جُو سرائیکی کلام" کے دیباچے میں مولانا محمد صادق رانی پوری لکھتے ہیں " مخدوم ابو سعید کی اولاد موسیجی سے ہجرت کر کے شہر رانی پور میں آکر آباد ہوئی۔ ان میں قاضی محمد شریف ایک زبردست عالم، محدث، صاحبِ کشف و کرامات اور بلند پایہ شاعر تھے۔ ان کی مسجد جو کسی زمانے میں جامع مسجد تھی۔ اس وقت بھی رانی پور کے سرکاری ہسپتال سے شمال کی طرف پچاس گز کے فاصلے پر واقع ہے اس مسجد کے قریب جنوب کی طرف مخدوم محمد شریف اور ان کے رشتہ دار دل کے مزار ہیں۔ مسجد کے نزدیک مشرق کی طرف ایک پکا کنواں ہے۔ کنوئیں کے مشرق کی طرف ایک وسیع قلعے کے اندر انہی فاروقی بزرگوں کے مکانات تھے۔ جن میں حضرت پیر صالح شاہ گیلانی کے ملازم رہا کرتے تھے۔

آغا غلام نبی صوفی نے اپنی کتاب "سچل سرمستؒ" میں لکھا ہے کہ "سیہون میں رہ رہ کر آخر اس فاروقی خاندان کا آب و دانہ تبدیل ہوا۔ زمانہ نے اپنی نیرنگیاں دکھانا شروع کر دیں۔ اور یہ خاندان سیہون کو خیرباد کہہ کر خدا آباد میں جا کر مقیم ہوا۔ لیکن فلک نے انہیں وہاں بھی چین نہیں لینے دیا۔ بعد میں وہ سندھ کے مشرقی ریگستانی علاقے تھر میں جا آباد ہوئے اس منتقلی کا خاص سبب معلوم نہیں تاہم ان دنوں خواجہ بہاؤالدین ذکریا ملتانی وہاں تشریف لائے اور اپنے خلیفہ مخدوم جمارؒ کے ذریعے مخدوم ابو سعید اور مخدوم بدرالدین کو "ڈوتھڑ" کا لقب دیا۔ گڈیجی کے قصبہ میں اس خاندان کے خواجہ احمد فاروقی گذرے ہیں۔ غالباً کلہوڑوں سے بھی پہلے مغلوں کے عہد میں انہیں گمبٹ اور رانی پور میں جاگیریں دی گئیں۔ روایت ہے کہ فاروقی خاندان نے وہ جاگیریں دو خادموں کو آباد کرنے کے

لئے دے دیں ان کے نام درآزا اور کاجن تھے دونوں کا تعلق ونڈیر قبیلے سے تھا درازونڈیر کے نام پر درازا کا قصبہ آباد ہوا۔ اسی نسبت سے سچل سرمستؒ درازی کہلائے۔

قاضی علی اکبر درازی اپنی کتاب "دولہا درازی" میں لکھتے ہیں کہ جب حضرت خواجہ محمد حافظؒ کے فیض روحانی کا شمسِ کمال عالم آشکار ہوا اور کئی مرید اور عقیدت مند آپ کے فیض سے بہرہ ور ہونے لگے۔ تو گردونواح کے شہروں یعنی گمبٹ اور رانی پور کے جیلانی سادات کو اس بات پر بڑا تعجب ہوا اور فوراً میاں صاحب ڈنہ کو کہلا بھیجا کہ دو شیر ایک جنگل میں کبھی نہیں رہ سکتے۔ خواجہ محمد حافظ نے جواباً یہ عرض کی کہ "ہم آپ کے جدِ امجد حضرت سید عبدالقادر جیلانیؒ کے ارشادات کے مطابق یہاں آکر آباد ہوئے ہیں اور ہمیں آپ کی بزرگی کا بڑا احترام ہے لہذا آپ کبھی کسی غلط فہمی کا شکار نہ ہوں۔"

میاں صاحبؒ ڈنہ کے اس پیغام پر پیر صاحبان نے فرمایا "اچھا آج رات ان تمام باتوں کا فیصلہ ہو جائے گا۔"

گمبٹ اور رانی پور کے دونوں پیر صاحبان بڑے باکمال ولی اللہ تھے اور جب رات ہوئی تو ان دونوں نے حضرت غوث الاعظمؒ کے باطنی حضور میں حاضر ہو کر دیکھا کہ "سبحان اللہ! حضرت پیر دستگیر نے اپنے ایک گھٹنے پر اپنے ایک صاحبزادے کو بٹھا رکھا ہے اور دوسرے گھٹنے پر خواجہ محمد حافظؒ بیٹھے ہیں۔ حضرت پیر دستگیر نے گمبٹ اور رانی پور کے دونوں پیر صاحبان سے مخاطب ہو کر فرمایا "بیٹا! یہ محمد حافظ ہماری نظرِ فیض کا فرزند ہے اور ہمیں بہت پیارا لگتا ہے۔" پیر صاحبان نے جب حضرت غوث پاک کی بارگاہ میں خواجہ محمد حافظ کا اتنا بڑا مرتبہ دیکھا تو ان سے بڑی شفقت اور محبت کے ساتھ پیش آئے اور آج تک ان تینوں درگاہوں کے سجادہ نشینوں اور عقیدت مندوں

Marfat.com

کا ایک دوسرے کے ساتھ دوستی اور محبت کا سلسلہ بدستور قائم ہے۔ "سچل سرمست" کے مصنف حاجی خیرپوری کا خیال ہے کہ خواجہ محمد حافظ عرف صاحب ڈنہ کی درگاہ گمبٹ اور رانی پور کی درگاہوں سے پہلے قائم ہو چکی تھی۔ جیلانی سادات میں سے سید محمد شاہ اور سید احمد شاہ دونوں مخدوم احمد کھہڑا کے یہاں مقیم رہے تھے اور جیلانی سادات نے انہی کی وساطت سے رانی پور اور گمبٹ میں درگاہیں قائم کی تھیں۔

فاروقی خاندان کے اس پس منظر اور روایات میں خواجہ عبدالوہاب سچل سرمستؒ ۱۱۵۲ھ مطابق ۱۷۳۹ء خواجہ محمد حافظؒ کے بڑے صاحبزادے خواجہ صلاح الدین کے گھر درازا میں پیدا ہوئے اس وقت خواجہ محمد حافظؒ کی عمر ۵۱ برس تھی۔ ان کی وفات کے وقت سچل سرمستؒ کی عمر ۲۶ برس تھی۔ جب کہ شاہ لطیف بھٹائیؒ سچل سرمست کی پیدائش کے چودہ برس بعد انتقال کر گئے۔ سچل سرمست کی پیدائش کے وقت مغلوں کی حکومت کو ختم ہوئے چالیس برس ہو چکے تھے اور چالیس برس سے کلہوڑوں کی حکومت تھی۔ خواجہ عبدالحق سچل کی پیدائش کے وقت ۳۲ برس کے تھے ۷۲ سال کی عمر میں خواجہ محمد حافظؒ کے سجادہ نشین ہوئے۔ سچل سرمستؒ صرف چھ برس کے تھے کہ ان کے والد کا انتقال ہو گیا۔ سچل سرمستؒ نے کلہوڑوں کے دور میں آنکھ کھولی اور پھر تالپوروں کا پورا عہد دیکھا اور زندگی کے آخری ایام میں انگریزوں کو "ہند سندھ" پر حاوی ہوتے محسوس کیا۔ سندھ میں دلندیزیوں کی آمد و رفت بھی ان کے سامنے رہی کلہوڑوں کے عہد میں سندھ کی سیاسی اکائی اور پھر تالپوروں کے نصف عہد میں سندھ کی وحدت کو دیکھا مگر ان کی زندگی میں ہی سندھ تالپوروں کے تحت تین وحدتوں میں تقسیم ہو گیا ان میں ایک وحدت کے حکمران خیرپور کے تالپور تھے جو درازا کی گدی

کے معتقد تھے۔

روایت ہے کہ سچل سرمستؒ کی پیدائش کے بعد شاہ لطیف بھٹائیؒ درازا شریف تشریف لائے۔ خواجہ محمد حافظؒ نے خواجہ عبدالحق، سچل سرمست اور خواجہ عبدالحق کے فرزندوں کو شاہ لطیفؒ بھٹائی کی خدمت میں دعا کے لئے پیش کیا۔ شاہ لطیف نے سچل کو دیکھا تو بے ساختہ کہہ دیا کہ "ہم نے جو خم چڑھایا ہے اس کا ڈھکنا یہ بچہ اٹھائے گا"۔ سندھی ادبی دنیا اس پیش گوئی کو ایک تاریخی حقیقت سمجھتی ہے ہرچند بعض محققین کا خیال ہے کہ ایسا واقعہ پیش نہیں آیا تھا۔ بہرحال سچل سرمستؒ وہی کچھ ثابت ہوئے جو شاہ نے کہا تھا۔

روائت ہے کہ سچل سرمستؒ کی پرورش ایک نیک سیرت دایہ کے سپرد کی گئی جو شیدی (حبشی) قوم سے تھی اور حضرت سچل سرمستؒ اسے پیار میں "کالی اماں" کہا کرتے تھے۔ ایک روز دایہ نے حضرت سچل سرمستؒ کو ہدایت کی کہ بیٹا کھانا کھانے سے پہلے بسم اللہ پڑھنا بہت ضروری ہے۔ حضرت سچل سرمستؒ نے جواب دیا۔ اماں اس لفظ میں تو اللہ کا نام آخر میں آتا ہے آپ مجھے وہ لفظ سکھایئے جس میں اللہ کا نام سب سے پہلے آتا ہو۔

سچل سرمستؒ کو ان کے چچا خواجہ عبدالحق نے سب سے پہلے حافظ عبداللہ قریشی صدیقی کے پاس قرآن مجید حفظ کرنے کے لئے بھیجا۔ آپ بچپن میں ہی قرآن مجید ازبر کرکے حافظ اور قاری بن گئے۔ ان کے استاد کی تربت بھی آپ کے مقبرے کے سامنے صحن میں موجود ہے اپنے استاد کی وفات پر خود سچلؒ نے مادۂ تاریخ نکالا اور یہ قطعہ اپنے استاد کی لوح پر لکھوایا۔ قرآن مجید حفظ کرنے کے بعد سچل سرمستؒ کو

Marfat.com

خواجہ عبدالحق نے خود فارسی پڑھانا شروع کی۔ علومِ عربیہ متداولہ کی تحصیل کے ساتھ علم تصوف و معرفت کی بھی تکمیل کرائی اور خرقۂ خلافت سے سرفراز فرمایا۔ چنانچہ علاقہ میں عام لوگ اسی کارن انہیں خلیفہ سچل بھی کہتے ہیں۔ خود سچلؒ نے اپنا استاد اور مرشد خواجہ عبدالحقؒ کو ہی کہا ہے اور چاروں زبانوں میں خواجہ عبدالحقؒ کو خراجِ تحسین پیش کیا ہے۔

سچل سرمستؒ بچپن میں بہت کم بولتے تھے اور جو کچھ بولتے تھے وہ سچ ہوتا تھا اس لئے بچپن سے ان کا نام سچو یا سچل پڑ گیا۔ تن تنہا رہنا عادت تھی۔ جنگلوں میں پھرتے رہتے تھے، خموشی، صبر اور فکر ان کا فطری سرمایہ تھا۔ ایامِ جوانی میں باجماعت نماز پنجگانہ پابندی سے ادا کرتے زیادہ تر وقت درود و وظائف میں مشغول رہتے تھے، اسی اثنا میں خواجہ عبدالحقؒ نے اپنی دختر نیک اختر سچلؒ سے بیاہ دی۔ جن سے کوئی اولاد نہیں ہوئی، سچلؒ زیادہ تر درازا میں ہی رہے ایک آدھ بار سکھر، روہڑی، شکارپور، لاڑکانہ اور قرب و جوار کے علاقوں میں گئے۔ روہڑی میں ان کی ملاقات قادر بخش بیدلؔ سے ہوئی جو آپ کے بڑے معتقد تھے۔ سکھر اور شکارپور میں آپ کی ولائت و کرامت اور درویشی اور سخنوری کو بڑی شہرت حاصل ہوئی اور کئی لوگ آپ کے حلقۂ ارادت میں آکر شامل ہوئے۔ لاڑکانہ میں عثمان فقیر چاکی کو فیض روحانی سے مستفیض فرمایا اور میاں محمد صالح کو سلوک و معرفت کی منزلیں طے کرائیں۔

آپ کی جوانی کا ایک واقعہ ہے کہ ایک دفعہ آپ گھوڑے پر سوار کہیں جا رہے تھے کہ راستے میں ایک آدمی ملا جو بیل لئے جا رہا تھا، سچلؒ نے اس سے پوچھا تمہارا نام کیا ہے اس نے جواب دیا "محبوب" آپ نے پھر پوچھا "کدھر جا رہے ہو"۔ بولا "مستی" (گاؤں کا نام) کی طرف۔ اس پر آپ نے دریافت کیا "کس کے پاس" بولا "محبت کے پاس"۔ یہ سن کر سچلؒ

Marfat.com

پر وجد کی کیفیت طاری ہو گئی اور آپ جھوم جھوم کر کہنے لگے "سبحان اللہ، سبحان اللہ محبوب محبت اور مستی کی طرف جا رہا ہے۔" آپ فوراً گھوڑے سے اتر پڑے اور اس آدمی کو گھوڑے پر سوار کرا دیا اور خود اس کا بیل پکڑ کر پیدل چل پڑے اور سارا راستہ کہتے گئے "واہ واہ سبحان اللہ، محبوب مستی اور محبت کی طرف جا رہا ہے" آخر آپ درازا پہنچ گئے اور وہاں اپنے نوکر سے کہا کہ اس آدمی اور بیل کو محبت کے پاس پہنچا آؤ۔ اس کے ساتھ آپ نے اپنا گھوڑا بھی اس شخص کو بخش دیا۔

عام روایت ہے کہ میرانِ خیرپور اور درازا کے فاروقی فقیروں کے ایک دوسرے کے ساتھ اتنے گہرے تعلقات تھے کہ ایک عاملِ دیوان جو حیدرآباد کے میر صاحبان کے یہاں ملازم تھا کسی وجہ سے ملازمت چھوڑ کر خیرپور کے والی میر سہراب خان کے یہاں چلا آیا اور ان کا مختارِ کار ہوا۔ چند دنوں کے بعد اس نے سرکاری رقوم میں نادانستہ یا دانستہ طور پر خورد برد کی اور اسی الزام میں گرفتار ہوا۔ اس حیدرآبادی دیوان کے رشتہ دار صوفی فقیر میاں فضل اللہ جھوک شریف والے کی خدمت میں جا حاضر ہوئے اور سفارش کے لئے منت سماجت کی۔ صوفی فقیر نے انہیں ایک خط خواجہ عبدالحقؒ کے نام لکھ دیا اور اس میں لکھا کہ "ہمارا ایک آدمی تمہارے ظالموں نے قابو کر رکھا ہے اسے فوراً آزاد کرا دو۔" حضرت خواجہ عبدالحق نے خط پڑھ کر اپنی دستار حضرت سچل سرمستؒ کے سر پر رکھی اور فرمایا کہ "جاؤ اور میران خیرپور سے حیدرآبادی عامل کو آزاد کرا کے لاؤ" سچل سرمستؒ میر سہراب خاں کے دربار میں پہنچ گئے اور وہاں بندوقیں دیکھ کر پوچھا "یہ کیا ہیں؟" سب لوگوں نے جواب دیا کہ یہ بندوقیں ہیں اور ان سے شیروں کا شکار کیا جاتا ہے۔ حضرت سچلؒ نے فرمایا

Marfat.com

کہ شیر کا شکار آسان بات نہیں، حاضر خدمتگاروں نے تکرار سے کام لیتے ہوئے کہا کہ "یہ بندوق صرف چند قدموں پر شیر کی دھجیاں اڑا دیتی ہے"۔ اس پر سچل سرمستؒ کی طبیعت میں عجیب طرح کا جوش پیدا ہوا۔ آپ کے چہرے پر جلال کے کچھ ایسے آثار نمایاں ہوئے کہ میر سہراب خاں کے تمام صاحبزادگان اور حاضرین مجلس کو یوں محسوس ہونے لگا گویا سچ مچ شیر آکر ان کے سامنے کھڑا ہو گیا ہے۔ سب ڈر کے مارے کانپنے لگے اور معافی کی درخواست کی۔ آخر ان صاحبزادگان کی سفارش پر حضرت سچل سرمستؒ کی منشا کے مطابق اس ہندو عامل دیوان کو فوراً قید سے آزاد کر دیا گیا۔

اس واقعہ کے بعد ریاست خیرپور کے تمام میر صاحبان درازا کے فاروقی فقیروں کے بڑے معتقد بن گئے وقتاً فوقتاً زیارت کے لئے آتے اور نذر نیاز پیش کرتے۔

رشید احمد لاشاری نے لکھا ہے کہ مرزا علی قلی بیگ کے مطابق جب سچل سرمستؒ نے وفات پائی۔ میر علی مراد خان نوعمر تھے۔ میر علی مراد خان کا اپنا بیان ہے کہ ایک مرتبہ جب میں چھوٹا سا تھا تو آپ نے میری آنکھوں پر بوسہ دیا تھا اور مجھے دعا دی تھی۔

اس واقعہ کی تشریح یوں کی جاتی ہے کہ ایک روز ریاست خیرپور کے چھوٹے بڑے میر صاحبان شکار سے واپس لوٹے اور درازا کے قریب سے گذر رہے تھے حضرت سچل سرمستؒ اس وقت کنوئیں پر اپنے پورے جسم کو ملتانی مٹی لگائے نہانے کے لئے تیار تھے۔ سر پر پانی ڈالنے ہی والے تھے کہ بڑے میر صاحبان حضرت کی قدمبوسی کے لئے آگے بڑھے مگر انہیں ملتانی مٹی میں لتھڑا ہوا دیکھ کر فوراً پیچھے ہٹ گئے، نزدیک نہیں آئے دور کھڑے خیر و عافیت پوچھتے رہے۔ میر مراد خاں جو سب سے

چھوٹے تھے اور سب سے آخر میں وہاں پہنچے تھے فوراً دوڑ کر سچل سرمستؒ کے قدموں میں گر پڑے۔ سچلؒ بہت خوش ہوئے فوراً اٹھ کر میر علی مراد خاں کی آنکھوں پر بوسہ دیا اور انہیں دعا دے کر بڑے میر صاحبان سے مخاطب ہو کر فرمایا "تم ملتانی مٹی دیکھ کر مجھ سے پیچھے ہٹ گئے لیکن یہ ملتانی مٹی نہ تھی بلکہ جاہ و اقبال کی مہندی کا رنگ تھا جو اس چھوٹے میر صاحب (میر علی مراد خاں) کو لگ چکا ہے۔ کہا جاتا ہے کہ یہ حضرت سچل سرمستؒ کی دعا کا ہی اثر تھا کہ ۱۸۴۳ء میں (سچلؒ کی وفات کے صرف سترہ برس بعد) جب انگریزوں نے میرانِ سندھ سے حکومت چھین کر برطانوی پرچم لہرا دیا تو تمام سندھ میں خیرپور ہی ایک ایسا علاقہ تھا جہاں میر علی مراد خاں کی ریاست باقی رہ گئی۔

مرزا علی قلی بیگ نے حضرت سچل سرمستؒ کی شادی اور اولاد کے بارے میں ایک روایت درج کی ہے کہ والیٔ ریاست خیرپور میر رستم خاں (واضح رہے کہ رستم خان حضرت سچلؒ کی وفات کے چار برس بعد ۱۸۳۰ء میں میر سہراب خان کا جانشین مقرر ہوا تھا) کا فرزند میر حسن سخت بیمار تھا، میر رستم خان نے حضرت سچل سرمستؒ کو اپنے بیٹے کی دعا کے لئے اپنے پاس بلایا۔ سچل سرمستؒ نے میر محمد حسن کے لئے دعا کی اور وجد و مستی میں آکر میر رستم خان سے مخاطب ہوئے کہ "ہم اپنا فرزند تمہارے فرزند کے عوض اللہ میاں کے سپرد کرتے ہیں۔" سچل سرمستؒ ابھی خیرپور میں میر رستم خان ہی کے پاس تھے کہ اس کا فرزند میر محمد حسن تندرست ہو گیا۔ جب کہ سچلؒ کا بیٹا جس کا نام نیاز علی یا موجود علی تھا وفات پا گیا ——— لیکن اس روایت میں کسی اعتبار سے بھی کوئی صداقت نظر نہیں آتی۔

رشید احمد لاشاری لکھتے ہیں "کتاب تذکرہ مخادیم کھہڑا (قلمی) میں روایت ہے کہ ایک مرتبہ خواجہ محکم دین سیلانی امیر (خانقاہ شریف بہاولپور) درازا شریف کے نزدیک

Marfat.com

جنگل میں آکر مقیم ہوئے۔ حضرت سچل سرمستؒ ان کی ملاقات کے لئے گئے۔ ملاقات کے وقت حضرت محکم دین صاحب نے سچل سرمستؒ سے بغلگیر ہوتے ہی ان کے منہ پر زور سے ایک طمانچہ مارا اور فرمایا بس تمہارے لئے عشقِ الٰہی کا یہ ایک طمانچہ ہی کافی ہے اس روز سے سچل سرمستؒ کے لقب سے مشہور ہوئے۔" مولانا محمد صادق رانی پوری اور قاضی علی اکبر درازی دونوں اس روایت کی تردید کرتے ہیں کیونکہ انہیں سچلؒ کے کلام یا تحریروں سے اس کی تصدیق نہیں ملتی۔

فیض پانے کی روایات اپنی جگہ، فیض یاب کرنے کی روایات میں بھی ایک منفرد رنگ ہے۔ حضرت سچل سرمستؒ کے دربار سے وابستہ فقیر نانک یوسف گذرے ہیں جن کے والد کا نام مولوی محمد ہاشم تھا۔ سبی (بلوچستان) کے رہنے والے تھے۔ مگر وہاں سے شہر جھل مگسی آگئے جہاں انہیں مفتی مقرر کر دیا گیا۔ ان کے اولاد نہیں ہوتی تھی۔ مشہور ولی اللہ گودڑیا کے مزار پر آکر دعا مانگی۔ وہاں انہیں بشارت ہوئی کہ بیٹا ہوگا لیکن وہ اپنے زمانے کا منصور ہوگا۔ مولوی ہاشم کے گھر بیٹا ہوا، اس کا نام محمد یوسف رکھا گیا۔

محمد یوسف نے اپنے والدِ بزرگوار سے عربی اور فارسی کی تعلیم حاصل کی اور فارغ التحصیل ہو کر دستار بندی کی۔ رسمِ دستار بندی کے چند دنوں بعد ہی مولوی ہاشم کا انتقال ہو گیا۔ محمد یوسف کو اُن کی جگہ گدی نشین کیا گیا۔ عالم فاضل تھے، نیک دل تھے۔ اس لئے علم و کمال کی شہرت جلد ہی دور دور تک جا پہنچی۔ عالم فاضل سلامی کے لئے آنے لگے۔ اس کے باوجود محمد یوسف کے دل میں ہمیشہ یہ خیال رہا کہ میں عالم، فاضل اور زاہد و عابد تو بن گیا لیکن اللہ کا دیدار نصیب نہیں ہوا۔ اس بے قراری میں شہر چھوڑ

Marfat.com

کر جنگل کی راہ لی۔ جنگل میں چلّہ کشی کی اور بشارت ہوئی کہ فیض الٰہی حاصل تو ہوگا مگر اس جگہ سے جہاں صبح و شام نعرۂ منصوری بلند ہوتا رہتا ہے۔

محمد یوسف نے ایک سال میں متواتر تین بار چلے کاٹے لیکن ہر مرتبہ یہی بشارت ہوئی آخر اس تلاش میں نکل پڑے۔ رانی پور سے ہوتے ہوئے دراز اشریف کے قریب پہنچ گئے۔ تاہم رات کا وقت تھا راستہ بھول گئے اور رات بسر کرنے کے لئے بستی ڈھونڈنے لگے انہیں معلوم نہ تھا کہ یہ کون سا قصبہ یا گاؤں ہے تاہم سماع کی آواز سن کر درگاہ شریف کی حدود میں داخل ہوئے کیا دیکھتے ہیں کہ مسجد کے حجرے کے اندر ایک مردِ خدا مراقبے میں ہے اور دوسرے فقرا اس کے ارد گرد سماع میں مشغول ہیں۔ محمد یوسف نے اچھی طرح پہچان لیا، کہ منصوری نعرہ بلند کرنے والا مردِ مجاہد یہی شخص ہو سکتا ہے"۔ یہ سوچ کر محمد یوسف بھی ان فقیروں کے ساتھ سماع میں شامل ہو گئے لیکن ابھی بیٹھنے بھی نہ پائے تھے کہ اس مراقبے والے شخص نے فقیروں کو حکم دیا کہ اس نو وارد کو اسی وقت مسجد کے حجرے سے نکال دو۔ فوراً حکم کی تعمیل کی گئی اور انہیں مسجد کے حجرے سے باہر نکال دیا گیا۔ تھوڑی دیر بعد وہ پھر مسجد میں داخل ہوئے مگر مراقبے والے نے پھر مسجد سے نکالنے کا حکم دیا۔ تیسری بار بھی ایسا ہی ہوا تاہم جب تیسری مرتبہ محمد یوسف کو مسجد سے باہر پھینکا تو وہ بے ہوش ہو گئے مراقبے والے نے محمد یوسف کو جب بے ہوشی کے عالم میں دیکھا تو کہا کہ اس کو ڈنڈا ڈولی کر کے شہر سے باہر پھینک دو۔ حسبِ ارشاد محمد یوسف کو سمتی تالاب کے قریب ایک درخت کے ساتھ ٹیک دلا کر پھینک دیا گیا۔ محمد یوسف اس

درخت کے ساتھ اس طرح ٹیک لگائے بیٹھے کہ ان کا منہ درگاہ شریف کی طرف رہا اسی طرح متواتر چند روز تک وہیں بیٹھے رہے اور کسی طرف بھی ہلے جُلے نہیں۔

اس واقعہ کو چند روز گذر گئے تو حضرت سچل سرمستؒ جو دراصل مراقبے والے بزرگ تھے اپنے فقیروں کے ساتھ اس تالاب کے پاس سے گذرے اور اس درویش کو بے ہوشی کے عالم میں دیکھا۔ حضرت سچل سرمستؒ نے فقیروں سے فرمایا کہ جاکر دیکھو زندہ ہے کہ مرگیا ہے۔ فقیروں نے دیکھ کر عرض کیا کہ "قبلہ یہ بے چارہ مرگیا ہے"۔ سچلؒ نے ہنس کر فرمایا "یہ درویش آسانی سے مرنے والا نہیں بلکہ زندہ ہے"۔ فقیروں نے التجا کی کہ قبلہ یہ فقیر آپ کا سچا عاشق ہے اب تو اس پر نگاہ کرم ڈالئے۔ آپ نے فرمایا "اچھا اسے میرے پاس لے آؤ"، فقیروں نے فوراً اس کے قریب پہنچ کر آواز دی کہ "چلو تمہیں مرشد نے یاد فرمایا ہے"۔ فقیر یہ آواز سن کر اچھل کر اٹھا اور تندرستوں کی طرح خوشی خوشی پیدل حضرت سچل سرمستؒ کی خدمت میں حاضر ہوگیا۔

حضرت سچل سرمستؒ نے محمد یوسف پر نظر عنایت فرمائی اور اسے اپنے روحانی فرزندوں میں شامل کرکے ریاضت کا حکم دیا۔ پہلے بارہ مہینے تو وہ لنگر کے لئے جنگل سے لکڑیاں کاٹ کر لاتے رہے۔ روایت ہے کہ وہ ابھی لکڑیاں کاٹتے ہی رہتے تھے کہ لنگر ختم ہو جاتا تھا اور انہیں روٹی نصیب نہیں ہوتی تھی حضرت سچلؒ کو جب اس بات کا پتہ چلا تو آپ نے ان سے لکڑیاں کاٹنے کا کام بند کرادیا اور پانی بھرنے کا حکم دیا۔ بارہ ماہ تک محمد یوسف درگاہ کے لئے مشکے بھرتے رہے۔ اس کے بعد مرشد نے کرم فرمایا اور انہیں اپنا خاص خدمتگار مقرر کیا۔

Marfat.com

یوسف فقیر سے پہلے یعقوب فقیر بھی حضرت سچلؒ کی خدمت میں رہتے تھے روایت ہے کہ ایک روز سچلؒ اپنی خلوت گاہ میں بیٹھے تھے۔ آپ نے اچانک آواز دی کہ "یعقوب، یعقوب"۔ یعقوب فقیر اس وقت موجود نہ تھے۔ یوسف فقیر نے جواب دیا "یعقوب حاضر نہیں اس کا بیٹا یوسف حاضر ہے"۔ اسی طرح حضرت سچلؒ نے تین بار یعقوب کو آواز دی۔ یوسف فقیر نے ہر مرتبہ وہی جواب دیا۔ کہتے ہیں کہ اس بات پر سچلؒ پر وجد کی کیفیت طاری ہو گئی اور جب حال سے باہر آئے تو فوراً یوسف فقیر کو گلے سے لگا لیا اور فرمایا "اللہ تعالیٰ کی طرف سے یہ امانت جب تمہیں حاصل ہونی تھی تو یعقوب کو کیسے دی جا سکتی ہے یوں مرشد کی ایک ہی نگاہ سے یوسف فقیر واصل باللہ ہوئے۔

مرشد سے مستفیض ہونے کے بعد یوسف کچھ عرصہ درازا میں ہی مقیم رہے۔ لیکن بعد میں حکم ہوا کہ رنگپور کی بستی میں بود و باش اختیار کرو۔ یوسف فقیر اسی بستی میں آکر مقیم ہوئے جسے آج کل یوسف فقیر جو گوٹھ یا اگڑا کہا جاتا ہے۔ روایت ہے ایک مرتبہ یوسف فقیر کو حضرت سچل سرمستؒ نے حکم دیا کہ فوراً چلے جاؤ اور امرتسر کی سیر کر کے آؤ۔ مرشد کے ارشاد کے مطابق یوسف فقیر نے حاجی عبداللہ فقیر، ڈھنڈھن فقیر یلو فقیر اور اللہ داد فقیر کو اپنی رفاقت میں لیا اور سفر پر چل پڑے۔ کئی منزلیں طے کرنے کے بعد امرتسر میں سکھوں کے دربار میں پہنچ گئے۔

یوسف فقیر نے امرتسر پہنچ کر خود کو 'گورو نانک' کہلانا شروع کر دیا۔ سکھوں کو ان پر بڑا غصہ آیا۔ سکھوں نے انہیں گھیر لیا اور فیصلہ ہوا کہ یوسف کو گستاخی کی سزا دی جانی چاہیئے۔ چنانچہ ایک منصوبہ کے مطابق یوسف فقیر سے کہا گیا کہ گورو نانک کا

Marfat.com

یہ معمول تھا کہ ہر روز تیل کی ایک کڑاہی آگ پر رکھواتے تھے اور جب تیل کھولنے لگتا تھا تو فوراً اس میں کود کر اشنان کرتے تھے۔ آپ اگر واقعی گورو نانک ہیں تو اپنے اس کارنامے کو دوبارہ کر دکھایئے۔ یوسف فقیر نے سکھوں کی اس تجویز کو فوراً قبول کر لیا۔ فوراً تیل کی کڑاہی چڑھائی گئی اور اس کے نیچے شعلے بھڑکنے لگے۔ جب تیل کھولنے لگا تو یوسف فقیر سے کہا گیا کہ اب خود کو گورو نانک ثابت کیجئے۔ یوسف فقیر جوش میں آکر تیل میں کودنے والے تھے کہ اچانک غیر متوقع طور پر موسلا دھار بارش شروع ہو گئی اور چند لمحوں کے اندر ابلتا ہوا تیل پانی کی طرح ٹھنڈا ہو گیا۔ یوسف فقیر نے اس کڑاہی میں غوطے لگائے اور اپنی مشہور کافی گانا شروع کر دی۔

دھوپڑے میں دھپا سائیں دھوپڑے میں دھپا
گگا چھوڑ کے دوا دھو کے لَلّا، تتا، پیّا سائیں دھوپڑے میں دھپّا
نانک یوسف عشق انوکھا مرشد میرا مکّہ
اس پر میری جان تصدق وہ عاشق کا تپا سائیں دھوپڑے میں دھپّا

گانا ختم ہوا تو یوسف فقیر اشنان کر کے باہر نکلے یہ کرامت دیکھ کر سکھ بھی معتقد ہو گئے اب تک آپ صرف یوسف فقیر کہلاتے تھے اب نانک یوسف کے نام سے مشہور ہوئے۔ حضرت سچل سرمستؒ انہیں یوسف کنعانی کے نام سے بھی پکارتے تھے۔ نانک یوسف فقیر کے مرنے پر روہڑی کے فقیر قادر بخش بیدلؔ نے قطعے کی صورت میں تاریخ وفات کہی۔

یوسفِ مصر جاں عزیز وجود — جانب ملک جاوداں رفتہ
سال وصلش خرد بجُست سروش — گفت طائر بہ آشیاں رفتہ

۱۲۶۹ھ

Marfat.com

حیدرآباد اور سندھ کے میر شیعہ تھے۔ چنانچہ خیرپور کے میروں کے بارے میں حیدرآباد کے میروں کو یہ اعتراض تھا کہ وہ سُنیوں اور وہ بھی فاروقیوں یعنی درازا والوں کے معتقد ہیں۔ قاضی علی اکبر درازی مصنف "دولہا درازی کے دربار کے موتی" میں لکھتے ہیں کہ حیدرآباد کے میر واحد بخش نے اس سلسلے میں خیرپور کے میر علی مراد خاں کو خط لکھا اور طعنہ دیا کہ تم شیعہ ہو کر درازا کے اہلِ سنت فاروقیوں کے معتقد ہو۔ علی مراد خاں نے واحد بخش کو لکھ بھیجا کہ سچل سرمستؒ بڑے کامل اکمل عارف ولی اللہ ہیں انہیں رب رسولؐ کے راز معلوم ہیں جو ان کا منکر ہے وہ مردود ہے۔ میر واحد بخش نے علی مراد خاں کو لکھا کہ ہم یوں نہیں مانتے بہتر ہوگا کہ سچلؒ کا کوئی فقیر ہمارے پاس بحث مباحثہ کے لئے بھیجو۔ یہ خبر سچل سرمستؒ کو بھی معلوم ہو گئی انہوں نے یوسف فقیر کو حیدرآباد میں میر واحد بخش کی کچہری میں جانے کا حکم دیا۔ چنانچہ فقیر یوسف اپنے دوسرے فقیروں کے ساتھ میر واحد بخش کی کچہری میں پہنچ گئے۔ مگر وہاں میر واحد بخش نے ان فقیروں سے سخت بدسلوکی کی جس پر یوسف فقیر نے میر واحد بخش سے کہا کہ "پگ گئی اور ٹوپی آگئی"۔ یہ اشارہ تھا حیدرآباد کے میروں کی حکومت کے خاتمے اور انگریزوں (ٹوپی والوں) کی حکومت کے آنے کا۔

میرپور کے پہلے حکمران میر سہراب خان (۱۷۳۰ - ۱۸۳۰ء عہد حکومت ۱۷۸۴ - ۱۸۳۰ء) درازا شریف کی درگاہ اور سجادہ نشینوں کے بڑے معتقد تھے انہوں نے خواجہ محمد حافظؒ، خواجہ عبدالحقؒ اور سخی قبول محمد تینوں کا عہد دیکھا تھا تاہم درگاہ پر پہلا مقبرہ میر رستم خان نے ۱۲۲۵ھ (جس وقت سچلؒ کی عمر ۷۴ سال تھی) میں تعمیر کرایا۔ تیسرے حاکم علی مراد خاں نے سچل سرمستؒ کا فارسی دیوان "دیوان آشکارا"

Marfat.com

پچھلی صدی کے نصف آخر میں چھپوایا تھا۔

رشید لاشاری اپنی کتاب "سچل سرمستؒ" میں لکھتے ہیں "بعض احباب نے لکھا ہے کہ کھہڑا کے مخدوموں کو سچل سرمستؒ سے عداوت تھی۔ لیکن یہ بات حقائق کے خلاف جاتی ہے اس کے متعلق "تذکرہ مخادیم کھہڑا" کا یہ حوالہ ہی کافی ہے کہ ایک مرتبہ مخدوم محمد عاقل اول اور ان کے بھائی مخدوم محمد صاحب کا جاگیروں کے سلسلہ میں ایک دوسرے کے ساتھ تنازعہ ہوگیا۔ مخدوم محمد صاحب میر سہراب خاں کے یہاں پکار پکار کر تھک گئے۔ لیکن کسی قسم کی دادرسی نہ ہوئی۔ آخر وہ سخی قبول محمد اور سچل سرمستؒ کے یہاں فریاد لے کر آئے۔ چنانچہ سچل سرمستؒ، مخدوم محمد کا معاملہ لے کر مخدوم محمد عاقل کے پاس گئے تو مخدوم محمد عاقل نے اپنی مہر اٹھا کر سچل سرمستؒ کے ہاتھ میں دے دی اور کہنے لگے آپ جو فیصلہ کریں مجھے منظور ہے۔ سچل سرمستؒ نے فیصلے کے مطابق ملکیت کا مناسب حصہ مخدوم محمد عاقل کے بھائی مخدوم محمد کو دلایا اور دونوں بھائیوں کو گلے ملا کر ایک دوسرے کے ساتھ شیر و شکر بنا دیا۔

سچل سرمستؒ کے شعر کہنے کا یہ عالم تھا کہ جس وقت سارنگی یا طبلے پر ہاتھ لگتا تھا تو آپ پر بے خودی کی کیفیت طاری ہو جاتی تھی۔ سر کے بال کھڑے ہو جاتے تھے اور آنکھوں سے آنسو ٹپکنے لگتے تھے۔ عین وجد و مستی کی حالت میں متواتر شعر کہتے جاتے تھے اور ان اشعار کو ان کے مرید اور فقیر قلمبند کرتے جاتے تھے۔ آپ جب ہوش میں آتے تو آپ کو کلام پڑھ کر سنایا جاتا لیکن آپ کہتے تھے کہ "یہ کسی کہنے والے نے کہا ہوگا مجھے کچھ یاد نہیں"۔

مرزا علی قلی بیگ نے لکھا ہے کہ سچلؒ کے مریدوں نے ان کا اکثر کلام

کتابی صورت میں اکٹھا کر رکھا تھا۔ لیکن ایک موقعہ پر آپ نے ان سب مسوّدوں کو نذر آتش کر دیا کیونکہ آپ کو اپنے کلام کے متعلق یہ شک پیدا ہو گیا تھا کہ مبادا لوگ غلط مطلب لے کر گمراہ نہ ہو جائیں۔ اس واقعہ کو جب کافی عرصہ گذر گیا تو آپ کے فقیروں اور عقیدتمندوں کے بار بار کے اصرار پر آپ نے اپنے کلام کو دوبارہ قلمبند کرنے کی اجازت دے دی۔ فقیروں کو جو کلام یاد تھا اسے کتابی صورت میں لے آئے۔ مرزا علی قلی بیگ کی روایت کے مطابق آپ کی وفات کے وقت آپ کی تمام کافیوں (؟) کا شمار کیا گیا تو کل نو لاکھ چھتیس ہزار چھ سو تھیں۔

ایک دفعہ آپ کچھ زیادہ بیمار ہوئے تو سجادہ نشین سخی قبول محمد نے جنہیں سچل رح کی حسن پرستی اور لے سے دلچسپی کا بخوبی علم تھا۔ میر رستم خاں کو کہلا بھیجا کہ آپ کچھ گانے والیاں بھیجیں۔ جب گانے والیاں درازا پہنچیں تو حضرت سچل سرمست رح کو بہت خوشی ہوئی آپ اٹھ بیٹھے۔ گانا سنتے ہی آپ پر وجد طاری ہو گیا اور پھر آہستہ آہستہ رو بصحت ہو گئے۔

ایک دوسری دفعہ بیماری کے دوران لاڑکانے کی ایک گانے والی آئی، تو حضرت سچل سرمست رح نے اسے دیکھ کر فرمایا "بسم اللہ ہمارا طبیب آیا، ہمارا حکیم آیا۔"

کریم بخش خالد اپنے ایک مضمون میں لکھتے ہیں کہ سچل رح کے عہد کے مذہبی حالات بھی ناگفتہ بہ تھے۔ کھڑا کے مخدوم مذہبی لحاظ سے انتہا پسند تھے انہیں اس قدر مذہبی اقتدار حاصل تھا کہ معمولی باتوں پر ہندوؤں کو جبراً مسلمان کیا کرتے تھے۔ حکام اور علماء بھی ان کے احکام کو رد کرنے کی جرأت نہیں کر سکتے تھے۔ غیر مسلموں کو زبردستی حلقۂ اسلام

میں لانے کا نتیجہ یہ نکلا کہ اقلیتیں حکومت اور مخدومین کے خلاف گڑبڑ اور بغاوت کے منصوبے بنانے لگیں اور آنے والے دور نے یہ بات ثابت کر دکھائی کہ جب انگریز سندھ میں وارد ہوئے تو ہندوؤں اور دوسری اقلیتوں نے میران سندھ کے خلاف ان کا ساتھ دیا تاہم اس دور میں بزرگانِ دین کی خانقاہیں مظلوم انسانوں کے لئے امن اور سکون کے بہت بڑے مراکز تھیں اس سلسلے میں گمبٹ اور رانی پور کو خصوصیت حاصل تھی۔ جہاں ابراہیم شاہ اور صالح شاہ قادری فیض کے دریا بہا رہے تھے۔ علاوہ ازیں کنڈڑی (ریاست خیرپور) روہڑی، پیر گوٹھ اور سندھ کے دوسرے علاقوں میں بھی امن کے مسکن قائم تھے۔"

سچل سرمستؒ سندھ میں منصوری روایت کے علمبردار تھے اور اس ضمن میں سندھ کی جو روایات تھیں ان کی پاسداری کو انہوں نے فرض جانا۔ چنانچہ جھوک شریف والے شاہ عنایت کو وہ منصوری راہ کے شہیدوں میں شمار کرتے ہیں۔ سندھی، فارسی اور پنجابی میں شاہ عنایت کو بار بار انہوں نے خراج عقیدت پیش کیا۔ شاہ عنایت کا تنازعہ اگر ایک طرف تنگ نظر ہم عقیدہ لوگوں سے تھا۔ تو دوسری طرف اس وقت مغلوں اور کلہوڑوں کے ان حاکموں سے جو عارضی اور فوری مقاصد کے حصول کے لئے طاقت اور جبر کو ضروری خیال کرتے تھے۔ مولانا اعجاز الحق قدوسی نے "تحفۃ الاکرام" اور "مقالات الشعرا" کے حوالے سے شاہ عنایت شہید جھوک شریف والے کے بارے میں واقعہ "تاریخ سندھ" میں اس طرح لکھا ہے۔

صوفی شاہ عنایت اللہ بن مخدوم فضل اللہ بن مُلّا یوسف بن مُلّا شہاب الدین بن مُلّا رجب بن مخدوم صدو لنگاہ، اپنے وقت کے نہایت جلیل القدر صوفی و درویش تھے۔ دولت حق شناسی کے لئے ملکوں ملکوں پھرتے رہے یہاں تک کہ دکن میں پہنچ کر

Marfat.com

شاہ عبدالمالک کے دستِ حق پرست پر بیعت ہو کر تصوف کی تمام منازل طے کیں۔ وہ علومِ ظاہری حاصل کرنے کے لئے شاہ غلام محمد کی خدمت میں پہنچے تھے جو اس وقت شاہجہاں آباد (جہاں آباد) میں مقیم تھے اگرچہ شاہ عنایت نے علوم ظاہری کی تعلیم شاہ غلام محمد سے حاصل کی لیکن سلوک کی منزلیں شاہ غلام محمد نے شاہ عنایت سے طے کیں وہ ٹھٹھہ ان کے ساتھ آئے۔ شاہ غلام محمد شیخ کی ارادت میں بعض ایسے طریقے اختیار کرتے تھے جو علمار کے نزدیک ناجائز تھے۔ مثلاً وہ اپنے شیخ کو سجدہ تحیت کرتے تھے۔ علمار نے اس پر انہیں ٹوکا تو شاہ عنایت نے انہیں شاہجہاں آباد چلے جانے کا حکم دیا اور خود پرگنہ بٹھورہ میں غازیاہ کے کنارے موضع جھوک عرف میراں پور میں اپنے مریدین و معتقدین کی ایک جماعت کے ساتھ مقیم ہو کر عبادت و ریاضت میں مشغول ہو گئے۔ شاہ عنایت کی عبادت و ریاضت کی شہرت دور دور پہنچی اور اطراف واکناف کے لوگ عقیدتمندانہ طور پر آپ کی خدمت میں حاضر ہونے لگے۔

ان کے عقیدتمندانہ ہجوم کو دیکھ کر آس پاس کے دو حلقوں میں رقابت کی آگ بھڑک اٹھی ان میں سے ایک حلقہ اطراف و جوانب کے زمینداروں کا تھا اور دوسرا آپ کے قریب کے موضع بلڑی کے سادات کا گروہ تھا جن کی پیری مریدی اور عقیدتمندی کا فروغ شاہ عنایت کی وجہ سے کم ہوتا جاتا تھا اور ان کے مریدین و معتقدین شاہ عنایت کے حلقے میں شامل ہوتے جاتے تھے جس کی وجہ سے یہ سادات بلڑی شاہ عنایت سے سخت ناراض تھے۔ ٹھٹھے کے قریب بکیرا میں شیخ فاضل شاہ قریشی کی اولاد میں سے شاہ سراج الدین نے پیری مریدی کو دنیاوی جاہ و حشمت سے ملا لیا اور بادشاہ کے دربار میں بڑا مقام حاصل کر لیا۔ دہلی کے دربار میں رسائی حاصل کرنے

Marfat.com

کے بعد انہوں نے شاہ عنایت کے خلاف جنگ شروع کرانے میں پہل کی۔

"تحفۃ الاکرام" میں انفرادی طور پر بھی ان اشخاص کے نام دیئے ہیں جنہوں نے شاہ عنایت کے خلاف مغل ناظم ٹھٹھہ کے پاس شکائتیں کیں۔ ان میں بلڑی کے سادات میں سید عبدالواسع بن سید عبدالغنی بن سید عبداللہ لعل بن سید دین محمد بن سید عبدالکریم تھے دوسرے نور محمد بن منبہ بن رادہ بن بابو پلیجانی زمیندار پلیجا پورا ور تیسرے حمل بن لاکھا بن حمل بن لاکھا جت زمیندار تھا (زمینداروں نے سیدوں کے صلاح مشورہ سے شاہ عنایت سے چھیڑ چھاڑ شروع کی تھی) لیکن سادات بلڑی مخالفت میں سب سے زیادہ سخت تھے۔ جس زمانے میں شاہ عنائت کے خلاف شکایت پیش ہوئی اس زمانے میں ٹھٹھے کا مغل ناظم لطف علی تھا۔ اس نے سادات بلڑی کی جنبہ داری میں بغیر تحقیقات کے حکم دے دیا کہ وہ صوفی شاہ عنایت اور ان کے مریدوں سے خود نپٹ لیں ان لوگوں نے لطف علی کا اشارہ پاکر شاہ عنایت کی خانقاہ پر حملہ کر دیا۔ اس میں خانقاہ کے بہت سے درویش شہید ہوئے ان بے گناہوں کے ورثا نے جب استغاثہ کیا تو حکومت کی جانب سے قاتلوں کی زمینیں مقتولوں کے ورثا کو دلا دی گئیں، تحفۃ الاکرام کے مطابق پھر کتنے ہی غریب اور دوسرے لوگ ہندوستانی عمّال (حکومتِ دہلی) کے مظالم سے بھاگ کر فقیروں کے دامن عاطفت میں آباد ہو گئے۔

۱۱۲۸ھ/۱۷۱۶ء میں لطف علی خاں کی جگہ نواب اعظم خاں ٹھٹھے کا ناظم ہو کر آیا۔ تحفۃ الاکرام کے مطابق ایک بار پھر سارے منحوس پڑوسیوں نے ٹھٹھے کے حاکم کو اپنے ساتھ ملا کر اور فقیر (شاہ عنایت) کی بغاوت کا خدشہ ظاہر کر کے شاہی دربار سے ان کی بیخ کنی کا حکم جاری کرا لیا اور پھر سندھ کے سارے پرگنوں کی فوجیں جمع کر کے

ان پر چڑھ آئے۔ مولانا قدوسی لکھتے ہیں " وہ (نواب اعظم خان) شاہ عنایت کے دشمنوں کی باتوں سے متاثر ہو کر ان کی امداد کے لئے تیار ہو گیا۔ اس نے شاہ عنایت کی مخالفت میں ان زمینوں کے محصول جو خانقاہ کے متصل تھیں اور جن کے محصول معاف ہو چکے تھے، بحال کر دیئے اور ادائیگی کا مطالبہ شروع کر دیا۔ شاہ عنایت نے جواب دیا کہ جب یہ محصول بادشاہ (محی الدین فرخ سیر) کی جانب سے معاف ہو چکے ہیں اب ہم سے کیسے مطالبہ کیا جاتا ہے۔ اعظم خاں اس جواب پر برہم ہو گیا اور اس نے مرکز میں لکھ بھیجا کہ صوفی شاہ عنایت اور ان کے مرید سرکاری محصول ادا نہیں کرتے اُن سے بغاوت کی بو آ رہی ہے وہاں سے حکم ملا کہ اس فتنے کو روکا جائے۔ اس حکم کے ملنے پر اعظم خان نے اپنی فوج کے علاوہ یار محمد خاں کلہوڑا اور دوسرے رئیسوں کے نام احکام جاری کئے کہ وہ بھی مدد کے طور پر اس فوج میں شریک ہوں۔ اس فوج نے صوفی عنایت کی خانقاہ پر ہلہ بول دیا۔ پہلے تو پورے چار ماہ یہ فوج شاہ صاحب کی خانقاہ کا محاصرہ کئے پڑی رہی۔ شاہ صاحب کے فقیر راتوں میں اس فوج پر شب خون مارتے تھے۔ اس طرح اعظم خاں کی فوج کے بہت سے آدمی مارے گئے اور وہ تباہی کے قریب جا پہنچے تھے۔

مقالات الشعراء میں ہے کہ ۱۸ ذیقعد ۱۱۲۹ھ/ ۳۱ اکتوبر ۱۷۱۷ء کو جنگ کا آغاز ہوا۔ درویشوں کا طریقہ یہ تھا کہ رات کے وقت تلواریں لے کر نکلتے اور محاصرہ کرنے والوں پر شب خون مارتے اس طرح اعظم خان کی فوج کے بہت سے آدمی مارے گئے صوفی شاہ عنایت نے درویشوں کو تاکید کر رکھی تھی کہ وہ حملہ کرتے وقت نعرے بالکل نہ لگائیں اور حکم دیا تھا کہ جب تک تم خاموشی سے حملے کرتے رہو گے تمہیں کامیابی ہو

Marfat.com

ئی۔ اتفاق سے ایک دن شب خون کے موقع پر ایک درویش کا پاؤں لکڑی سے ٹکرایا۔ اس کے منہ سے بے اختیار اسمِ ذات زور سے نکلا جو ان لوگوں کا عام دستور تھا دوسرے درویشوں نے بھی یہ نعرہ سن کر نعرے لگانے شروع کر دیئے اس طرح مخالفوں کو شب خون مارنے والوں کا پتہ چل گیا اور انہوں نے باقاعدہ تیاری کے ساتھ جنگ شروع کر دی اگرچہ درویش کمزور ہو گئے لیکن باقاعدہ جنگ ختم نہیں ہوئی اور درویش فوج پر حملے کرتے رہے۔

آخر اعظم خاں نے میاں یار محمد خاں کلہوڑا اور میر شہداد بلوچ کی وساطت سے فریب سے شاہ عنایت کو صلح کی پیش کش کی (۹ صفر ۱۱۳۰ھ یکم جنوری ۱۷۱۸ء) کہ درویشوں کے جان و مال کو نقصان نہیں پہنچایا جائے گا۔ معاہدہ صلح ہوا جس کے بعد صوفی شاہ عنایت اعظم خاں کے پاس پہنچے تو معلوم ہوا کہ یہ صلح نامہ ایک دھوکا تھا۔

اعظم خاں نے شاہ صاحب کو گرفتار کر کے پوچھا کہ بتاؤ تم نے شورش کیوں برپا کی تھی۔ شاہ عنایت نے جواب دیا۔

آں روز کہ تو سن فلک زیں کردند
آرائش مشتری ز پروین کردند
ایں بود نصیب ما ز دیوانِ قضا
مارا چہ گنہ قسمت ما ایں کردند

نواب اعظم خاں کے ایک مصاحب محمد رضا نے اس کے جواب میں کہا۔

دوست بیدار لبشو عالمِ خواب است ایں جا
حرفِ بے ہودہ مگو پائے حساب است ایں جا

Marfat.com

شاہ عنایت نے فوراً جواب دیا کہ :

در کوئے نیک نامی مارا گزر نہ دا رند
گر تو نمی پسندی تغیر کن قضا را

اعظم خاں نے کہا کہ اب اس کی سزا بھگتنے کے لئے تیار ہو جاؤ۔

شاہ عنایت نے جواب میں فرمایا کہ محبِ حق کے لئے سزا وہی حیثیت رکھتی ہے جو سونے کے لئے آگ۔

اعظم خاں نے کہا کہ تم نے بدنامی کیوں مول لی اور تبر بلا کا نشانہ کیوں بنے۔

شاہ عنایت نے جواب میں یہ شعر پڑھا۔

ہرگز نہ میرد آنکہ دلش زندہ شد بعشق
ثبت است بر جریدۂ عالم دوامِ ما

اعظم خاں نے کہا کہ یہ بتاؤ کہ تم نے بادشاہ کی فرمانبرداری سے باہر قدم کیوں رکھا حالانکہ قرآن میں اول الامر کی اطاعت کا حکم ہے۔

شاہ عنائت نے جواب میں یہ شعر پڑھا۔

ما مریداں رو بسوئے کعبہ چوں آریم چوں
رو بسوئے خانۂ خمار دارد پیرِ ما

نواب اعظم خان نے کہا اب آرزوؤں میں ناکام ہونے پر غمگین ہونے سے کیا نتیجہ ؟

شاہ عنایت نے جواب میں یہ شعر پڑھ

من ازاں دم کہ وضو ساختم از چشمۂ عشق
چار تکبیر زدم یکسرہ بر ہر چہ کہ ہست

نواب اعظم خاں نے شاہ عنایت کو قید میں ڈال دینے کا حکم دیا۔ شاہ عنایت نے اس حکم کی بے تکلف تعمیل کی اور یہ شعر ان کی زبان پہ تھا

ساقیا برخیز و در دہ جام را
خاک برسر کن غمِ ایام را

۱۵ صفر ۱۱۳۰ھ ۷ جنوری ۱۷۱۸ء کو شاہ عنایت کو شہید کیا گیا۔ آخری وقت میں یہ شعر شاہ صاحب کی زبان پر تھا۔

رہا نیدی مرا از قید ہستی
جزاک اللہ فی الدارین خیرا

تلوار گردن پر پڑی تو چار تکبیریں کہہ کر واصل حق ہوئے۔

نواب اعظم خاں پہلے ہی ملک میں غلہ گراں ہونے کی وجہ سے بدنام تھا شاہ عنایت کی شہادت نے اسے اور ملک میں روسیاہ کر دیا جس کی وجہ سے وہ ٹھٹھے کی حکومت سے معزول ہوا۔

شاہ عنایت کی شہادت کا واقعہ حضرت سچل سرمستؒ کی پیدائش سے بائیس برس پہلے پیش آیا۔ اگرچہ سچل سرمستؒ کا علاقہ بکھر کے ناظم کے تحت تھا اور یہ واقعہ ٹھٹھہ کی نظامت کا تھا مگر اس واقعہ نے بنیادی طور پر علمی اور فکری دنیا کو ہلا کر رکھ دیا۔ سچلؒ کے زمانے میں بھی اس کو بے پناہ حیثیت حاصل رہی۔ شاہ عنایت کی شہادت کے واقعہ کو سندھ کی سیاسی، مذہبی اور ادبی دنیا میں اہم مقام حاصل ہے اور سچلؒ سمیت تمام معروف شاعروں کی ذہنی ساخت اور تخلیقی افتاد میں یہ واقعہ اہم کردار ادا کرتا نظر آتا ہے۔

Marfat.com

سچلؒ کی پیدائش سے صرف چھ برس پہلے نظامت بکھر کے موضع کھہڑا میں دوسرا واقعہ پیش آیا جہاں ایک معروف مذہبی گھرانے کے بزرگ مخدوم عبدالرحمٰن کو ان کے دو سو بائیس ساتھیوں کے ساتھ میاں نور محمد کلہوڑا کے لشکر نے مسجد میں شہید کر دیا۔ مخدوم رحمٰن حیدرآباد کے قریب پہاڑی کلور والے سیدنا ابراہیم شہید کی اولاد میں سے تھے۔ مخدوم امیر احمد اور ڈاکٹر نبی بخش بلوچ کے "تحفۃ الاکرام" کے حواشی کے مطابق مخدوم رحمٰن ایک جید عالم، صاحبِ کرامت بزرگ اور ولی اللہ تھے۔ مخدوم غلام محمد بگائی جن کے منظوم معجزے اور میلاد آج بھی عام طرح گا کر روحانی سرور حاصل کیا جاتا ہے یہ داستان سندھی زبان میں نظم کی ہے اور یہ (مخدوم عبدالرحمٰن کی شہادت کے متعلق نظم) میاں غلام محمد بگائی کی سندھی کے نام سے سندھ میں مشہور ہے۔

کلہوڑا خاندان کے بزرگ ابتدا میں صوفیا کی حیثیت سے تاریخ سندھ میں متعارف ہوتے ہیں مگر بعد میں انہوں نے مذہبی اور روحانی رشتے چھوڑ کر حکمرانی کا راستہ اختیار کیا۔ سچلؒ کے دونوں ممدوح شاہ عنایت اور عبدالرحمٰن کھہڑا کی شہادت کلہوڑوں کے ہاتھوں ہوئی۔ شاہ عنایت اور جنگ جھوک کے بارے میں مولانا غلام رسول مہر کی تاریخ سندھ عہد کلہوڑا میں میاں یار محمد کلہوڑا کا اپنا بیان ہے۔

"میں اور نواب اعظم خاں دریائے اوتھل سے گذر کر جھوک پہنچے چونکہ قلعہ کے گرد گہری خندق کھودر کھی تھی اس لئے لشکر کو جھوک کے نصف کوس پر ٹھہرایا گیا تھا۔ اذیقعد کو سواروں اور پیادوں کے ساتھ خندق کے اردگرد کے علاقے کا چکر لگایا اور شاہ عنایت کے مقابلے کی ہمت نہ پڑی۔

اگلے دن اتوار کو جب صبح ہونے میں تقریباً ایک پہر باقی تھا۔ شاہ عنایت

کی فوج کے ایک ہزار سترہ پیادے شب خون کی غرض سے آئے۔ ہمارے لشکر کے بھی چند آدمی مارے گئے لیکن بہادروں نے مفسدوں کو تلوار پر رکھ لیا۔ بہت تھوڑے لوگ جان سلامت بچا سکے۔ باقی سب تلوار کے گھاٹ اتر گئے۔

مقتولین میں اکثر پنھوار جو قاسم ولد کہرام اور سید کے ساتھ تھے، وکیل ٹھٹھہ اور احمد بوبکانی اور اس کے دونوں بھائی اور اوڈھیجہ قبیلے کے لوگ اور دوسرے زمیندار جو اپنے آپ کو اس کے زمرۂ فدایان میں شامل کئے ہوئے تھے۔

مولانا مہر نے گلدستۂ نورس بہار کے اسی خط سے ایک اور اقتباس دیا ہے جو اعجاز الحق قدوسی کی تاریخ سندھ جلد دوم میں شامل ہے۔

" داؤد خاں عباسی سخت بیمار ہے امید ہے کہ خدا کی رحمت سے شفا پائے انہوں نے تلوار کے پانچ چھ زخم چہرے پر اور جسم کے دوسرے حصوں پر کھائے۔ اس جنگ میں میاں داؤد کے علاوہ ان کے بھائی میاں غلام حسین نے، نیز خدا یار خاں کے بھائی میر محمد خاں نے بڑی بہادری دکھائی اور سب نے کم و بیش زخم کھائے خط کے آخر میں ہے کہ " ابھی جنگ باقی ہے انشاء اللہ مفسد کو عنقریب اس کے عمل کا بدلہ ملے گا"۔

سچل کی پیدائش سے کچھ عرصہ پہلے اور ان کی زندگی کے دوران تاریخ سندھ کے اہم واقعات کا ذکر اس لئے ضروری ہے کہ سچل کی منصور حلاج سے لے کر سرمد شہید تک اور شاہ عنایت اور بلھے شاہ سے وابستگی کے ساتھ ساتھ فرید الدین عطار، مولانا روم اور مولانا جامی سے وابستگی کے اسباب کی جڑیں یہیں کہیں ہیں۔ کلہوڑوں کے پہلے باقاعدہ حکمران میاں یار محمد کے اٹھارہ سالہ دور حکومت میں جھوک شریف کی

Marfat.com

جنگ ہے۔ باقی عرصہ اس نے عیش و آرام میں گذارا۔ جھوک کی جنگ اس کی زندگی کے آخری سالوں میں ہوئی۔ اس کے بعد میاں نور محمد کلہوڑا ۱۱۳۱ھ / ۱۷۱۹ء میں مسند نشین ہوا۔ اسے اپنے بھائی داؤد خاں کی طرف سے خطرہ تھا مگر اسے اس نے معرکہ آرائی سے پہلے رام کر لیا اس زمانے میں دہلی میں محمد شاہ تخت نشین ہو چکا تھا۔ میاں نور محمد نے فرمانبرداری کی عرضداشت بھیجی۔

میاں نور محمد کی پہلی جنگ شکارپور کے داؤدپوتروں سے ہوئی۔ جنہیں میاں نور محمد نے سندھ سے نکال دیا اور وہ پنجاب کے علاقوں ملتان، بہاولپور، پاکپتن وغیرہ میں جا بسے سابق ریاست بہاولپور کا قیام بھی انہی داؤدپوتروں کا مرہون منت تھا پھر قلات کے بروہیوں سے جھگڑا شروع ہوا۔ جنڈھیر کی جنگ میں بروہیوں کو شکست ہوئی۔ نور محمد کے دونوں بیٹوں کی شادی عبداللہ خان بروہی کی بیٹیوں سے ہوئی۔

جس سال درازا میں سچل سرمستؒ پیدا ہوئے۔ اسی سال ۱۷۳۹ء نادرشاہ نے دہلی پر حملہ کر دیا۔ دہلی میں قتل و غارت اور لوٹ مار کے بعد جب وہ کابل واپس پہنچا تو اس نے میاں نور محمد کے نام کابل سے حکم بھیجا کہ وہ کابل میں حاضر ہو۔ مگر میاں نور محمد خود کو دہلی سے وابستہ سمجھتا تھا۔ اس نے اس فرمان کی طرف کوئی توجہ نہیں دی نادرشاہ کو جب اندازہ ہوا کہ نور محمد نے اس کے حکم کی طرف کوئی توجہ نہیں دی تو وہ سندھ پر حملے کے لئے بجلی کی طرح کڑکا اور طوفان کی طرح روانہ ہوا۔ ڈیرہ اسماعیل خان سے کشتیوں کے ذریعے فوج ڈیرہ غازیخاں پہنچائی۔ وہاں میاں نور محمد کو طلب کیا لیکن میاں نور محمد نے جواب نہیں دیا۔ نادرشاہ نے لاڑکانہ روانہ ہونے سے پہلے لاہور کے گورنر ذکریا خان کو خط لکھا کہ "ہمارا ارادہ ہے کہ اس مرتبہ ہم موسم سرما سندھ میں گذاریں اور وہاں سے

Marfat.com

شرپسندوں کو تنبیہہ کریں۔ ہمارا لشکران کا تعاقب کرتا ہوا دریائے سندھ کو عبور کرے گا لیکن اسے سلطانی علاقے (محمد شاہ کے علاقے) میں مداخلت نہ سمجھا جائے۔ تم تیار اور مستعد رہو اور ضرورت پڑنے پر لاہور سے ملتان پہنچ جاؤ اور وہاں ٹھہر کر مفروروں کے راستے روکنے کا انتظار کرو۔ ذکریا خاں نے یہ فرمان دہلی بھیجا وہاں سے حکم آیا کہ نادرشاہ کے فرمان کی پوری پوری تعمیل کی جائے۔

نادرشاہ کے حملے کا سنا تو میاں نور محمد اپنا دارالحکومت خدا آباد چھوڑ کر سارا ساز و سامان لے کر عمر کوٹ روانہ ہو گیا تاکہ نادرشاہ کی نظر نہ پہنچ سکے۔ نادشاہ فروری ۱۷۴۰ء کو لاڑکانہ پہنچا۔ میاں نور محمد کے فرار کی اسے اطلاع مل گئی۔ نادرشاہ سواروں کا دستہ لے کر نور محمد کے تعاقب میں روانہ ہوا۔ شہداد پور پہنچا تو نور محمد کی طرف سے اسے تحائف ملے مگر نادرشاہ مطمئن نہ ہوا اور عمر کوٹ پہنچ گیا جہاں میاں نور محمد نے سوا کروڑ روپیہ نادرشاہ کو دیا۔ نادرشاہ نے نور محمد کی حکومت بحال کر دی۔ نادری حملے سے سندھ کو سخت نقصان پہنچا۔ نادر ملک کی ساری دولت ہی نہیں لے گیا بلکہ اس نے سندھ کے کتب خانے بھی لوٹ لئے اور سندھ کو تین حصوں میں تقسیم کر دیا۔ سبی اور کچھی والئ قلات کو دیے۔ شکارپور صادق محمد خاں داؤد پوترہ کو اور باقی سندھ میاں نور محمد کو۔

نادرشاہ نور محمد کے دو بیٹے مراد یاب خان اور میاں غلام شاہ کو بھی ساتھ لے گیا۔ بعد میں تیسرا بیٹا عطر خاں بھی وہاں چلا گیا۔ یہ سب نادرشاہ کے قتل تک وہیں رہے۔

نادرشاہ ۱۷۴۷ء میں قتل ہوا۔ پچل رح کی عمر اس وقت آٹھ برس کی تھی۔

نادری حملے نے سندھ پر جو اثرات چھوڑے تھے۔ ان کا اندازہ قاضی عبدالقادر ٹھٹھوی کے

سب ذیل قطعہ تاریخ سے ہوتا ہے۔

فتنہ نادر چوں بروں شد زمیاں
راحت آمد بہمہ عالمیاں
خوش خبر ہاتفِ فرمود ز غیب
"محو شد آفتِ نادر زجہاں"

۱۱۶۰ھ

پنجاب میں نادر شاہی حملے کے بارے میں پنجابی کے متعدد شاعروں کے ہاں حوالے موجود ہیں اور نجابت نے تو ایک پورا جنگ نامہ تحریر کر دیا ہے۔ سچلؒ کے ہاں نادر کا لفظ ظالم کے مفہوم میں بارہا آیا ہے۔

نادر شاہی ظلم و ستم کا دور ختم ہوا تو احمد شاہ ابدالی کے حملے شروع ہو گئے پہلا حملہ ۱۷۴۹ء میں پنجاب پر ہوا۔ میاں نور محمد سے خراج تو مل رہا تھا۔ مگر کسی بات پر ناراض ہوا۔ اور ۱۷۵۳ء میں جب سچل سرمستؒ کی عمر چودہ برس تھی۔ احمد شاہ ابدالی سکھر کے راستے سندھ آگیا۔ میاں نور محمد کے سفیر دیوان گدومل نے احمد شاہ ابدالی کو رام کیا۔ احمد شاہ ابدالی نے ۱۷۶۰ء میں پانی پت کی جنگ لڑی اور ۱۷۶۳ء میں پھر سرہند تک گیا۔ بہر حال سندھ اب دہلی کی بجائے کابل کے تابع رہا اور کلہوڑے کابل والوں کی بالادستی مانتے رہے۔

احمد شاہ ابدالی کی سندھ پر یلغار کے وقت میاں نور محمد نے وہی طریق اختیار کیا جو نادر شاہ کے حملہ کے وقت کیا تھا یعنی دارالحکومت سے نکل کر جیسلمیر کی مشرقی جانب چلا گیا۔ جہاں ۹ دسمبر ۱۷۵۳ء کو وفات پائی۔ بہر حال میاں نور محمد کے عہد میں کھڑا کے

Marfat.com

مخدوم عبدالرحمٰن کو میاں کی فوج نے شہید کیا۔

میاں نور محمد کا جانشین اس کا بڑا لڑکا محمد مراد یاب خاں ہوا مگر قید ہوا، قید میں مرا۔ اس کے دو بیٹے اس کے بھائی غلام شاہ کے عہد میں قتل ہوئے۔ مراد یاب خاں کے بھائی محمد عطر خاں نے احمد شاہ ابدالی سے سندھ کی حکومت کی سند حاصل کر لی۔ اس کے دوسرے بھائی احمد یار خاں نے غلام شاہ کے خلاف عطر خاں کی حمایت میں لشکر تیار کرنا شروع کر دیا۔ غلام شاہ مجبوراً جیسلمیر کی طرف روانہ ہو گیا۔ عطر خان کے مظالم، غفلت اور بدمزاجی کی وجہ سے رعایا چیخ اٹھی۔ لوگوں نے میاں غلام شاہ کو واپس بلایا۔ جسے اب بہاولپور کے نوابوں کی حمایت حاصل تھی۔ دونوں فریقوں کی فوجوں میں روہڑی کے باہر نہر امرکس کے کنارے خونریز جنگ ہوئی۔ عطر خاں اور احمد یار خاں ہار گئے۔ غلام شاہ جیت گیا مگر عطر خاں نے افغانوں کی مدد سے پھر غلام شاہ کو تنگ کرنا شروع کر دیا۔ آخرش سندھ تینوں بھائیوں میں تقسیم ہو گیا۔ ٹھٹھہ وغیرہ غلام شاہ کے حصے میں آیا مگر پھر جھگڑا ہوا۔ آخر احمد یار اور عطر خاں ملک چھوڑ کر چلے گئے اور غلام شاہ کا پورے سندھ پر قبضہ ہو گیا۔ مگر افغان دربار سے اسے سندِ حکومت نہیں ملی تھی، اوباڑو میں اس کی بہادر خاں سے پھر جنگ ہوئی۔ جو عطر خاں کی مدد کر رہا تھا۔ ۱۷۶۱ء میں میاں غلام شاہ کو کابل کے دربار سے حکومت کی سند مل گئی۔

سنہ ۱۷۹۰ء میں کچھ کے راجہ لاکھا کے بیٹا سے جارہ پہاڑ پر میاں غلام شاہ کی جنگ ہوئی۔ جس میں سردار میر بہرام تالپور نمایاں ہوا۔ جنگ میں راؤ کچھ کو شکست ہوئی۔ صلح کی شرط کے مطابق راؤ کی بہن کی شادی غلام شاہ سے ہونا تھی۔ مگر راؤ بعد میں منحرف ہو گیا۔ غلام شاہ نے ۱۷۶۲ء میں پھر حملہ کیا۔ راؤ ہار گیا اور اپنی چچازاد [illegible]

Marfat.com

شادی غلام شاہ سے کردی۔ ۱۷۶۷ء میں احمد شاہ ابدالی نے میاں غلام شاہ کے حُسنِ انتظام سے خوش ہوکر ڈیرہ غازیخان اور ڈیرہ اسمٰعیل خان کا انتظام بھی میاں کے سپرد کر دیا بعد میں ملتان کی حکومت بھی میاں غلام شاہ کے نام کی گئی۔

میاں غلام شاہ کے عہد میں انگریزوں نے سندھ میں قدم جمانے شروع کر دیئے یوں تو ایسٹ انڈیا کمپنی کا پہلا جہاز ۱۶۱۳ء میں دیبل کی بندرگاہ میں آیا تھا۔ ۱۶۳۵ء میں ٹھٹھہ میں انہوں نے پہلی کوٹھی قائم کی۔ تاکہ قلمی شورہ خرید کر یورپ بھیجا جائے۔ ۱۶۹۲ء میں یہ کوٹھی بند کر دی اس کے پچانوے برس بعد پھر انگریزوں نے سندھ میں از سرِ نو تجارت کی ضرورت محسوس کی اور ۱۷۵۸ء میں میاں غلام شاہ کی اجازت سے کوٹھی قائم کی۔ مقصد قلمی شورے کی تجارت تھا۔ ۱۷۶۱ء کو انگریزوں کو قلمی شورے کی تجارت کا اجارہ مل گیا۔ میاں غلام شاہ نے انگریزوں کو تجارت میں بڑی مراعات دی تھیں۔ مگر انگریزوں نے خود غرضیوں سے کام لینا نہ چھوڑا۔ میاں نے جب کچھ کے حملے کے موقع پر امداد کے طور پر اسلحہ کا ایک جہاز مانگا تو انگریزوں نے صاف انکار کر دیا کہ کچھ کے راؤ سے ہمارے تعلقات خوشگوار ہیں۔ اس لئے ہم جہاز نہیں دے سکتے۔ میاں غلام شاہ کا ایک آدمی علی نواز خاں بہت سا سامان لے کر سورت فرار ہو گیا۔ میاں نے اس کی گرفتاری کے لئے انگریزوں سے مدد چاہی لیکن انگریزوں نے کوئی مدد نہیں کی۔ ایک بار انگریزوں سے کہا کہ دس ہزار گولے مناسب نرخ پر بنوا دیں۔ مگر انگریزوں نے ٹال دیا۔ میاں غلام شاہ کے دربار سے وابستہ گلاب رائے ایسے لوگ انگریزوں کے اس وطیرے کے باعث ان کے خلاف تھے مگر میاں غلام شاہ نے انگریزی کوٹھی کو بند نہیں کیا۔

Marfat.com

میاں غلام شاہ کا ۱۷۷۲ء میں انتقال ہوا۔ جب کہ سچل سرمستؒ کی عمر اس وقت اکتیس برس تھی۔ اب غلام شاہ کا لڑکا میاں سرفراز خاں تخت نشین ہوا۔ اس نے جنگ جارہ کے ایک ہیرو میر بہرام خاں تالپور کو دھوکے سے بلوا کر قتل کرا دیا۔ عوام میں میاں سرفراز خاں کے خلاف نفرت اور حقارت بڑھ گئی۔ ادھر میر بہرام خاں کے عزیزوں اور بلوچوں نے انتقام لینے کا ارادہ کر لیا۔ میر فتح خاں نے جو میر بہرام خان کا چچازاد تھا۔ خدآباد پر ہلہ بول دیا، سرفراز بھاگ نکلا اور حیدرآباد کے قلعہ میں جا چھپا۔ میر فتح خاں یہاں بھی پہنچ گیا۔ سرفراز قید ہوا اور کنجیاں فتح خاں کو دینی چاہیں۔ مگر اس نے کہا کہ ہمارا سردار میر بجار خاں مکہ سے واپس آئے گا تو جو چاہے گا کرے گا۔ سرفراز کو بعد میں آخری کلہوڑہ حکمران میاں عبدالنبی نے قتل کرا دیا۔

میاں سرفراز کے بعد اس کے چچا غلام نبی کو حکمرانی کے لئے چنا گیا۔ میر بجار حج سے واپس جہاز پر کراچی آیا اور قلات کے حاکم محمد نصیر خاں کے پاس گیا۔ نصیر خان نے اسے کلہوڑوں سے انتقام لینے کے لئے کہا اور فوج کی مدد کی پیش کش کی، مگر میر بجار نے کہا کہ وہ اپنے ملک میں خانہ جنگی نہیں چاہتا اور یکہ و تنہا وہاں جائے گا میر بجار سندھ پہنچا تو سبھی عزیز و اقارب اس کے باپ میر بہرام خاں کی تعزیت کے لئے آئے اور کلہوڑوں کے مظالم کی تفصیل بیان کر کے حملہ کرنے کی خواہش کا اظہار کیا مگر میر بجار خانہ جنگی نہیں چاہتا تھا۔ تاہم غلام نبی نے اسے ایک خط میں لکھا کہ وہ سندھ میں کیوں آیا ہے اور کیا چاہتا ہے۔ اس پر میر بجار خاں نے عمرکوٹ کا قلعہ کھوسہ قبیلے سے لے لیا۔

تعلقہ شہداد پور کے علاقہ لانیاری میں میاں غلام نبی اور میر بجار خاں کے

درمیان جنگ ہوئی۔ میاں غلام نبی نے میر بجار خاں سے صلح کے لئے قرآن کریم دے کر ایک شخص کو بھیجا مگر خود اس کے وزیر تاجہ لیکھی کو اس کا علم ہو گیا اور اپنی تلوار سے میاں غلام نبی کو قتل کر دیا تاجہ لیکھی خود بھاگ گیا۔ میر بجار نے غلام نبی کی نعش احترام کے ساتھ حیدرآباد بھجوادی۔

اس وقت حیدرآباد میں میاں نور محمد کا چھوٹا بھائی عبدالنبی تھا۔ سرفراز خاں اس کا بیٹا محمد خاں، بھائی محمود خان اور چچا عطر خاں قلعے میں بند تھے۔ چنانچہ اس خیال سے ان قیدیوں کے ہوتے ہوئے اس کا حکمران رہنا مشکل ہے۔ اس نے سب کو قتل کروا دیا۔ گویا کلہوڑہ خاندان کے پانچ افراد کو بیک وقت حیدرآباد میں دفن کیا گیا یوں عبدالنبی حاکم ہوا۔ میر بجار سرفراز کو حکمران دیکھنا چاہتا تھا مگر مجبوراً اسے عبدالنبی کو مخدوم نوح ہالائی کے مزار پر دستار باندھنا پڑی اور ملک کا انتظام میر بجار خان نے خود سنبھال لیا۔

اس اثنا میں احمد یار خاں کا بیٹا عزت یار خاں افغان لشکر کی مدد سے سندھ پر حملہ آور ہوا۔ لکھی اور شکارپور کے درمیان میر بجار کے لشکر سے مقابلہ ہوا۔ افغان لشکر بھاگ گیا۔ عزت یار خاں شکارپور کے قلعہ میں محصور ہو گیا۔ ادھر افغانستان کے بادشاہ تیمور شاہ نے برہم ہو کر سندھ پر حملہ کر دیا۔ میر بجار، عبدالنبی کے ساتھ روہڑی پہنچا اور تیمور شاہ کو صفائی پیش کی اور تیمور شاہ مطمئن ہو کر واپس چلا گیا۔ میر بجار نے سندھ میں نظم و نسق کو بہتر بنایا لوگوں کو امن نصیب ہوا۔ مگر اسی اثنا میں راجا جودھپور کے دو دکیلوں نے سفارتی نمائندوں کے روپ میں آکر میر بجار خاں کو قتل کر دیا۔ افواہ یہ تھی کہ عبدالنبی نے یا اس کی ماں نے میر بجار خاں کو قتل کرایا ہے۔ چنانچہ میر بجار خاں کے

بیٹے میر عبداللہ خاں کی دستار بندی کے فوراً بعد میاں عبدالنبی کے دل کا چور جاگا اور اس خیال سے کہ میر عبداللہ خاں اس سے انتقام لے گا وہ سندھ چھوڑ کر قلات روانہ ہو گیا۔

میر عبداللہ نے عبدالنبی کو پیغام بھیجا کہ وہ واپس آجائے کیونکہ اس نے اپنے خاندان میں کوئی ایسا نہیں چھوڑا جسے حاکم بنایا جائے مگر عبدالنبی نہیں آیا چنانچہ میر عبداللہ نے اسی خاندان کے ایک فرد صادق علی خاں کو تخت پر بیٹھنے پر راضی کر لیا۔ صادق علی خان کا شعار فقر و قناعت تھا۔ اسی اثنا میں خبر ملی کہ مغرب سے عبدالنبی والیٔ قلات میر نصیر خان کی مدد سے حملہ آور ہو رہا ہے اور مشرق سے جودھپور کا راجہ بجے سنگھ ـــــ میر عبداللہ نے میر فتح علی خاں، فتح خان، میر سہراب خان (بعد میں خیرپور کا حاکم) اور سلطان جنگ سے مشورہ کیا اور سب سے پہلے جودھپوریوں کے مقابلے کا فیصلہ ہوا۔ جودھپور والوں سے مقابلہ ہوا تو وہ پہلے روز ہی سارا ساز و سامان چھوڑ کر بھاگ نکلے۔

دوسری طرف سے میاں عبدالنبی اور والیٔ قلات میر نصیر خاں کی فوج حملہ آور ہوئی۔ میر عبداللہ اور صادق علی خاں نے اسے پل چاہلک کے قریب عبرتناک شکست دی عبدالنبی کابل میں تیمور شاہ کے پاس پہنچا، جس کا ایک سردار مدد خان پٹھان پہلے ہی سندھ کے علاقے کی طرف جا رہا تھا۔ عبدالنبی اس کے پاس پہنچا۔ مدد خان پٹھان کے بارے میں مولانا اعجاز الحق قدوسی "تاریخِ سندھ" میں لکھتے ہیں "مدد خان کیا تھا، سندھ کے لئے ایک عذاب تھا، جو اس کی ہی صورت میں نازل ہوا وہ جس طرف سے بھی گذرا، آبادیوں کو تہ تیغ اور ویران کرتا ہوا چلا گیا۔ لوٹ مار میں اس کے لشکر کا یہ حال تھا کہ وہ ٹوٹا ہوا بوریا بھی نہ چھوڑتے تھے۔ اس ظالم نے پورے سندھ کو خاک سیاہ کر کے برابر کر دیا اس کے فوجی بے حق لوگوں کو مارتے تھے۔ جدھر سے بھی اس کی فوج گذری۔ آبادیاں ویرانوں

Marfat.com

میں تبدیل ہوتی چلی گئیں"۔

اہلِ سندھ کی پکار پر میر عبداللہ نے فتح خاں، میر فتح علی اور میر سہراب خان سے مشورہ کیا کہ اب مدد خان سے جنگ کرنی چاہیئے۔ فتح خان نے انکار کیا تاہم دوسرے جنگ کے لئے تیار ہوئے اور روانہ ہو پڑے، میر فتح خان کو بعد میں احساس ہوا، اور وہ بھی ان سے مل گیا مگر کہا کہ میر عبداللہ جنگ میں پہل نہیں کرے گا، جب فریقوں کی فوجیں قریب پہنچیں تو مدد خاں کا خط میر عبداللہ کو ملا کہ ہم صرف عبدالنبی سے اس کا خزانہ نکلوانا چاہتے ہیں۔ بادشاہ تیمور شاہ کے حکم کے مطابق عبدالنبی سے خزانہ نکلوا کر چلے جائیں گے ہم آپ سے نہیں لڑنا چاہتے، فتح خاں نے کہا ٹھیک ہے، میر عبداللہ نے مدد خان پٹھان کو لکھا کہ آپ دریا کے راستے خدا باد چلے جائیں اور میں عمر کوٹ جا رہا ہوں۔

مدد خاں پٹھان نے خدا باد پہنچ کر عبدالنبی سے کہا کہ وہ حسبِ وعدہ خزانہ دے عبدالنبی نے اپنے آدمی چاروں طرف دوڑائے کہ رعایا میں سے جن لوگوں کے پاس جو کے برابر سونا چاندی ہو وہ بھی لوٹ مار کر کے لے آئیں۔ چنانچہ ایک ایک آدمی کے لئے دو دو سو آدمیوں کی گردن ماری گئی دوسری طرف مدد خاں کی فوجوں نے سندھ کو اس قدر مفلس اور قلاش کر دیا کہ کسی کے بدن پہ کپڑا چھوڑا نہ کسی کے سر پر پگڑی رہنے دی۔

میر عبداللہ ان مظالم کی رُوداد سُن کر پھر عمر کوٹ سے آیا اور مدد خان سے کہا کہ وہ حسب وعدہ چلا جائے، یہاں پھر فتح خاں، فتح علی خاں، میر سہراب خان اور میر عبداللہ کا اختلاف ہوا۔ فتح خاں کو اپنی صلح پسندی کی وجہ سے مدد خان پٹھان سے تکلیف اُٹھانا پڑی، میر عبداللہ خان لڑنے کے لئے تیار ہو گیا۔

Marfat.com

اس اثنا میں مدد خاں خدا باد سے روہڑی پہنچ چکا تھا۔ جب فتح خاں اس کی قید سے فرار ہو گیا تو اسے یقین ہو گیا کہ اب میر عبداللہ اور یہ سب مل کر اس سے جنگ کریں گے میر عبداللہ نے اسے چیلنج بھیج دیا جس پر مدد خاں پٹھان اسی روز دریا کو عبور کر کے افغانستان چلا گیا۔ اور میاں عبدالنبی کو بے یار و مددگار چھوڑ گیا۔

میاں عبدالنبی کی روباہ بازیاں نہ گئیں۔ نواب بہاولپور کے ذریعے میر عبداللہ سے صلح کی اور دونوں خدا باد میں رہنے لگے ایک روز میاں عبدالنبی نے میر عبداللہ اور میر فتح خاں کو جو اس کے دربار میں تھے گرفتار کر لیا اور قید کر دیا۔ ایک صبح جب یہ دونوں قرآن مجید کی تلاوت کر رہے تھے تو میاں عبدالنبی کے حکم سے ان کے سر گردنوں سے الگ کر دیئے گئے قرآن ان کے خون سے گلنار ہو گئے۔

اب بلوچ سرداروں میر فتح علی خان، میر سہراب خان، میر ٹھارو خان اور میر غلام علی اللہ یار خاں نے اپنے ان عزیزوں کا انتقام لینے کی تیاریاں شروع کیں۔ ہالائی میں جنگ ہوئی اور میاں عبدالنبی کو شکست ہوئی (۱۱۹۶ھ) وہ بھاگ کر والیٔ قلات کے پاس پہنچا اور پھر بروہیوں کی امداد سے دریائے سندھ کے کنارے تک آیا، ادھر جودھپور کی فوج سے بھی کہا گیا کہ وہ میروں پر حملہ آور ہو، مگر ان کی شرط تھی کہ عبدالنبی جب دریا عبور کر لے گا تو وہ پھر پیش قدمی کرے گی۔ مگر بروہی میاں عبدالنبی سے ناراض ہو کر اور سندھ کے مغربی کنارے لوٹ مار کر کے واپس چلے گئے۔ میاں عبدالنبی پھر خوار ہوا۔ اسی اثنا میں میر فتح علی خاں نے حیدرآباد کو فتح کر لیا مگر اسے افغان دربار سے حکمرانی کی سند نہیں ملی تھی۔ میاں عبدالنبی پھر افغان بادشاہ تیمور شاہ کے پاس پہنچا۔ تیمور شاہ نے سندھ کو دو حصوں میں تقسیم کر کے ایک حصہ کی حکمرانی عبدالنبی

Marfat.com

کو اور دوسرے کی میر فتح علی خاں کو دے دی اور میاں عبدالنبی کو افغان فوج کے ہمراہ بھیج دیا۔ مگر میر فتح علی خاں فوج کی بھاری تعداد کے ساتھ جب روہڑی کی طرف روانہ ہوا تو افغان فوج ڈیرہ جات سے ہی واپس چلی گئی۔ میر فتح علی خاں کو دربار کابل سے پورے سندھ کی حکومت تفویض ہوئی۔ (۱۱۹۹ھ)

کچھ عرصہ تالپور میر یکسوئی سے حکومت کرتے رہے۔ پھر ان میں اختلاف پیدا ہوا میر رستم خاں چپکے سے فتح آباد سے نکلا اور روہڑی پہنچ کر خیرپور ریاست کی بنیاد رکھ دی۔ میر ٹھارو خان شاہ بندر میں ریاست بنا بیٹھا۔ افغان دربار نے اس تقسیم کو مان لیا اور تینوں میروں کی طرف سے خراج کی رقم علیحدہ علیحدہ قبول کی جاتی۔ میاں عبدالنبی نے میروں کے اختلاف کے باعث موقع غنیمت جانا اور پھر تیمور شاہ سے فوج کی امداد حاصل کر کے اسی بنا پر حملہ آور ہوا اور خیرپور کے میر سہراب خان نے اسے میر فتح علی خاں کے مقابلے میں حمائت کا یقین دلایا ہے، ۱۲۰۲ھ بمطابق ۱۷۸۸ء جب سچل سرمست کی عمر تقریباً پچاس برس تھی، افغان لشکر ملتان کو زیر کرتا بہاولپور پہنچا جہاں امیر محمد بہاول قلعہ میں گوشہ گیر ہو گیا۔ دو ماہ تک افغان لشکر احمد خاں نور دزئی اور بوستان خان کی سربراہی میں رعایا کو لوٹتا رہا اور رعایا بے پناہ مفلس ہو گئی۔ افغان لشکر خیرپور کے قریب پہنچا تو انہوں نے میر سہراب خان کو اپنی مدد کے لئے کہا۔ میر سہراب خان نے میر فتح علی خان کو قرآن مجید پر عہد لکھ دیا کہ میں حملہ آوروں سے جنگ کے لئے تیار ہوں آپ کے لئے چشم براہ ہوں۔ ادھر افغان لشکر روہڑی سے ہالہ کنڈی تک پہنچ گیا۔ میر فتح علی کو تیمور شاہ کا پیغام دیا گیا کہ وہ سندھ کی حکومت چھوڑ کر چلا جائے۔ میر فتح علی خان نے اہل وعیال کو کچھ اور جیسلمیر بھیجا اور خود مقابلے کے لئے

Marfat.com

نکل پڑا۔ مگر میر سہراب خاں قرآن پر لکھے عہد سے پھر گیا اور قلعہ شاہ گڑھ میں جا بیٹھا۔ میر فتح علی خاں صرف دس ہزار فوج کی مدد سے چالیس ہزار افغانوں سے ٹکرایا اور افغان شکست کھا کر بھاگ نکلے۔

تیمور شاہ اس شکست کے بعد جوشِ انتقام میں خود مدد خان پٹھان کے ساتھ والیٔ قلات میر نصیر خان کے لشکر کی مدد سے بہاولپور کے داؤدپوتروں اور سندھ کے میروں سے انتقام لینے کے لئے آیا۔ تیمور شاہ نے پہلے بہاولنگر پر قبضہ کیا اور پھر بہاولپور میں تباہی پھیلائی۔ بہرحال میر فتح علی خاں کے سفیروں نے صلح صفائی کا راستہ نکال لیا۔ تیمور شاہ یہیں سے واپس ہو گیا۔ میاں عبدالنبی اکیلا رہ گیا وہ بہاولپور میں قلعہ ڈیراوڑ میں امیر بہاولپور کا مہمان ہوا۔ ۱۷۹۳ء میں تیمور شاہ کا انتقال ہوا۔ اس کی جگہ زمان شاہ تخت نشین ہوا۔ زمان شاہ سے عبدالنبی کی نہ بنی۔ عبدالنبی نے ۱۸۰۵ء میں راجن پور میں انتقال کیا۔ یوں سندھ میں کلہوڑوں کہ عہدِ حکومت ختم ہوا۔

اب حیدرآباد پر میر فتح علی خاں، میر غلام علی خاں، میر کرم علی خان اور میر مراد علی خان چار بھائیوں کی حکومت "چاریاری" کے نام سے قائم ہوئی۔ ان کے والد کا چچیرا بھائی میر سہراب خاں ریاست خیرپور کا حاکم ہوا اور میر فتح خاں کا بیٹا میر ٹھارو خاں میرپور خاص کا حاکم ہوا۔ ان تینوں میں مرکزی حیثیت حیدرآباد کو حاصل تھی اور تینوں میں گہرا اتحاد تھا۔ اس عہد میں سیزل کوٹ کا علاقہ نواب بہاولپور سے کراچی کا والیٔ قلات سے، شکارپور افغان حاکموں سے، لکھپت اور بست راجہ بھوج سے اور عمرکوٹ اور ریگستان مہاراجہ جودھپور سے واپس لیا۔

Marfat.com

۱۸۰۳ء میں میر غلام علی خاں اور میر ٹھارو خان کے درمیان جنگ ہوئی، ۱۸۰۳ء میں حیدر آباد کے میروں اور انگریزوں کے درمیان "ضرورت کے وقت ایک دوسرے کی فوجی مدد" کرنے کا معاہدہ ہوا جب کہ افغانستان کے حاکم زمان شاہ نے میران حیدر آباد کو انگریزوں سے تعلقات منقطع کرنے کے لئے کہا تھا۔ بقول اعجاز الحق قدوسی "یہ معاہدہ پہلا بنیادی طوق تھا جو سندھ میں انگریزوں کی غلامی کا پڑا"۔ نومبر ۱۸۲۰ء میں انگریزوں اور میر کرم علی خاں اور میر مراد علی خاں کے درمیان طے پایا۔

ادھر کابل میں شجاع الملک ۷-۱۸۰۶ء میں تخت نشین ہوا اور میرانِ سندھ سے خراج حاصل کرنے شکارپور آیا۔ میروں نے خاصا خراج دیا واپس چلا گیا۔ پھر خراج نہ ملنے پر ۱۱-۱۸۱۰ء میں شکارپور تک آیا، میرانِ سندھ نے پھر فرمانبرداری کا معاہدہ کیا اور خراج دیا۔ لاہور میں سکھوں کی برتری قائم ہوئی۔ میرانِ سندھ نے ان کو بھی تحفے تحائف بھیجے اور انگریزوں سے معاہدہ دراصل رنجیت سنگھ سے بچنے کی ایک کوشش تھی۔ اسی اثنا میں شجاع الملک، سردار عظیم خاں سے شکست کھا کر شکارپور پہنچا۔ چنانچہ سچل سرمستؒ کی زندگی کے آخری دموں تک سندھ میں شجاع الملک جوابی کارروائی کے لئے، سردار عظیم خاں میروں سے خراج لینے، رنجیت سنگھ ایک دھمکی کے طور پر اور انگریز اس ساری صورت حال میں سبھی مقامی قوتوں کو نیچا دکھانے کے لئے سرگرم عمل رہے، شاہ شجاع کچھ عرصہ درازا شریف میں بھی مقیم رہا جہاں سچلؒ بقید حیات تھے۔ شاہ شجاع خیرپور کے میر رستم علی خاں کے پاس اپنا سامان بطور امانت رکھ کر جیسلمیر کے راستے لدھیانے (انگریزوں کے پاس) پہنچا۔ اسی زمانے میں سندھ میں سید احمد شہید بریلوی کے مجاہدین آنا شروع ہوئے۔ یہ سارا دور خاصی افراتفری اور لوٹ مار کا دور ہے اور اس دور میں

Marfat.com

سچل سرمست کو جو کچھ نظر آرہا تھا وہ یہ تھا۔

مکڑي ڏٺم موج مرتنھن مير ملاح

مچيون مارن اوچتو بانڪا بيپرواه

لھريجرجاڪم چاڻي شوريا وتن شاه

هنڌ سنڌ تي فڪ نہ آڻن مارن مُلڪ سپاه

وائڙا رکن تن مٿا ويچارا ويساه

آسرا اڻين جا آهن منجھ الله

ڏيئي پاندپناه رکي وٺندو راج کي

ترجمہ: میں نے بیچ دریا ایک کشتی دیکھی جس میں ماہر ملاح سوار تھے۔ یہ لوگ خود کو سمندر کا حاکم سمجھتے ہیں اور اپنے آپ کو اس قدر بہادر تصور کرتے ہیں کہ ہند اور سندھ ان کی نظروں میں کوئی حیثیت نہیں رکھتے۔ انہیں اپنے آپ پر بہت فخر ہے اور خود کو بادشاہ سمجھتے ہیں حالانکہ وہ بہت ہی مکار اور دغاباز ہیں اور جب انہیں موقع ملتا ہے تو وہ مچھلیاں شکار کرنے یعنی دوسروں کا مال ہڑپ کرنے میں کوئی پس و پیش نہیں کرتے۔ افسوس سادہ لوح لوگ ان پر بڑا ہی اعتماد رکھتے ہیں۔ تاہم انہیں (مقامی لوگوں کو) اللہ پر اعتماد ہے۔ وہ انہیں ان (فرنگیوں) ظالموں کے ظلم سے بچائے رکھے گا۔

جھوک شریف والے شاہ عنایت اور کھہڑا کے مخدوم عبدالرحمٰن شہید کے حوالے سے سندھ کی مذہبی فضا اور کلہوڑوں، میروں، مغلوں، انگریزوں، افغانوں اور سکھوں کے حوالے سے سیاسی فضا میں سچل سرمستؒ (وفات ۱۸۲۶ء) نے ہر چند

Marfat.com

گوشہ گیر فقیر کی حیثیت سے دن گذارے مگر خود کو ان حالات سے الگ تھلگ نہ رکھ سکے شاہ لطیف بھٹائی کی شاعری میں ان کے عہد کی سیاسی اور مذہبی تصویر براہ راست حوالوں سے نہیں ابھرتی مگر سچلؒ کے ہاں ہر شے شیشہ ہوتی جاتی ہے۔ منصوری روایت کی پیروی میں وہ موجود کی نفی کرتے رہے۔ قاضی علی اکبر درازی "سچل سرمست، شاعرِ ہفت زباں" میں لکھتے ہیں۔

"سچل نے جب منصوری نعرہ بلند کیا تو علمار نے ان کو سزا دینے کا ارادہ کیا اور سرمستؒ کے پاس آئے ان کو تنبیہہ کرنے لگے کہ تم یہ کفر کیوں بکتے ہو۔ سرمستؒ نے ان سے پوچھا کہ اس جرم کی سزا کیا ہے۔ علما نے کہا اس جرم کی سزا قتل ہے۔ سرمستؒ نے علمار سے کہا کہ جس وقت آپ میری زبان سے انا الحق کا نعرہ سنیں مجھے فوراً قتل کر دیں۔ اسی اثنا میں ان پر وجد اور بے خودی کی کیفیت طاری ہو گئی اور ان کی زبان سے انا الحق نکلنے لگا۔ اس لئے علمار نے ان پر تلوار سے کئی وار کئے مگر ان پر کوئی اثر نہ ہوا۔ جب حال کی کیفیت باقی نہ رہی تو علمار نے ان کو تمام حقیقت سے آگاہ کیا۔ سرمستؒ نے فرمایا۔ "یہ نعرہ میں نہیں لگاتا بلکہ وہ ذات باری ہی لگاتی ہے۔"

اسی نعرۂ منصوری نے انہیں منصور، سرمد، شاہ عنایت، شاہ شمس سے وابستہ رکھا۔ اسی نعرہ کے باعث فریدالدین عطار، مولانا روم اور جامی ان کے مرشد ہوئے اور اسی باعث انہوں نے پنجابی کے بزرگ شاعر بلھے شاہ کے بارے میں کہا۔

بُلھے کوں بیراگی کیتو ای جنھاں دا شہر قصور

بُلھے شاہ برصغیر پاک و ہند کی کسی بھی زبان کے واحد شاعر ہیں جن کا ذکر سچلؒ نے کیا اور احترام سے کیا۔ پنجاب میں ان دنوں بُلھے شاہ، علی حیدر، مولوی

لطف علی بہاولپوری اور وارث شاہ کا دور تھا، جو اسی ملک کے تھے، جس پر سچل سرمستؒ گامزن ہوئے اور پنجابی کے یہ شاعر اپنے عہد کی سیاسی ابتری سے سخت پریشان تھے۔ علی حیدر نادر شاہ کے حملے پر ہندوستانیوں کو بے شرم کہہ رہا تھا۔ بلھے شاہ کہتا تھا "بُرا حال ہویا پنجاب دا"۔ وارث شاہ کہہ رہا تھا "احمد شاہ از غیب توں آ پوسی آ ادے"۔ اور مولوی لطف علی بہاولپوری پنجاب کے حُسن اور سلامتی کی دعا مانگ رہے تھے "سوہنے دیس پنجاب اُتے ہے پنجتن پاک دا سایہ"۔ طرزِ فکر میں اس اشتراک کے علاوہ سچلؒ اور پنجاب کے ان شاعروں میں لسانی رشتہ بھی تھا۔ کیونکہ جسے سرائیکی زبان کہا جاتا ہے۔ اس کے بارے میں رشید احمد لاشاری اپنی کتاب "سچل سرمست" میں لکھتے ہیں۔

"دراصل یہ ایک قدیم مشترک زبان ہے جو مغربی پاکستان کے مختلف اضلاع میں قدیم علاقوں، قدیم شہروں اور قدیم قبیلوں کے نام کی مناسبت سے یاد کی جاتی ہے مثلاً پنجاب میں پنجابی۔ لاہور میں لاہوری، پوٹھوہار میں پوٹھوہاری، ملتان میں ملتانی اور سندھ میں سرائیکی اور دوسرے کئی نام ایک ہی مقامی زبان کے لئے ہیں صرف لب و لہجہ کا فرق ہے۔" ص ۲۱۶

"پنجاب میں اُردو" کے مصنف پروفیسر محمود شیرانی نے پنجابی زبان کی وسعت پر کافی بحث کی ہے ان کا کہنا ہے کہ "پنجاب ملک کی زبان جس کو آج کل پنجابی کہتے ہیں اس کو امیر خسرو نے لاہوری کہا ہے۔ ابوالفضل اسے ملتانی کے نام سے یاد کرتے ہیں اور یورپ کے مؤرخوں نے اس زبان کو دو حصوں میں تقسیم کیا ہے۔ ۱۔ مشرقی پنجابی ۲۔ مغربی پنجابی، اور اس طرح انہوں نے مغربی پنجابی کو لہندا (سرائیکی) بھی کہا ہے۔" ص ۲۲۰

Marfat.com

اور بلاشبہ سچل سرمستؒ کی سرائیکی شاعری کا لب و لہجہ وہی ہے۔ جو سلطان باہوؒ، شاہ حسینؒ بلھے شاہؒ، علی حیدرؒ، مولوی لطف علی بہاولپوری اور سید وارث شاہ کی شاعری کا ہے۔ یہ مغربی پنجابی یا لہندا کے شاعر ہیں۔

پنجابی شعراء سے سچل سرمست کا دوسرا اشتراک ان داستانوں کے ذریعے ہے جو سندھ اور پنجاب یا سندھی اور پنجابی میں بیک وقت مقبول ہیں اور جن پر شاہ لطیف بھٹائیؒ نے بھی طبع آزمائی کی ہے اور سچل سرمستؒ نے بھی۔ ان میں سسی پنوں، ہیر رانجھا ڈھولا مارو یا ڈھول بادشاہ اور سوہنی مہینوال (سوہنی میہار) شامل ہیں۔

سچل سرمست کی اردو شاعری کے بارے میں پیر حسام الدین راشدی کے مقالہ "اردو کا مولد سندھ" میں اردو کے تین ادوار مقرر کئے گئے ہیں۔ پہلا ۱۷۰۰ء سے ۱۷۴۷ء تک جس میں ولی دکنی (۱۶۶۸-۱۷۴۴) شاہ مبارک آرزو (متوفی ۱۷۵۰) شاہ حاتم (۱۶۹۹-۱۷۹۲) مرزا مظہر جانِ جاناں (۱۶۹۸-۱۷۸۱) اور خواجہ میر درد (۱۷۲۰-۱۷۸۴) شامل ہیں جب کہ دوسرا دور ۱۷۴۷ سے ۱۸۴۳ء تک کا ہے۔ اس دور میں برصغیر پاک و ہند میں سودا، میر حسن، میر تقی میر، جرأت، مصحفی، نظیر اکبر آبادی اور رنگین وغیرہ آجاتے ہیں اور سندھ میں میر علی شیر قانع ٹھٹھوی، منشی پرس رام مشتری، سید ثابت علی شاہ، شاہو بن رد حل فقیر، سچل سرمستؒ، ضیاء الدین ضیاء ٹھٹھوی اور نواب ولی محمد خاں ولی کے نام قابلِ ذکر ہیں۔ ڈاکٹر جمیل جالبی "تاریخ ادب اردو" جلد اول میں لکھتے ہیں "ان کے (سچلؒ) کلام کا بنیادی موضوع تصوف ہے۔ وحدت الوجود اور ہمہ اوست ان کا فلسفہ حیات ہے۔ عاشقی و درد طلبی ان کا مزاج ہے۔ ذکر اور بے نیازی ان کے کلام کی جان ہے۔ سچلؒ کا کلام اپنی سادگی جذبۂ عشق اور مخصوص

Marfat.com

موضوعات کے اظہار کی رچاوٹ کی وجہ سے اُردو شاعری کی مخصوص روایت ہی کا ایک حصہ ہے۔ صہ ۶۴-۶۶۳۔

جب کہ بی اے بشارت نے اپنے مضمون "سچل سرمست بحیثیت ایک ممتاز اردو شاعر" میں لکھا ہے کہ "آنا ضرور ہے کہ انہوں نے مختلف موضوعات کو جس انداز میں اپنے کلام میں پیش کیا ہے وہ ان کے ہم عصر اردو شعرا سے قطعی مختلف اور انوکھا ہے انہوں نے شعر و شاعری کی پرانی قدروں اور روائتوں کی تقلید بھی نہیں کی۔"

سچلؒ کے سندھی دیوان کے مرتب اور سابق ڈائرکٹر تعلیمات صوبہ سندھ عثمان علی انصاری کا کہنا ہے کہ "سندھ کی ادبی دنیا میں سچلؒ ہی ایک ایسا روشن ستارہ ہے جسے زاہدوں کا ایک گروہ محض اس لئے خراج تحسین دینے میں بخل سے کام لے رہا ہے کہ اس طرح ان کے اعتقاد کو ٹھیس لگتی ہے سچلؒ کے کلام میں تصوف کی اس قدر لاتعداد خوبیاں موجود ہیں کہ وہ نہ صرف مسلمانوں بلکہ غیر مسلم گروہ کے دلوں پر بھی حکومت کرتے ہیں اور لوگ آپ کے کلام سے نہ صرف لذات لسانی بلکہ تاثراتِ روحانی بھی حاصل کرتے ہیں۔"

Marfat.com

کچھ متن اور ترجمہ کے بارے میں

سچل سرمستؒ کی چاروں زبانوں کی شاعری کے سلسلے مندرجہ ذیل کتابوں سے متن حاصل کیا گیا ہے۔

فارسی ــــ (۱) دیوانِ آشکار : سچل ادبی اکیڈیمی لاہور : دیباجہ، پرنسپل مخدوم امیر احمد ۱۹۵۷ء، وہی نسخہ جو خیرپور کے میر علی مراد خان نے پچھلی صدی میں شائع کرایا تھا۔

(۲) دیوانِ آشکار : مخطوطہ پنجاب یونیورسٹی نمبر 2513-311 PI-VI

کتابت : محمد نشان فقیر۔ ۱۴ رمضان ۱۲۴۴ھ۔ اس نسخہ پر حاجی ڈنل (بندۂ ملتان سکنہ ڈیرہ غازیخان) نے لکھا ہے "ایں کتاب معروف باسم آشکار مصنف سچلؒ بادشاہ ملکیہ میاں نظر محمد میاشد"۔ حاجی ڈنل نے اس نسخے کے خالی ورق پر بلھے شاہؒ کی ایک کافی بھی درج کی ہے۔ جس کا آخری بند ہے۔

بُلھا آیا اوہیں بہانے حسرت، عبرت تتے تتے خانے
گاہ مستانے گاہ فرزانے آپ انا الحق پردا واہ دلبر کیہہ کردا

Marfat.com

(۳) مثنوی : وصلت نامہ، عشق نامہ، تار نامہ، گداز نامہ، رہبر نامہ، راز نامہ، وحدت نامہ
درد نامہ، دیوان خدائی، غزل بحرِ طویل ـــــ مرتبہ : قاضی علی اکبر درازی (روہڑی)
سندھی ـــ (۴) رسالو سچل سرمستؒ، مرتب عثمان علی انصاری
سندھی ادبی بورڈ حیدر آباد (سندھ) ۱۹۵۸ء
(۵) سچلؒ جو رسالو (سندھی و سرائیکی) مرتب رشید احمد لاشاری ۱۹۵۸ء
پنجابی ـــ (۶) سچل سرمستؒ جو سرائیکی کلام، مرتب : مولوی محمد صادق رانی پوری
سندھی ادبی بورڈ حیدر آباد (سندھ) ۱۹۵۹ء
(۷) سچل سرمستؒ سرائیکی دیوان، ترتیب ترجمہ : صدیق طاہر
پاکستان فاؤنڈیشن لاہور ۱۹۷۸ء
(۸) حضرت سچل سرمستؒ منتخب سرائیکی کلام، ترتیب و تہذیب : محمد اسلم رسولپوری
بزمِ ثقافت ملتان ۱۹۷۷ء
اُردو ـــ متذکرہ بالا نمبر ۶ میں سے۔

دیوان آشکار کے دیباچہ میں پرنسپل مخدوم امیر محمد نے جو مندرجہ ذیل تاثرات دیئے ہیں وہ چاروں زبانوں کے مطبوعہ متن پہ پورے اترتے ہیں۔

" و ایں جا بائد کہ بصراحت واضح کنیم کہ سچل شاعری را ہرگز بطور پیشہ قبول نہ کردہ و گاہے قلمے بدست گرفتہ، بقوتِ فکر و تخیل شعرے موزوں نمودہ و بہ ترازوئے عروض سنجیدہ، بر کاغذے نہ نوشتہ، و نہ بر اشعارِ خود نظر ثانی فرمودہ بلکہ وقتے کہ براہِ حالت جذب و مستی طاری مے شد در آں حالتِ سُکر و بے خودی ہر چہ بر دلِ مبارکش از عالمِ غیب وارد مے شد بہ اظہار آں دریغ نمی فرمود و رفقائے کہ در آں حالت

Marfat.com

درمحفل او موجود مے بودند آں کلام را قلمبند مے نمودند۔ وازایں جااست کہ شعر سچل در بسیاری مقامات از قید بحر و وزن آزاد مے نماید و در بعضے جاہا ردیف و قافیہ را ہم خلاف قاعدہ مستمرہ استعمال کردہ و پابندیٔ حرکات و سکنات را نیز التزام نہ نمودہ و فکِ اضافت کہ در شریعت شعرا حکم البغض المباحات دارد او را نیز بآزادی بہ عمل آوردہ و از استعمال الفاظ غریب و غیر مانوس بل از استعمال الفاظ ہندیہ و سندیہ نیز احتراز نہ ورزیدہ گویا کلامش مصداق "من نمی گویم انا الحق یار مے گوید بگو" مے ناشد و بعضے از خطاہا را مے توانیم کہ بذوقی یا کم ذوقی نو پسندگان راجع کنیم"۔

مخدوم امیر احمد نے شائع شدہ سندھی اور سرائیکی کے بارے میں بھی کہا ہے کہ

"در جمع اشعار ہیچ سعی بعمل نیاوردہ۔ این عمل تا حال (۱۹۵۷ء) بموجب مقولۂ سائرہ "الآن کما کان" باقی ست۔ شاید بعد ازیں مردے از غیب برون آید، کارے بہ کند"

سچل سرمستؒ کے کلام کی ترتیب اور صحت کے لئے آج بھی "مردے از غیب" کا انتظار ہے مگر اس ضمن میں ابھی تک تو زیادہ بہتری کی صورت پیدا نہیں ہوئی۔ مثلاً صدیق طاہر اور اسلم رسول پوری نے جو انتخاب شائع کیا ہے اس کا متن مولانا محمد صادق رانی پوری کے ایڈیشن سے لیا گیا ہے البتہ صرف یہ تبدیلی کی گئی ہے کہ اصل میں جہاں لفظ "میںوں" ہے وہاں اکثر "میکوں" لکھ دیا گیا ہے۔ میں نے مولانا محمد صادق رانی پوری کے سرائیکی اور اُردو، عثمان علی انصاری کے سندھی دیوان، مخدوم امیر احمد کے دیوانِ آشکار اور قاضی علی اکبر درازی کی مثنویوں کے متن کو ملحوظ رکھا ہے۔ پنجابی کی املا میں بھی ترجمے کی طرح اردو کی اِملا کے قریب تر رہنے کی کوشش کی ہے اور یہ وہ اِملا ہے جو شروع سے (اللہ والے کی قومی دوکان) پنجابی کے لئے مناسب تصور کی گئی ہے البتہ جنوبی پنجاب

Marfat.com

میں "د" کی جگہ جہاں جہاں "ڈ" کی آواز بولی جاتی ہے۔ وہاں "ڈ" ہی رکھا گیا ہے۔ اسی طرح لفظ "مینڈا" جو پنجاب میں ضلع راولپنڈی سے لے کر نیچے رحیم یار خان اور ڈیرہ غازی خاں تک بولا جاتا ہے مزید جنوب میں اس کا نوں غنہ تقریباً غائب ہو جاتا ہے۔ اس لئے اس کی املا "میڈا" کی گئی ہے۔

سندھی سے ترجمہ میرے بس سے باہر تھا مگر معروف سندھی ادیب آغا خالد سلیم نے کمال مہربانی سے مجھے اس فرض سے عہدہ برا ہونے میں ناقابلِ فراموش امداد دی۔ سچلؒ کے دوہے کی ہیئت البتہ اردو کے لئے اتنی مشکل اور مختلف تھی کہ ترجمہ میں اسے روائتی روپ دینا میرے لئے لازمی ہو گیا، آغا خالد سلیم کے ساتھ ساتھ میں روہڑی کے بزرگ ادیب حاجی علی اکبر درازی صاحب کا بھی ممنونِ احسان ہوں، جنہوں نے حضرت سچل سرمستؒ کے بارے میں مجھے خاصا مطبوعہ مواد عنایت کیا۔

جولائی سنہ ۱۹۸۰ء

Marfat.com

سچل سرمستؒ کا شجرۂ نسبؒ

حافظ عبدالوہاب سچلؒ بن میاں صلاح الدین بن میاں محمد حافظ عرف صاحبڈنو بن مخدوم عبدالوہاب بن مخدوم محمد حافظ بن مخدوم عبدالوہاب بن مخدوم شرف الدین بن مخدوم موسیٰ بن حافظ علم الدین بن مخدوم شہاب الدین بن مخدوم سلیمان بن مخدوم خواجہ ابوسعید بن مخدوم نورالدین بن مخدوم محمود بن ابوالفتح بن محمد اسمٰعیل بن محمد یوسف بن سلیمان بن محمد بن احمد بن برہان الدین بن عبدالعزیز بن عبدالوہاب بن عبدالمطلب بن برہان الدین بن احمد بن عبداللہ بن یونس بن محمد بن شیخ اسحٰق بن شیخ عبداللطیف بن محمد باقر بن محمد بن شیخ شہاب الدین بن عبدالعزیز بن عبداللہؓ بن عمر فاروقؓ بن الخطاب۔

(سچلؒ جو سرائیکی کلام)

نعت

تعارف

Marfat.com

کل نبیاں دا سرتاج محمدؐ
بحرِ عرف ، امواج محمدؐ
دقابَ قوسین او ادنیٰ،
شرفِ شب معراج محمدؐ
امت تیری کیوں غم کھاوے
جیں دی تیکوں لاج محمدؐ
سچّل کوں غم کوئی ناہیں
کیتا لایحتاج محمدؐ

شمع شباہت رُخ دی ڈِٹھم شور گھتیندی شبّی
نا مخلوق سڈیجے اس نوں . رنگ سمورا ربّی
رومی نہ ایرانی چالے رکھدا عزم ہے عربی
سچّل دا ویخ ڈوہاں جہاناں مشکل حل مرّبی

کل نبیوں کا سرتاج محمدؐ
بحرِ عرف ، امواج محمدؐ
قاب قوسین او ادنیٰ
شرفِ شبِ معراج محمدؐ
امت تیری کیوں غم کھائے
اس کی تجھ کو لاج محمدؐ
سچّل کو غم کوئی نہیں ہے
کر دیا لایحتاج محمدؐ

شمع شباہت رُخ دیکھی ہوئی روشن تیرہ شبی
کیا مخلوق کہیں اس کو انداز ہیں سارے ربّی
رومی نہ ایرانی ڈھنگ ہیں وصف ہیں سارے عربی
دونوں جہاں میں سچّل کا ہے مشکل حل مرّبی

Marfat.com

وچ درازیں دیرا

ڈاڈا، جان، محمد حافظ وچ درازیں دیرا
دست تہیں. دے اصلوں آہا سارا مقصد میرا
ہادی، مہدی، مرشد میڈا قادریہ ہے کامل
عارف عبدالحق بہر دم نال مریداں شامل
مہدی شاہ مربی میڈا رہبر راہ ڈسیندا
حق محقق، مستی مے دی، بے شک اوہ بخشیندا
شاہ عبیداللہ اساڈا، خواجہ پیراں پیراں
آلِ نبیؐ اولادِ علیؓ ہے حضرت میراں میراں
ڈاڈا اس دا غوث الاعظمؒ مرشد کُل اولیاداں
قدم مبارک ہویا تحقّق گردن سبھ سر تاجاں
کوئی اور نہ سجھدا میںنوں آپے آہا ظاہر
اللہ نورالسمٰوات والارض اوہی منظر ناظر
ولقد کرّمنا بنی آدم و کلناھم فی البّر والبحر
پیچو ہر دم حاضر

شہر درازا ڈیرا

دادا مرا محمد حافظ ، شہر درازا ڈیرا
ایک اسی کا فیض ہے سارا جو ہے حاصل میرا
ہادی مہدی مرشد میرا قادریہ ہے کامل
اس کے مریدوں میں ہے عارف عبدالحق بھی شامل
مہدی شاہ مربّی میرا رہبر راہ دکھائے
حق محقق، مستیِ مے بھی وہ بخشے بخشائے
شاہ عبیداللہ ہمارا ، خواجہ پیراں پیراں
آلِ نبیؐ اولادِ علیؓ ہے حضرت میراں میراں
اس کا دادا غوث الاعظمؒ مرشد سب ولیوں کا
اس کے پاؤں میں رُلتے دیکھا تاج اور تخت شہوں کا
اللہ نور السمٰوات والارض ہے سارا ظاہر
اس بن کوئی نہیں ہے وہ خود منظر ہے خود ناظر
ولقد کرمنا بنی آدم وکلناھم فی البر والبحر
سچو ہر دم حاضر

Marfat.com

Marfat.com

سندھی

Marfat.com

Marfat.com

وحدت

اَول پيري پَڄ ، جي بَند خيالات جا،
تَنهِن پڇاتا وَڄُ ، حَلاڄِي حيوت ”۲“

پُڻي ءَ ڄَڄَ نه ڄُل ، مَنجهه تماشي نه پَوين
گهوت ڪَري توں پاڻ کي ، ڪرهَنگاماں هُل،
پولِ نه ٻُڌي ڪَنهِن ڀُل، وَڃِ حالُ حَلاڄ جو

”تون“ هي سان ”توں“ لَهِين ”ماں“ لَهاں ”تو“ سان،
”تون“ هي“ آءُ سَڀهين، ”لا“ ۾ موجودات ٻي،

بيرنگي ءَ مون رنگ ، پَسو جو پيدا ٿئو،
ظاهِر ۾ ٻُڌو زَنگُ ، موسيٰ ءِ فرعون جو

Marfat.com

بندھن خام خیال کے اپنے پہلے توڑ
من میں اپنے ڈال لے، حیرت پھر حلاجؒ کی

جنج پرائی میں مت چل، نہ بن کوئی تماشہ
دولہا بن بارات کا، ڈال دے اِک ہلچل
راہیں باقی سب دلدل، رستہ بس حلاجؒ کا

"تو" کو ڈھونڈوں "میں" کو ڈھونڈوں پاؤں "تو" ہی "تو"
"تو" اور "یہ" اور "میں" سب دیکھوں لا میں تھے موجود

بے رنگی کے جائے رنگ ہیں، دیکھ فرق ہے کیا
موسیٰ اور فرعون کے سنگ ہیں، ظاہر میں ہیں جدا

تون جا پائين موج سامهڑيائي مهراڻ ٿي ؛
هي اُنهن جا اوج ، جن سنبٽ سوري ڪ پارڏي

دين ڪفر دِل دام ، ڏڄ مڙيوئي موج ۾ :
تنهن کان پوءِ حُڪام ، هر ڪنهن هنڌ تنهنجو هلي

سوز گداز ءِ غمُ ، ميڙيوئي معافي ٿيو ،
مار دما مين دَم ، عاشق "انا الحق" جو

ڇاڻ نه تفاوتُ ، عبد ءِ الله ڪو ،
هوآهي امرتُ ، هي پي ڏوڏ نه اُن کون

جتي ماڻهن ميڙ آهه ، آءٌ تتي ناهيان ،
سِبي سنباهيان ، پُڻِ ءَ شاهه حلاج جي

جي مَڃين ٿا آدمي ، سي نه مَڃان مان
ڪيئي آهيان آن ، جر بانهو ڪنهن جر نه ٿيان

Marfat.com

تو جانے جو موج ہے وہ تو ہے مہرباں
سولی ان کا اوج ہے ، چلے ہیں مقتل اور

کفر اور دین دلوں کے دام ہیں، یہ موجوں میں ڈال
اس کے بعد ترے احکام ہیں اور دنیا محکوم

سوز و گداز اور درد والم سے مل گئی ہمیں معافی
عاشق مار انا الحق دم دم فوبت گونجے ایسی

جان نہ کوئی تفاوت عبد میں اور اللہ میں
یہ بھی تو ہے امرت وہ بھی جدا نہیں ہے

وہاں نہیں ہوں میں جس جا پہ ہو رہا ہے ہجوم
کہ میرے سر میں ہیں حلاّج کے چمکتے نجوم

وہ مانتے ہیں جسے اپنا راہ نما، راہ بر
نہیں غلام نہ مانوں گا میں اسے دم بھر

Marfat.com

جھڙ پانيم پاڻ کي ، ٿھڙ آھيان آن ءُ؛
باقي رھيو نان ءُ ، "سچو" مون صاحِبَ جو

اُلُرو يوھاڻي کاڏي ، جنھن "سچو" سونان ءُ سُڏايو!
مُکڙي ءَ منجھون ، ني وي ميان ، ٽيو گُل پيدا ، وي ميان ،
مُنھن کري بيٺو ماڏي.
سُڏڻ پئي ، ني دي ميان ، طرف اُنھي جي ، دي ميان
جان جُٽو ويو جاڏي -
اھو ھلي ٿو ، ني دي ميان ، اھو چلي ٿو ، دي ميان
گوشو کيو وڃي کاڏي
ڏيھ ڏاڏالو ، ني دي ميان ، اڳ ڏٺو سي ، دي ميان
پَلَٽ ڪئي پٽ ڏاڏي!
نان ءُ "سچو ءَ" جو ، ني دي ميان ، ويو اڏاھين ، دي ميان
طَلَب ڏيئي پي تاڏي

جیسا سوچا آپ کو ویسا خود کو پاؤں
سچو باقی رہ گیا مجھ صاحب کا ناؤں

وہ جو سچو کہلاتا تھا کیا جانیئے اب کس اور گیا
نرم کلی سے پھول بنا اور مجھ کو تکتا رہتا تھا
کوئی خبر نہیں جان اور جسم کو لے کے کون سی سمت گیا
کیسے کنج میں چپ بیٹھا جو چلتا پھرتا رہتا تھا
سچو تو اسی سمت گیا جس سمت سے اس کا بلاوا تھا

Marfat.com

Marfat.com

حقیقت

Marfat.com

"سَچُو" سارو سَچُ ٿيو، منجهان ڪثرت ڪُل
الف مَؤن آدم ٿيو، ڪري هنگامون هُل؛
هندو مومن سو ٿيو، پول نه ٻيءَ ڪنهن پُل؛
"خَلَقَ الْاَشْيَاءَ فَهُوَ عَيْنُهَا" اِهو آڻُ عَمَلُ؛
ٿج گلابي گُلُ، مُرمار نئيَ منصُور جان

اَچي او ترَ ياءُ، گهڙ ٻيس گهوري جند ڏي
چڙهيس ڏاڍي چاه مَون، مستي موج مَٽاءُ
ترَ لهي ترياءُ. شرط لنگهي پيس شهَم

Marfat.com

چکو سارا بیج ہے کُل کثرت کا رنگ
الف آدم ساز ہے، ہنگامے رنگ برنگ
ہندو مومن، بھول نہ، سبھی ہیں اس کے ڈھنگ
آپ بنائے اور دیکھے، سیکھ اسی کے ڈھنگ
بن جا پھول گلاب کا منصوری تیرا سنگ

جاں بکف کود گیا میں تو سرِ موجِ بلا
مستی و شوق میں اس موج کو بھی زیر کیا
دی کناروں نے صدا، میں سوئے گرداب گیا

Marfat.com

گھڻن جي گھيڙاءُ، تانگھو عشق تن جو؛
جن کي عشق عَلِيل ڪيو، سي اينديون اَوتَرَاءُ.
جي سُورَ چڪنديُون ساءُ، ميهَرُ سي ماڻيندِيُون

ڪيم مهينالاءِ آءٌ پلا پلي آهيان.
اچي آڪَڙيُون ڪَٽي، "سَچوءَ" کي سَرچَاءِ
جاني جوڙيم جاءِ تو لڳم آ ڪَڙيُن ۾.

مان ڪريان تان مشرڪ ٿيان، ڪچان تان ڪافر
اِنهي عَدائي عَوَرُ، کوسَمجهي "سچيڏنو" چوي

روئَڻ کان نه رهن، آيَل اِهي اَکيُون
سيڪَڻهن ويل وهن، اڻ اٽل اوهيڙن جا

پیار پتن سے آنے والی کا بھی گہرا ہوتا ہے
کود پڑے جو، اس کا پاگل عشق سنہرا ہوتا ہے
مہینوال ملے پر جن کا زخم بھی گہرا ہوتا ہے

میں انجان ہوں جانیا، بولی نہ مجھے مار
ایک نظر اور خوش کر دے تو اپنا سچو یار
ان نینوں میں اپنا رتبہ دیکھ لے اے دلدار

چپ بیٹھوں مشرک کہلاؤں بولوں تو میں کافر ہوں
سچ ڈینو جو بھید کی بات ہے کس کس کو سمجھاؤں

روتے روتے بس نہ کریں اے ماں میرے یہ نین
پل پل ان سے برکھا برسے جیسے ساون رین

ڏسن ۽ رئن ، اِها عادت آکين کي
سي سرهيُون شال هُئن، جن کي اَٿراوهيرن جا

لايون پرت پَسن، اَڻ آگم اکين ميڙيا
سي تان کيئن نه وسَن، جن کي اَٿراوهيرن جا

اَسان پرين وڃ ۾ ، دور وهي درياءُ
چُوليُون چران ٿي ڪري، پيو وڇُڻي واءُ
سُٽي آهان اَءُ، ميان هِن مُشتاق جُون!

اسان پرين وڃَ ۾ ، جَرُ وهي جاري
هِڪڙَ ڪوڪُنن جو پوي، پيون ويرِيُون ڏي واري
هُت ساجن جا ساري، سادهلي کينَ درياءَ ڪَڻُن،

دیکھ دیکھ ساجن کو رَیں ڈھنگ ہیں میرے نین کے
شادر ہیں وہ آنکھیں جن کے سارے دپ ہیں ساون کے

پریت لگائیں آنکھیں، دیکھیں ساجن، برس پڑیں
یہ ساون سے ملتی ہیں اور ساون برس پڑیں

ندی کنارے ساجن ہے اور بیچ میں ہے طوفان
تیز ہوا، شہہ زور ہیں موجیں، کانپے میری جان
ایسے میں میری آہیں سن کر پیا ملو تم آن

اس کے، میرے بیچ میں بہتا ہے دریا
گریں کنارے جس میں، شور مچائے موجِ بلا
ان کو کیسا ڈر جنہیں، ساجن یاد رہا

چَري چَري م چئو ، چريو آهي لوڪ
جو چريئي لڏ وٽو ، سو سچو آهه نه سپڪنهين

عاشق مرندا ڪينڪي ، رهندا ڪين مڪانَ ۾
ديواني درياءَ جو ، پيٽئون پيالو پُرڪري
اَجر مَنجهه اَمر ٿيا اُهي گڏ يا ڪين جهانَ ۾
غيب ۾ جي غرق ٿيا ، تن گهاؤ گردن ۾ لڳا
بولي هولن ٿا ٻي نڪا ، اُهي رَهن "الاَمانَ" ۾
ڪيئي پَڙهندي سال ٿيا ، روزا نمازون نفل ني
تن ڪُٽن ڪَل ڪانه ڪا ، باطون جي بپانَ ۾

Marfat.com

اس کو پاگل مت کہو پاگل خلقت ساری
اس پاگل کو ملی ہے جو قسمت کہاں ہماری

کبھی نہ آئے موت اس کو وہ رہے مکاں سے دور
اس دریا سے بھرا پیالہ پی بیٹھا دیوانہ
اجر ملا اُسے امر ہوا وہ رہے جہاں سے دور
تن گردن پر گھاؤ لگے اور غیب میں ہے مستور
ہر دم رہے اماں میں وہ تو حرف و بیاں سے دور
روزے، نفل، نماز گزارتے عمریں بیت گئیں
قتل ہوئے جو وہ تو رہے باطن کے بیاں سے دور

Marfat.com

چين ولايت گهرڪري، گهڙي گهارن ڪينڪي
پَسَن هادي حَق ڪي ، رهن تا بتيانَ ۽
هَردم آهي دم دوست ڏي، آهي سُونهن تا سرانجام ۽
سوَ سچوءَ" ڪي ٻُي ملیو، هي گُراچي ته گيانَ ۽

تُو دوستيءَ جو دم هَٽين، پرکيئن ڪسي قُربان ٿيئن
مهند مَنصُوريءَ جي تُون، مَنجهه معرڪي مَردان ٿيئن
دري صحيءَ "اَنَاسِرّهُ" تنهين اسم مَوُن انسان ٿيئن
جي تو پوي سُڌ سورجي، حيرت انهي ءَ حيران ٿيئن
نعرو "اَنَاالحَقُ" جو هٿي، تِي مرد سرميدان ٿيئن
جي دم سُجائين پانهنجو، تون دين، تون ايمان ٿيئن
"سچو" يڪايڪ يڪ ٿيئن، تون شمع، تون پروان ٿيئن

Marfat.com

ہادیٔ حق اسے دشت و بیاباں میں ہی آن ملا
چین، ولائت، دیس بدیس اور شہر گراں سے دور
آخرِ کار گیان میں سچو گورو وہ آن ملا
یاد کیا اسے ہر دم میں نے رہ کے جہاں سے دور

دم مارے یارانے کا پر ہو نہ سکے قربان
رستہ اک منصوری ہے اور وہی ہے مرد کی شان
"انا سرّہٗ" کے اسم سے ہوا ہے تو انسان
دکھ سے حیرت ملے کہ جس سے تو ہو گا حیران
آئے انا الحق نعرہ مار کے آئے سر میدان
تو جانے جب خود کو تب سے تو ہی دین ایمان
شمع پتنگا جیسے سچو ہو جائیں یک جان

سسی پنوں اور ہیر رانجھا دو ایسے رومان ہیں جو سندھی اور پنجابی کے ادب میں ایک سی حیثیت اور اہمیت رکھتے ہیں۔ شاہ لطیف بھٹائی سے لے کر شیخ ایاز تک ہر ایک کی شاعری میں ان داستانوں کے رنگ دیکھے جا سکتے ہیں۔ بنیںہ پنجابی میں بھی ان رومانوی داستانوں کی ایک سی حیثیت ہے۔ پنجابی میں چھوٹے بڑے بیسیوں شاعروں نے سسی پنوں پر طبع آزمائی کی۔ سندھی میں سسی کی داستان یوں ہے کہ بھانبھر نامی نہر کے کنارے ایک برہمن رہتا تھا۔ اس کے کوئی اولاد نہ تھی لیکن خدا مہربان ہوا۔ اس کے گھر میں چاند سی بچی پیدا ہوئی اس بچی کے بارے میں نجومیوں نے بتایا کہ اس کا بیاہ ایک مسلمان سے ہوگا۔ برہمن بہت ناشاد ہوا۔ مجبوراً ایک صندوق میں بہت سا سامان رکھا، بچی کو بھی بند کیا اور صندوق ندی یا نہر میں بہا دیا۔ بھنبھور شہر میں ایک لاولد دھوبی محمد عرف لالہ رہتا تھا۔ اس کے کارندوں نے بہتا صندوق پکڑا، اور مالک کو پیش کر دیا۔ محمد نے اس بچی کو اپنا لیا جوان ہوئی تو محمد نے جو یقیناً امیر آدمی تھا، سسی کے لئے محل اور باغ بنوایا۔ سسی کے حسن کا شہرہ عام ہوا۔ بھنبھور اور ٹھٹھہ تجارت کا مرکز تھے۔ تجارتی قافلے سسی کے حسن کی تعریف کیچ اور مکران کے ساحلوں تک لے گئے جہاں کے حاکم آدی جام کا بیٹا پنوں تاجر کا بھیس بدل کر بھنبھور پہنچا۔ سسی نو دار د تاجر سے مشک و عنبر خریدنے گئی کہ یہ قافلہ اپنے ساتھ خوشبوئیں لایا تھا۔ سسی اور پنوں کے عشق کا آغاز ہوا۔ محمد نے پنوں کو آزمایا کہ اسی کی برادری کا ہے دونوں کی شادی ہو گئی اور دونوں بھنبھور میں رہنے لگے۔ پنوں کے باپ آدی جام تک بات پہنچی تو اسے شہزادے کی حرکت سے صدمہ ہوا۔ اس نے اپنے تینوں بیٹوں چندد، ہوتی اور نونی کے ساتھ اپنے آدمی بھنبھور بھیجے، جنہوں نے دام فریب بچھایا اور ایک شب پنوں کو نشہ آور دوائی پلا کر اونٹوں پر ڈالا اور کیچ کی طرف بھاگ نکلے۔ سسی پر پہلی صبح فراق طلوع ہوئی اور پنوں کی تلاش میں تھلوں اور پہاڑوں سے گذرتی "پب" (بالس بیلہ) کی وادی تک پہنچی۔ وہاں ایک چرواہے نے اسے ہوس کا نشانہ بنانا چاہا، سسی نے خدا سے دعا کی۔ زمین شق ہوئی اور سسی اس میں سما گئی۔ کیچ میں پنوں ماہی بے آب تھا۔ باپ سے یہ حالت دیکھی نہ گئی۔ پنوں کو بھنبھور سے سسی کو لانے کی اجازت مل گئی۔ پنوں تیز رفتار اونٹ پر سوار ہوا کی صورت بھنبھور کی طرف چلا مگر راہ میں وہ مقام آگیا جہاں سسی زندہ دفن ہوئی تھی۔ اس کے دوپٹے کا پلو قبر سے باہر رہ گیا تھا۔ پنوں نے آسمان کی طرف دیکھا، دست دعا اٹھایا۔ سسی کی قبر شق ہوئی اور پنوں بھی اسی قبر میں سما گیا۔

Marfat.com

سنّی

Marfat.com

ويُم لا لَنُ لوءِ، هيءَ اٽاسي نندم
پُليءَ هيٿن نه پانيٿو، پيو پروڙن پوءِ
هوتُ وتم جي هوءِ، تاسُک گذاريون ڏينهڙا

منهن ڏيئي آيام، جبل جهاگڙ کيچ جا،
طعنا تهمت لوڪ جا، سر چڪا چايام
پَت پَليءَ پايام، سِهرا سُور پرين جا

لڌين ڏيئي لت، پاڻ ئي ڪريان پٺ رو
سار ونڊر وُڙيان، جيڏيون ڪاڙ جت
منهنجي ڪا مصلحت، هيءُ هو تياڻم؟

ڪري سات سوال، ته ڪيچن جي ڪاڪل ڏيو

Marfat.com

میں تھی ابھاگن سوتے میں مجھے لالن چھوڑ گیا
ڈھونڈوں گی ان پاؤں کے نقشے مجھ کو خبر تھی کیا
ہوت جو ہوتا پاس تو جیون سُکھ سے دیتی بِتا

پیت کی راہ میں کیسے کیسے پربت آتے ہیں
کیا کیا تہمت اس برہن پر لوگ لگاتے ہیں
لیکن دُکھ پریتم کے مجھ کو سُکھ بن جاتے ہیں

پربت پربت پاؤں دھروں وہ روپ دکھاؤں میں
دندر تک اس جت کی خاطر ڈھونڈتی جاؤں میں
ہوت سبھا میں ذکر ہو میرا یہ سُن پاؤں میں

چھوڑ گئے ہو مجھ کو پیچھے کیچیؔ! سُنو سوال

Marfat.com

جا چڏيائون چَپر ين ، موتڙ تنهن مجال
هَپي هَيَ آديائي ءَ ري ، هٿرا ٽيڙم حال
سندي هِن سنيال ، ڪاهَي هوتياٽين ۾ ؟

راتو ڏينهان رت ، اوتڙ آيم اُن ري ؛
آيل عشق عليل ۾ ، شال نه پوي قَطُ ؛
جبل سپ جهاگبي وحي ، جيڏيون ڏسان جَت ؛
هِن مئي ءَ جومَت ، پوي مذڪور پُرين ۾ ؛

گوندر گذاريام ، سي تان پلا ڏ بنهڙا
سيڪنهن ساعت سپرين ، ٿي صحي ساريام ؛
هي ڪشالا ڪاريام ، ساعت هڪ سهڻ جي

ڪوڙيين قرباني ، ٽيان هوت پنهون ءَ تان
ساهه سري صدقي ڪريان ، سندن مهماني.

ڈھونڈنے نکلوں میں محبوب کو ہے یہ مجھے مجال
اُس آری بن دیکھو آ کر مجھ پر پڑا وبال
ہوتؔ کی محفل میں کہتا ہے میرا بھی کوئی حال؟

اس بن میں تو خون کے آنسو روتی ہوں دن رات
ڈرتی ہوں اس ردگی عشق میں ہو نہ شک شبہات
پربت پربت روند کے جاؤں جت سے ہو ملاقات
اسی بہانے مجھ موئی کی چھوٹے وہاں پر بات

دُکھ میں جو بھی دن گذرے وہ سُکھ کے تھے ایام
ہر ہر ساعت اس کی یاد میں میں نے کیا بسرام
اِک ساعت مری آنکھ لگی، اسی کارن ہے کہرام

ہوت پنوں پر لاکھوں بار میں ہو جاؤں قربان
صدقے کر دوں ہر اک سانس کو وار دوں اس پر جان

Marfat.com

هي جوپين جواني، ٿي اَجائي گذري،

جبل جالون جال ، سومون ڏورڻ نه ٿئي
وڏا وڻ وڻکار جا، کافن کوهه کشال
هي مون ڏسي حال ، پاروچو پا جهه ڪري

هِن دم آڏي آءٌ ، ناهيم حال هلڻ جو
مون نماڻي ءَ کان ءُ ، هي ٽر ٽيليون نه ٿئي

يهه سندو ٽيو ڏور ، رهبر ٿي ءُ رُجُن ٿا ،
ون ويچاري ءَ مُور، هي ٽر ٽيليون نه ٿئي

جي هٿي ڪميٽي ءَ ڪل ، تا صبح ويندو ساڻ ڏو
تان مون ننڍن مهل ، پُرزا پُرزا پاڻ ڪيو

ڏکن منجهان سُک ، مُون تا لَڏاجيڏيون
ڏوريندي کي ڏک ، سُونهان ٽيڻ اسچٽان

یہ جوبن، یہ بھری جوانی، اُس رب، بس گذران

پربت پربت اس کو ڈھونڈوں یہ میری تقدیر
دور دلکار کی چھاؤں ہے ابھی کوہ کی ہے تعزیر
مہر کرے شائد وہ دیکھ کے حال میرا دلگیر

اٹھتا نہیں اس دشت میں اب ایک قدم بھی
آ ری تو چلا آ تجھے ڈھونڈے ہے نمانی

دور دیس ہے تیرا، ساجن مجھ کو راہ دکھا
بھٹک رہی ہوں ویرانوں میں مجھ کو پار لگا

جو میں کمینی جانتی، جائیں گے یہ کل
پرزہ پرزہ کر دیتی میں خود کو ہی اُس پل

سکھیو میں نے ہر ہر دُکھ میں پایا ہے اک سُکھ
تب پریتم کو جان گئی جب ڈھونڈن نکلی، دُکھ

Marfat.com

هَن سهانگا سُک، جي ساري عالم آئيا
ڏورمهانگا ڏک، جي ورتا ورهه وارئين

سينڊيون جي سُکن ، تنين گوندر گهوريا
ڏنهم ڪاڻ ڏکن ، هي سِرُ سارو سَٽ ۾

سُکيون کوه پُڇن . سنديون ڏکن خبراں؟
سي هِن وهانءِ وڃن ، ڏيل ڏکايل جن جا

گوندر ڪيئن گهوريان . جنهن ڪيس سينڊي سڃڻين
جان تِڪ پيئي تورِيان ، تان ڏک موچارا سُک کوڻن

جي گوندر گوشِ نه ڪن ، کهه پيون سي سرتيون
جَن سنگت ساڻ سُکن ، سي پاڻوں هوت پري ڪيون

گوندر گهمي جي لهان . تان سُک سوين ساڙيان
آءٌ پُٹ ڪيئن پاڙيان . ڏک سکن سان سرتيون

Marfat.com

سبؑ عالم کو ملتے ہیں یہ سستے سستے سُکھ
پریت کے ماروں کو ملتے ہیں ڈھونڈ کے مہنگے دُکھ

بھاگیں دُکھوں سے دیکھو یہ سُکھ کی داشتائیں
جھٹکے میں سر دیا ہے ہم نے کہ دُکھ کمائیں

سُکھ والی کیوں خبریں پوچھیں جن کی دکھ میں گذرے
ہم نے تو سُکھ جان کے پہنے اپنے جسم پہ دکھڑے

جس دُکھ سے مجھے پیا ملا وہ کیوں کر دوں قربان
دُکھ سُکھ پاس جو رکھ کر دیکھوں دُکھ کی اور ہی شان

بھاڑ میں جائیں وہ سکھیاں جو سُنیں نہ دکھ کی بات
جن کی سنگت سکھ سے ہے کبھی ہوں نہ ہوت کے ساتھ

ڈھونڈوں اور جو دُکھ مل جائیں سُکھوں کو آگ لگاؤں
دُکھ سُکھ کیسے ایک سے جانوں، سکھیو، کیا سمجھاؤں

Marfat.com

جتين گوندر گوش ، آءٌ گھٹو تَن نھاريان
جال اُنھن ۾ جوش ، سدا آھي سرتيون

سُکن واريون سَوَ ، کا کا وڙُ وارئي
ترت انھي ءَ کان تَوَ ، پڳيون آتڻ واريون

آتڻ واريون آئيون ، ٽيون آتڻ اُجاڙين
جي گوندر گذارين . آتڻ تن اُوک ٽيو

سارولوڪ سَکن . پوءِ ڏھايو پرين ءَ ڪَئون
ڏسوواه ڏکن ، ھوتُ وھاريو ھنج ۾ !

متان وسارين ووءِ ووءِ ڪر وندر ۾
جي گوندر گذارين سي تو ٻڌا ڏينھڙا

گوندر جن گذاريو ڪاٽَئون سي لھان ؟
ھڪڙي رات رھان ، وڃي ورھ وارٽين

ان کو تکتی رہتی جوں میں جن کی دکھ سے یاری
سکھیوان کا جوش تو دیکھو میں ان کے بلہاری

سکھ سے سنگت لاکھوں کی ہے کوئی کوئی دکھیاری
دکھ کی آنچ سے رہ رہ بھاگیں آتن والی ناری

آتن والی آئی ہیں اور کریں اسے اجیارا
دکھیاری کا اس آتن میں کیسے ہو گذارا

سُکھ میں رہنے والے لوگ سجن سے رہ گئے دور
ہوت پُنل آغوش میں ان کی دکھیوں کا مقدور

پکارتی رہو وندر میں بھر لنا نہ اُسے
جو تیرے غم میں بسر ہوں گے دن وہی ہوں گے

جنہوں نے عمر گذاری ہے درد و غم کے ساتھ
بسر کروں کبھی اے کاش ان کے ساتھ اِک رات

گونڊرجن گذاريو، آءٌ تنِين گولي،
هنيڙي ۾ هولي، هوندي ڏکن وارئين

گونڊرجن گذاريو، آءٌ پکي تن پيهِي
وتانئُن ويهي، وٹان واس ورهه جو

گونڊرجن گذاريو، مُنهن تنِين مهتاب
سنديون نيهن نواب، آهن ورهه واريون

کيچؤن اچي قافلو، مون وت ٿيو مِهمان
"سچل" ساري ساڻ جو، هو آرياڻي اڳوان
مولي مهربان، نِڊر نمائي ٿَ تي ٿيو

کيچؤن آيو قافلو، رات موچاري ٿَ روءِ
مڙيو ئي خوشبوءِ، ٿيو سارو شهر پنهنجو

کيچؤن آيو قافلو، کٹي کٹوري ٿَ بار

Marfat.com

میں ان کی گولی ہوں دکھ میں جو دن گذارتے ہیں
کہ ان کے سینے تو ہولی کا عکس اتارتے ہیں

دُکھ میں عمر بتاتے ہیں جو ان کے جاؤں دوار
دُکھ کا باس میں لے لوں ان سے دو پل وہاں گذار

دُکھ میں عمر بتاتے ہیں جو منہ ان کے مہتاب
وہ تو عشق کی نگری کے ہیں صاحب اور نواب

کچ سے آیا قافلہ ہوا میرا مہمان
آرہی ان کا راہ نما آرہی تھا اگوان
کرم نمانی پہ ہوا مولا ہوا مہربان

کچ سے آیا قافلہ چمکی کالی رات
شہر بھنبھور کو ملی خوشبو کی سوغات

کچ سے آیا قافلہ لایا ہے کستوری

هرڪنهن هنڌ هُبڪار، ڪيئن سارو شهر ٻيهر جو

ڪيڇون آيو قافلو. خوب ٿيس خوشحال
ڇگو ٿِيڻُم حال. پَسَڻ ساڻ پرين ۽ جي

شال نه وسرين هوت. ٻيو سيو مون وسري
مون کي تائين موت، هئين آ ڪڙين م

ويم نڪري قافلو، هاڻي ڪيئن ڪريان؟
ويڻي ڏک ڏريان، پرين ري ۽ پرڏيهم

ويم نڪري قافلو، ڏايو ڏيڻي ڏک
ويڻي ساريان سُک. جو هيڪندهيس هوت سان

ويم نڪري قافلو، ڪائي نه پيئي ڪَلَ
سيني اَندر سَلَ. اَٿم آري ۽ جام جا

گهٽاڏينهن ٿيا، مون ڏوريندي ڏونگرين

Marfat.com

شہر بھنبھور کو ملی خوشبو کی مخموری

کیچ سے آیا قافلہ ہوئی ہوں میں خوشحال
دیکھ دیکھ کے ساجنا ہوتی جاؤں نہال

میں نہ بھولوں ہوت کو وہ مجھ کو بھولے
موت سمے بھی آنکھوں میں وہی سجا رہے

نکل گیا ہے قافلہ کیا تدبیر کروں
میں پردیسن ہو گئی بن پیتم دکھ بھروں

نکل گیا ہے قافلہ دے کر مجھ کو دُکھ
یاد کروں میں ہوت کی سنگت کے سب سُکھ

نکل گیا ہے قافلہ میں رہ گئی انجان
آری جام کے عشق سے سینہ لہولہان

پربت پربت تجھ کو ڈھونڈتے کتنے ہی دن گذرے

Marfat.com

جي مون سڏڪيا، سي ٻُڌي پاروچا ورين

جي مُنهنُن پاروچي ڏسان، تا سَيَڻي ٿِيَنم سُکَ
ڏورٽين مون ڏُکَ، پَسَڻ ساڻ پرين ءَ جي

مون هَٿان پيٽي ڏوهُ نه مٽن کوڏيان
حال چوان هيٺي، هَلي هوتياڻِن کي

اٽي ويا اونار، کٽي سات سويل جو
هاڻي اَديون آئيا، ڏورڻ مون ڏونگار
پيا پيي هوت هزار، منهنجو پيچ پُنهون ءَ سان

منهنجو پيچ پنهون ءَ سان، ازل لاکون آهه
هاڻي ويهڻ ڇاهه. پيئرُ هن پنيورم

کريان کوهه پنيورم، ور بنا ويهي
جيهي جي تيهي، آءٌ تان سندن آهيان

میں نے بلوچا تجھے پکارا شائد پلٹ پڑے

دیکھوں مُکھ بلوچ کا سب دُکھ ہو جائیں دور
پریتم تجھ کو دیکھ لوں تو سُکھ سے ہوں مخمور

یہ میرا ہی دوش تھا اس کا نہیں قصور
کاش اک بار میں ہوت سے حال کروں مذکور

اونٹوں والے لے گئے اپنے سنگ مرا یار
پربت پربت اس کو ڈھونڈے بخت مرا لاچار
مرا یار پُنّل تو ایک ہے، باقی ہوت ہزار

روزِ ازل سے، عشق سے، میرا پنوں سنگ
سکھیو شہر بھنبھور میں بیٹھوں کیا کُسنگ

بن ساجن بھنبھور میں کیسے بیٹھ رہوں
جیسی تیسی ہوں سکھی میں تو پنّل کی ہوں

Marfat.com

ڪيو ڪميٽي ءَ ڪڇ، جو سُتِي سويلي رهي
اُتهي ءَ جي افسوس سين، ڪيو محبت پَڇ
پنهون جام پَرچُ، نامياڻا نماڻي ءَسان

پُنهون پنهون ٿي ڪريان آءٌ پڻ پنهون پاڻ
آدبون ٿِيس اَڄاڻ، جو ڪين پروڙيم پاڻ ڪي

جان پروڙيم پاڻ ڪي، تا آءٌ پنهون آهيان
ڪنهين طرف ڪاهيان، جو طرف مڙئي تُم ٿيا

پيهي پروڙيوم، تان پنهون پاڻ ئي آهيان
پاڻ ئي منجهان پاڻ ڪي، هي ءُ پَڙلاءُ پيوم
صحيح ڪن ڪيوم، ته غير گمان اُتي ويا

عمر اَجائي گذري، ڪارن مَٽيو رنگ
مِن نهارڻ نہ ٿئي، سانوَلَ سارو سَنگ

Marfat.com

دوش تھا مجھ کمینی کا میں جو سو رہی
اب پچھتاوا آگ ہے سینے میں بھڑکی
جام پنوں اے کاش اب مجھ پر ہو راضی

پنوں پنوں کرتی میں تو آپ ہی پنوں ہو گئی رے
سکھیو میں انجان رہی جو خود کو ڈھونڈ نہ پائی رے

کھوج لگایا اپنا، تھا پنوں ساری اور
ہر ہر سمت میں پنوں ہے کونسی سمت اب اور

ڈوبی اپنے آپ میں، تو میں ہی پنوں تھی
اندر سے آوازیں آئیں میں ان کو تھی جانتی
بیچ سے غیر گمان گیا، آواز کو جب سمجھی

جیون بیتا کالے بالوں نے بھی بدلا رنگ
نہ دیکھوں کہیں اور کو سکھیوں کا نہیں سنگ

Marfat.com

هِن نماڻي ءَ جو ننگ، آ هه اوهان تي سُپرين

وڃي ڪيچ وٽن ٻ، ڪامل ٿيئن قرار
ديڇاري م وسار، جا اجهي آهي آنهنجي

وڃي ڪيچ وٽن ٻ، ٿيئن جانب جاءِ
هُو جي ادري ڪيچ ڪوُن، سي مون لڪ لنگهاءَ
پنهنجو پاڻ پساءِ، نانءَ ڏي دوست دم ڏيان

هوبو ڪيچ وٽن مَوُن، اچي واءُ دري،
سومون کي محبوبن جي، ڏئي خبر ڪَري
وڃان تام مَري، جان پاڻ وچي مُنهُن ڏسان

هوبو ڪيچ وٽن مَوُن، وريو اَچي واءُ
ماريون تنهن متاءُ، هِي ءُ سِر ڪريان صدقي

هوبا ڪيچ وٽن مَوُن، ڏي هيڙ اچي هاڻي

سانول مجھ نمانی کا پردے میں لیجئو ننگ

تُو تو بیٹھا کیچ میں مَن میں لئے قرار
جس کو تیرا آسرا اس کو تو نہ بسار

تو تو سُکھی سُکھی جا کر کیچ میں بیٹھ رہا
کیچ اور مجھ میں پربت حائل ان سے پار لگا
دم توڑوں گی راہ میں ورنہ مُکھ دکھلا

کیچ کے گل بوٹوں کو چھُو کر جب جب آئے ہوا
محبوبوں کی خیر خبر مجھے دیتی ہے وہ سُنا
سانس نہ نکلے جب لگ مُکھ بلوچ دکھائے آ

کیچ کے گُل بوٹوں کو چھُو کر سکھیو آئی ہوا
ان جھونکوں پر جان اپنی قربان کروں میں سدا

کیچ کے گُل بوٹوں کو چھُو کر ٹھنڈی آئے ہوا

Marfat.com

تنهنِ آرياڻي آڻي ۽ جڙُ مون سان اَڄ ملائيو

هوڃاڪيچ وٽن مَؤن ، اَچي هيرَ هلي
مهن ساري گالهه سَلي ، پرِيان سندي پارَ جي

هوڃاڪيچ وٽن مَؤن . لڳي تيز تنوارَ
سندي پريان پار، تنهن ڏنا دلاسا دل کي

مارڳُ متاهون ٿيو ، مارڳ چڙهي کير؟
ساڻُچي سات سوير، جائي مارڳَ تي مري

مَلهِي مارڳ مرُ ، تان ٿون تنين جي ٿئين
جبل هار نه جرُ ، ارٿو اَکڙِ ين مون

مارڳ مرڻ آهه ، گهوريو جيڙ جيڏيون
پير نه پويئون پاءِ عاشق مرُ اڳي ٿئين

مارڳ مران شال ، دعا ڪريجو جيڏيون

Marfat.com

یوں لگتا ہے آری سے مجھے دیا ہے اس نے ملا

کیچ کے گل بوٹوں کو چھو کر ٹھنڈی آئے ہوا
اس نے یار کے دیس کی ساری باتیں دیں بتلا

کیچ کے گل بوٹوں کو چھو کر آئے تیز ہوا
دے دلاسے یار مجھے آ میری دھیر بندھا

منزل کیسی اونچی ہے کوئی اس تک کیسے جائے
سانجھ سویرے ساجن ڈھونڈے وہ منزل کو پائے

منزل ملے تو خوش ہو ہو کر کر دے جان فدا
خون کے آنسو رو رو کر مت کر پربت گیلا

منزل پر مرنا سکھیو اس پر جیون قربان
عاشق پیچھے کب ہٹے دے بڑھ کر اپنی جان

سکھیو کرو دعا، منزل پر مجھ کو آئے موت

Marfat.com

هوت هيڏي حال. مانَ متا ن مون هٽ ڏئي

هُو سياڻا سُپرين ، ناجز هي ۽ اَڄاڻ
آڏ ڪوهياري ڪاڻ. متي راهه رئان گهٽو

باري برهه بلوچ جو، رڳو ئي راڻت
ساريان ساساڻت ، جا هيڪندهُئس هوت سان

باري برهه بلوچ جو، آهِ شور و نورُ
راتو ڏينهان روح ۾ ، مُحبن جو مذکور
ويڙ آهه ضرور، ڪاڪيون ڪيچيڙن ڏي

باري برهه بلوچ جو، اوانداهي ۽ اوجرُ
ساڻي آهه سَپرَ، سونهه چڏيندو چپرين

پنڌ عجائب پريئن ۽ جو "مان" سان ڪين هلي
سائي چاهه چلي ، جنهن "مان" چڏي وچ ۾

مرجاؤں تو شائد مجھ پہ چھاؤں کردے ہوت

سجن سیانے، میں عاجز انجان میں کیا جانوں
میں کوہیارے کی خاطر راہوں میں ردتی رہوں

یار بلوچ کے ہجر کی آگ ہے مجھ کو راحت لیکھ
یاد کروں اس ساعت کو جب میں اور وہ تھے ایک

یار بلوچ کی برہا کی تو آگ ہے نور ہی نور
میری روح میں رات اور دن بس اس کا ہے مذکور
کیچ کی مشکل راہوں پہ مجھے جانا پڑا ضرور

یار بلوچ کے ہجر کی آگ سے روشن ہوگئی رات
ساتھی میرے جیون کا نہیں چھوڑے گا مرا ساتھ

اس کی راہ عجیب ہے "میں" سنگ کوئی نہ جائے
"میں" کو پیچھے چھوڑے جو، وہ اس پر چل پائے

Marfat.com

سوين گُنڙ سندان، مان تي ساريان سَرتيون
سگھا ٿيندا سُپرين. مون تي مهربان
ويهان ڪيئن مان ڪري، جي ءَ متي جَولانَ
ڏُکيئن ۾ اَرمان، هِهڙ و هوت وساريان؟

ڪيچيڙا ڪالهه ويا، مان ٿي اگُڻ نهاريان
ساريو سُپرين کي، هنجون آڏُ هاريان
گونڊر گذاريان، هيَ هيَ سارا ڏينهڙا

ڪيچيڙا ڪالهه ويا، تنگ اٽن تاڻي
هوتن ديءَ هاڻي، اَگُڻ نِهاري نه سگھان

ويئي ڪيچيڙا ڪالهه، تون اَڄ ٿي پيرنهارئين
هولنگهي لڪ سنوان ٿيا، توهِت هِهڙا حال
ڪنڌِ ٿي سارَ سنڀال، وڃي ڪيچ وڻُن ۾

Marfat.com

سکھیو جن کو یاد کروں میں اُن کے گُن ہزار
چپ بیٹھوں کیسے جب مجھ پر کرم کرے مرا یار
میرے اندر اس کی پریت کی آگ کی ہے بھڑکار
ایسے گُن جب ہوت کے جوں میں کیسے دوں بسار

کچی کل گئے میں ڈھونڈوں آج اپنے آنگن
پل پل یاد کروں پریتم کو آنکھوں میں انسون
اب تو دکھ کے ساتھ ہی گذرے گا سارا جیون

کچی کل گئے اونٹوں کے باندھ کے سارے تنگ
کیا دیکھوں میں آنگن کو جب ہوت نہیں ہے سنگ

کچی کل گئے میں ڈھونڈوں ان قدموں کے نشاں
پربت پار وہ سیدھی رہ پر پہنچے.. کچ جہاں
بیٹھ گھنے پیڑوں کے نیچے کریں گے میرا بیاں

Marfat.com

اَڳُ ساڳي اوءِ، پَرَ ڪيڇن ڪي ڪاڻُ لهان؟
ڏيي ڦَٽَ فِراق جا، پورهيت ڇڏيون پوءِ
هاڻي راهُن مٽي روءِ، سڏ ڪريندي ساڻ کي

اَڻ مُلهِي اَهيان، پانهي پاروچن جي،
سپ چَپَرُ چايان، آهُن ءِ دانهُن سين

وندرم ويهان، ڦولن پيون پرين ءَ کي
نال جنين نيهان، هوت تنين جي هنج ۾

هوت پرين هڪواري، موُن کي اچي مِلج ميان!
ڏونگر ڏورَڻ مون نه ٿيئي، ميان الا، اَڏاوري تون آڏي
ڳچيءَ پائي ڪپڙو، ميان الا، زور ڪريندس ڏاري
جا اڌهانجڙي ڪونجي، ميان الا، سالو ڪيئن وساري؟
هيڏوَن ڪنيم سرتي، ميان الا، بار برهه جو باري

Marfat.com

یہ آنگن تو وہی ہے لیکن پیتی گئے کہاں،
دے کے زخمِ فراق کے مجھ کو چھوڑ گئے ہیں یہاں
کوک پکارا انہی راہوں میں پھرتی رہ گریاں

یار برہ چن کے ہاتھوں میں بک گئی ہوں انمول
اس آنگن میں سسکیں گے اب میرے دکھ کے بول

وندر میں کئی اپنا اپنا ساجن کھوج رہیں
ہوت ان کی آغوش میں جن کے نیناں لگے کہیں

ہوت پریتم، مان خدا کا نام، میاں مل جا
دشت و جبل میں ڈھونڈ نہ پاؤں مل جا آری جام
ڈال دوپٹہ گردن میں میں منت کروں سلام
اسے بھلایا جس نے جیون کیا ہے تیرے نام
کیسے جنس جنس سہ گئی میں سب برہا کے آلام

ويڻي ڏسان واٽڙي ، ميان الا ، مونجھ اَڌھان جي ماري
"سچوءَ" سنڊو سڃڻا ، ميان الا ، ٽيو فراق فراري

نڊي وڻي ڪالھ ڪابي ، ڏي جيڏيون ، مون کي نڊي وڃي
آءٌ نہ ڪنديس ، وي اھڙي ، پلو ميان
ڪيچن جا مون سان کي
اوھان مِڙن ٿم ، وي ، مست جو ٽيڙس ،
پيالو عشق جو پي
اوھين مڙيئي ، وي ، عقل واريون
آءٌ جو بيراڳڻ ٿي
"سچوءَ" پچاڻا ، وي ، سپرين ، پلو ميان
کوھ ڪنديس ھِت کي

Marfat.com

دکھ کی ماری راہ تکوں میں تیری صبح و شام
تیرے دُکھ نے پیجو کا کر ڈالا کام تمام

بھائے نہ جی کو بات کوئی، نہ بھائے کوئی بات
میں نہ بتاؤں میاں جو کیچوں نے بتلائی بات
عشق پیالہ پیا تو چھا گئی مستی کی پارات
میں تو ہوئی بیراگن، رہ گئے تم ہی عقل کے ساتھ
جینا میرا کس کارن جب پیجو نہیں ہے ساتھ

Marfat.com

سندھ میں سمہ دورِ حکومت میں ایک سردار جسودھن تھا۔ اس کی کوئی اولاد نہ تھی، ایک درویش نے دعا کی کہا بیٹی ہوگی مگر اسے کوڑھ کا مرض ہوگا۔ بیٹی ہوئی کوڑھ کی مریض، سب علاج بیکار گئے تو اسے دایہ کے ذریعے جنگل میں پھنکوا دیا گیا۔ کینجھر جھیل کے کنارے مچھیروں کی بستی کا بے اولاد کینجھر سردار کو بیٹی کی پیدائش پر مبارک دینے آرہا تھا کہ راستے میں اسے دایہ مل گئی۔ جس سے بچی کا قصہ معلوم ہوا تو کینجھر اس بچی کو اپنے گھر لے آیا۔ اس کا نام نوری رکھا۔ نوری کینجھر کے گھر جوان ہوئی تو اس نے اپنے بھتیجے سے نوری کی شادی کرنی چاہی مگر اس نے بھی انکار کر دیا۔ نوری چاروں طرف اپنی بدصورتی کے لئے بدنام تھی، نوری کو بھی اس کا احساس تھا وہ اپنے جسم کو چادر میں اور منہ کو ہمیشہ نقاب میں رکھتی تھی ان دنوں جھیل کے کنارے ایک اونچے ٹیلے پر شاہ ہونڈرو نامی بزرگ عبادت کیا کرتے تھے نوری نے ان کے آستانے کی خدمت شروع کر دی، وہ ہر روز کشتی پر اس آستانے تک جاتی، صفائی کرتی، پانی بھرتی، دیا جلاتی اور واپس آجاتی۔ کئی برس گذر گئے، شاہ ہونڈرو کی وفات کے دن قریب آئے تو انہوں نے نوری کو بلایا اور پوچھا بیٹا تجھے کیا چاہیئے نوری نے مرض سے نجات حاصل کرنے کی خواہش کا اظہار کیا، بزرگ نے اسے سات چادریں اوڑھ کر پانی کے سات لوٹے اوپر ڈالنے کے لئے کہا، نوری نے بزرگ کے دیئے پانی سے ایسے ہی غسل کیا اور پھر شہزادیوں سے بھی حسین نوری نکل آئی۔ اس کے چہرے سے روشنی پھوٹتی تھی۔ چنانچہ پہلے بدصورتی اور اب بے پناہ حسن چھپانے کے لئے وہ ہمیشہ منہ پر نقاب رکھتی، نوری اب بھی بزرگ کی خانقاہ پر دیا جلایا کرتی۔ ان دنوں سندھ کے سمہ حکمران جام تماچی (رکن الدین شاہ جام تماچی ثانی ۱۳۸۸-۱۳۹۲ء) نے جھیل کے کنارے ایک ماڑی (حویلی) بنوائی تھی اور شکار کھیلنے آتا تو اس میں ٹھہرتا، ایک رات نوری بزرگ کے مزار سے واپسی پر اندھیرے میں راستہ بھول گئی، راستہ ڈھونڈنے کے لئے چہرے سے نقاب الٹ کر روشنی کی جس کی جھلک اس وقت جام تماچی کو نظر آگئی۔ اس نے وزیروں کو اس روشنی کا پتہ لگانے کا حکم دیا تو معلوم ہوا کہ یہ نوری کا حسن تھا۔ جام تماچی نے نوری سے شادی کر لی، جھیل نوری نے اپنے باپ کینجھر کو دے دی جو بعد میں اسی کے نام سے مشہور ہوئی۔ جام تماچی کو نوری سے بے پناہ پیار تھا، نوری کی سادگی کی اداؤں نے اسے جام تماچی کی نظر میں دوسری رانیوں سے ممتاز کر دیا تھا۔ نوری نے اپنا مچھیرن ہونا کبھی نہ بھلایا اور دوسری رانیوں سے تقابل میں اپنی اس عام حیثیت کو اتنی مہارت سے استعمال کیا کہ جام تماچی اسی کا گرویدہ ہوگیا، حسام الدین راشدی مکلی نامہ کے حواشی میں لکھتے ہیں۔

"تحفۃ الاکرام" کے مطابق اس جام تماچی اور نوری کی قبریں مکلی میں شیخ حماد جمالی کے مزار کے پاس ایک حجرے میں موجود ہیں۔

نوری

Marfat.com

توں سَمو سردار، آءُ ميئِ مهاڻي آهيان،
تنهنجي ءَ شفقت مهرجو، آهي ڪونہ شُمارُ
گندي ءَ گاندر گهرڪان، ڪيو ساري عالم عار
مٿي تنهن مَدارُ، توساري ءَ ڪينجهر رکيو

تون سَمو سائين، آءُ ميئِ مهاڻي آهيان،
مون لَڄ رهائين، جو پَلئِ لڳيس تا نهنجي

آءُ ميئِ مُهَاڻي، تون سَمو ساري سَرَ جو
قرب منهنجو ڪهڙو ڇاٽيو تو ڇاڻي
ڪاري سرڪنيم ٿي، ڇڇيءَ ڪِڪي ءَ هاڻي،

Marfat.com

میں ہوں مہانی (ماہی گیر) تو سمہ سردار
تیری شفقت مہر کا کوئی نہیں ہے شمار
ہر کوئی دور رہے ان سے گندے گھر ہمار
کینجھر نے پر رکھا ہے تجھ پہ دار مدار

میں ہوں مہانی (ماہی گیر) تو ہے سمہ سائیں
تیرا دامن تھاما ہے تو ہی لاج بچائیں

تو سمہ سردار ہے ، میں (ماہی گیر) مہانی
قربت مجھ کو بخش کے پریت مری پہچانی
میں نے بُو کی ٹوکری سر پہ اٹھائی جانی

Marfat.com

راجا تنهنجي راض سان، ٿيس راڻن جي راڻي،
تو سما سيبا ڻي ، نه ته هيس بيهودي بچڑي

چوليون جن ۾ چڪ هيُون، اَج ٿيون لالين لائُو
جُتيون جَڙائُو ، پايون وتن پير ۾

مَڪَ برابر نه ڪريان ، مانڪ موتِن ساڻ
سَمو ڇام سُجاڻُ ، جنهن ڇارو ڇام ڪُلهي ڪيو

رنگ ڪاري رُويون ، هيون مڙني ملاحن جيون
سي ڪنيون ڪارن ۾ اَچن ، دَرا ۽ دُويون
جت بيحد بدبُويون ، اُت الله عطر اوتيا

منهن مِٺي ۽ ميريون هيون ، بيهوديون بچڑيُون
گِهٽ گِهٽ نوري ۽ گِهنگرو ، ڇِم ڇِم ٿيون ڇيريُون
سي پاڻ سهاڳ ڏٿي ، هِي جي هُن هيريون

Marfat.com

تو راضی تھا میں ہوئی رانیوں کی بھی رانی
میں بے جوڈہ، بدصورت تو نے قدر ہے جانی

جن کی چولی میلی تھی مہک رہی ہے آج
ہوئیں جڑاؤ جوتیاں ان پاؤں کی محتاج

مانک موتی جانتی نہ میں مچھلی کے مول
جال اٹھا کے سمہ جام جانے تو ہی تول

ملاحوں کا جیون کیسا رنگ تھے ان کے کالے
آج آئے ہیں سر پہ اٹھائے ٹوکرے مچھلی والے
مہر خدا کی، نہیں ہے بدبو، خوشبو کے ہیں جھالے

میں مٹی کی مورت تھی نہ روپ تھا نہ کوئی رنگ
اب نوری کے گھونگھرو چھنکیں چھن چھن پائل سنگ
میں سمے کی سہاگن ہوں اور سمہ میرا ننگ

Marfat.com

لوهاٽيون لوريون ، پارس لڳي سون ٽيون

ڀھ ڏوڏاجن ڏاڄُ ، ڏوت جنين ڪُم ڪوٽيون
انهن جو اَحتياج ڏو تماچي ڪيڏ وڪيي

انوري ءَ ڪيو نازُ ، ٽي ريجھائي داوَ ڪي ،
نِت نِت ڄام نيازُ ، ڏو اَچيو اُنهن جو ڪري

تون تماچي ڄامُ ، آءٌ ميڻي مھاڻي آھيان
ڏنو تو آرامُ ، ڪينجھر ۾ن ڪنڌيُن ڪي

پَلڪَ مون پاتو ءِ ، تون راجالَجَ رھائيين
سَماسُجاتو ءِ ، ڪامل پنھنجي قُرب ڪي

تون سمو سُلطان ، آءٌ ميڻي مھاڻي آھيان
تون مون ڏنھن مِھربان ، مون ڪيھي ڪاڻ ڪُڇ جي

مَڪ برابر نہ ڏيان ، تو ڏي پَرين موتئين ماڻ

Marfat.com

لوہا میرا سریہ تھا ہو گیا سونا پارس سنگ

جھیل کے بُوٹوں کے جڑ ڈوڈے جن کا تھا کبھی داج
جام تماچی دیکھو ان کا ہو گیا خود محتاج

راؤ کو رجھائیں پل پل اب نوری کے ناز
جام تماچی نت نت آن اٹھائے ناز نیاز

تو تھا جام تماچی میں تھی (ماہی گیر) مہانی
تیرے دم سے سُکھ میں کینجھر جھیل، کنارے، پانی

میرے گلے میں ڈال کے پلو راجا نے پہچانا
میں سمہ! تیری لاج ہوں میں نے بھی یہ جانا

میں ہوں (ماہی گیر) مہانی تو سمہ سُلطان
کیا پرواہ کسی کی، گر ہو تیرا کرم ہر آن

مچھلی سے برابر ہیں کب موتی کے تھال

Marfat.com

جومون کميٽي ۽ ڪاڻ، جارو ۽ ڀام ۽ ڪُلهي ڪنيو

مَڪ موتين تي نه ڏيان. تورِي هُٿن پاتون پات
ڪوجهي مان ڪم ذات، پرجارو ڀام ڪُلهي ڪنيو

مهاڻي ۽ جي من ۾، نه هو ڪِيرَ بُ گا ۽
نيٽن سان نازڪري، ريجها يا ٽين راءُ
سَموسَپني کان ۽، وَڻي وڻي پاڻ سان

پَلئي لڳِي آهيان، آهيان اَيا ٽِي،
سَمي سُجاڻي، جارو ڀام ۽ ڪُلهي ڪنيو

فارغ ٿِيَن نه فراق کون، ويجها ڪين وصال
گم ٿِيڻ کوڻ گم ٿيا، نڪا سرت سَنيال
اَتي قيل نه قال، "سچو" صُمّ بُڪُمّ ٿيا

Marfat.com

جام نے میری خاطر ہی کاندھے ڈالا جال

میں مچھلی نہ دوں ، ہوں چاہے موتی ہیرے لال
جام نے میری خاطر ہی کاندھے ڈالا جال

میں مہانی (ماہی گیر) دغا نہ کوئی کمایا
آنکھوں کے سو ناز تھے جن سے رائے رجھایا
ساری رانیوں سے چھینا ، اپنے پاس بٹھایا

دامن تیرے میں لگی ، میں بھولی انجان
جال اٹھایا سمہ نے اور مجھ کو لیا پہچان

نہ فارغ میں ہجر سے نہ ہی قرب وصال
غرق ہوئے تو غرق ہوئے گم بھی ہوئے کمال
صُمٌ بُکمٌ پیچو ہے وہاں نہ قیل نہ قال

Marfat.com

یہ کہانی عمر ماروی کے نام سے مشہور ہے اور سندھ کا شاید ہی کوئی ایسا شاعر ہو جس نے اپنی شاعری کے لئے اس کہانی کا کسی نہ کسی طرح سہارا نہ لیا ہو، تھر کے ایک گاؤں میں مارو قوم کے لوگ رہتے تھے ان میں ایک شخص ہالنہ تھا جس نے ایک خوبصورت رتھ بنایا۔ جسے ہرن کھینچتے تھے وہ اسے نگر پارکر کے راجہ بھول کے پاس لے گیا۔ راجہ نے یہ رتھ اس سے مانگ لیا مگر ہالنہ نے کہا کہ اس نے یہ رتھ کسی اور بادشاہ کے لئے بنایا ہے اس لئے وہ اسے دوسرا رتھ بنا دے گا۔ راجہ بھول نے ہالنہ کو اپنے محل میں مہمان رکھا مگر رات کو ہالنہ کو خیال آیا کہ راجہ اسے مروا کر یہی رتھ نہ لے لے۔ چنانچہ وہ رات کو رتھ لے کر بھاگا۔ لیکن آدھی رات کو رتھ میں سے ایک عورت نے اسے پوچھا کہ وہ کون ہے اور اسے کہاں لے جا رہا ہے۔ یہ عورت راجہ بھول کی رانی ماڈنی تھی۔ جس سے راجہ کسی بات پر ناراض تھا۔ رانی کے بچہ بھی ہونے والا تھا۔ وہ دراصل اپنے محل میں سیر کر رہی تھی کہ اسے باغ میں کھڑا رتھ خوبصورت لگا وہ اس میں بیٹھی اور سو گئی اور اب ہالنہ کے ساتھ تھی، ہالنہ بھی واپس جانے سے ڈرتا تھا اور رانی کا بھی یہی مسئلہ تھا۔ چنانچہ دونوں ملیر آ گئے جہاں ماروی پیدا ہوئی۔ ہالنہ نے رانی ماڈنی کو بیٹی بنا لیا تھا۔ ہالنہ نے ایک لاوارث بچہ پھوگ پالا تھا وہ جوان ہوا تو خوبصورت ماروی پہ عاشق ہو گیا اظہار عشق کیا تو ماروی نے جھاڑ دیا۔ ہالنہ نے ماروی کی نسبت اپنے رشتہ دار کھیت سے کر دی۔ پھوگ جل گیا اور ملیر چھوڑ کر عمر کوٹ آ گیا اور بادشاہ عمر سومرو (تحفۃ الکرام کے مطابق وفات ۷۶۵ھ یا ۷۹۳ھ) سے ماروی کے حسن و جمال کی بے پناہ تعریف کی۔ عمر بھیس بدل کر ملیر پہنچا۔ پیاسا مسافر بن کر ماروی کو سانڈنی پر ڈال کر اپنے محل میں لے آیا۔ ماروی نے لالچ اور پیار دونوں کو نامنظور کیا۔ قید میں ڈالی گئی، مگر خانہ بدوش ماروؤں کو نہ بھلا سکی۔ عمر کی دایہ نے ماروی کو پہچان لیا کہ یہ اسی خاتون کی بیٹی ہے جس کا دودھ عمر نے پیدا ہونے کے بعد پیا تھا کیونکہ عمر کی ماں سخت بیمار ہو گئی تھی۔ دایہ نے عمر کو یہ بات بتائی۔ تو عمر نے ماروی، ہالنہ اور کھیت سے معافی مانگ لی اور انہیں عزت کے ساتھ رخصت کیا۔ ماروؤں کو ماروی کی پاکدامنی پر شبہ تھا مگر ماروی چار بار جلتی آگ پر سے ننگے پاؤں گذری تو جب اس پر کوئی آنچ نہ آئی تب اس کے ماروؤں کو اس کی پاک دامانی کا یقین ہو گیا۔ اس طرح ماروی اور کھیت کی شادی ہوئی۔

Marfat.com

ماروی

Marfat.com

ساڻيم آج سنگهارَ، جن ڏٺي مون ڏينهن ٽيا
سي ڪَ لنگهي ويهي ويا، پانور منجهه پنهوار
هٽِي وينا پَکڙا هُتِ سُکِ ٽي اجڙ وار
جن جي ساه سنيهار، سي آج پنهوارَ پري ٽِيا

اياکالهُون کالهه، هُيس مارن گڏ مليرم
سي ڏينهن ويڙا گذري، ڇڏ منجهه خواب خيال
اج پريئن ڪنڌيئن پکڙا، جوڙي وينا جال
جن جي ساه سنيهال، سي اج پنهوارَ پري ٽِيا

Marfat.com

دیکھے میکے والوں کو، دن گذرے، کرلیں یاد
ٹیلے چیر کے پہنچے ہوں گے جو پانور آباد
جھونپڑے ڈال کے بیٹھے ہوں گے وہ پنھوار آزاد
دور بسوں کو یاد کروں میں، میں خانہ برباد

کل کی بات ہے ماروئوں سنگ مکیر میں تھی آباد
وہ دن یوں گذرے ہیں جیسے خواب کی ہوں روداد
بیٹھے ہیں اس پار وہ جھگیاں ڈال کے، ہیں آباد
دور بسوں کو یاد کروں ہیں، میں خانہ برباد

Marfat.com

ٹيا پنهوارَ پري، آءٌ ڪن کي ڏوراپا ڏيان؟
اُنهن پا جهوُن مارُئي، ٽي مِيان هِت مَري
نئين قَبَر ڪري، ڪو اوڏي اباڻَن کي.

جي پيڪن پوءِ پيام، سي تا ڏکيا ڏينهڙا
هيڻن نه پائڻُ ڪا هُيم. تا کي هيڻن ڪندام
پر وڃي ٽر ٽيام، سي سُڌ لهَندڙ سومرا

جي لويُون ڏي کي لوءِ، ڪڏهن ايندا ها آجڙي
آج هٽي پڪا پانورين، عُمَر وينا اوءِ
تن پنهوارن پوءِ، موٽي اچڻ نه ٽيو

جيڪس سنگهارن، اُهو ڏيهه وڻي ويو
وري هيڄ وَرَن، جي سانگِن کو سانگُ پيو

جو ڏاڏاڻو ڏيهُ، مُونهوَن مورنه وسري

Marfat.com

دور پنھوار ہوئے ہیں کس کو اپنا دُکھ بتلاؤں
ان کی خاطر ماردی ہیں، یہاں پل پل مرتی جاؤں
لاڈ بلا میرے میکے والے، قبران سے ہنواؤں

بچھڑ کے میکے والوں سے آئے دُکھ کے دن ملول
ایسی توقع بھی تو نہ تھی جائیں گے مجھ کو بھُول
میری خبر تو لینے والے، بسے ہیں تھر کی دھُول

لوئیاں لے کر آنے والے وہ میرے چرولہے
عمر وہ جھگیاں ڈال کے مجھ سے کتنی دور ہیں بیٹھے
وہ میرے پنھوار جو اب تک لوٹ کے بھی نہیں آئے

شائد میکے والوں کو وہ دیس گیا ہے بھا
شائد وہ پھر لوٹ آئیں یہاں برسے جب برکھا

بھول نہیں سکتی میں پل بھر اپنا میکا دیس

سوڏاتر لئڙ ڏيکارمون ، سومرا ساٹيہُ
ريءَ پنهوارن پرڏيہُ ، هيءُ مڙيوئي پائيان

وس نہ وساريام ، سُرها وڻ ساٹيہ جا
اُهي هيکنڊ ڏينهڙا ، تي گذ جي گذاريام
ياد ڪيون سي ڪيتر و ، سانگي سنپاريام
اوڏنهن آڏاريام ، ڪل لهڻ لئڙ ڪانگڙا

هيس ڪير ملير ، هت ٿي آيس ڪير ؟
جيڪُس پيڙم پير ، فقط لڳ فراق جي

ڪاٿي آڏُ هُياس ، ڪاٿي آيس سومرا ؟
هُتان هلي هت اچي ، پورن منجهہ پياس
هنجن هابُ ڪياس ، وڇوڙي جي ڏينهڙي

مون کي رَبّ ڏکي ، شل پردي سائڻ پناهَ ۾

سومرا مجھ کو دکھلا دے اک بار تو میرا دیس
مجھے پنھواروں بِناں ہوا ہے دیس اپنا پردیس

بھول نہ پاؤں اپنے دیس کے مہکے ہوئے اشجار
اُن سنگ، ان کے سایوں میں اک جیون دیا گذار
یاد کروں بوٹوں کو تو یاد آئیں اپنے سنگھار
ان کی خبر لینے کل کاگا بھیجا ہے اس پار

کیا تھی میں مٹیر میں یہاں آ کے بن گئی کیا
ہجر فراق نے کیسا کیسا فرق کیا پیدا

میں تھی کہاں اور اب ہوں کہاں سُن سومرا اے سردار
وہاں سے چل کر یہاں جو آئی دُکھ کی ہے یلغار
ہجر کے دن ہیں اور آنکھوں سے پھوٹ رہی ہے دھار

یارب رکھیو پردہ میرا دیجیو مجھے پناہ

Marfat.com

تہ هئان منجهه پکي ، عُمر اَباٹَن جي

پَلَک نہ ٹيان پاسي ، شل عمر اباٹن کوڻ؟
گذ گذين هاسي ، سين سان سي سومرا

کاڏي اَج رهي ، آءُ کاڏي اَباٹان ؟
هاڻي نہ ٻاٹان ، تہ کاموڻي ملندیس مارئين

ٻهانگيڙن لئہ جِيءُ ، هِت عمر آهه اُباڻکو
نئي گذائج اُن سان ، حال منهنجو تا هيءُ
سانگيڙن م سيءُ ، آهه ايا تو ڏي تانهنجو

پَري ٽين نہ شالَ ، هُتن اوڏانئي اَجَرِي !
اُتي ويڻي اُن جا ، اٿم خواب خيال
سدا سانگيڙن جِي ، مون کي ساه سنپال
هِت مون هڙا حال ، هُت عتاب اُنهن جا

Marfat.com

میکے والوں کی بھگیوں میں عمر بسوں میں جا

عمر نہ بچھڑوں میکے والوں سے میں پل دو پل
سو مرا، میرے سنگ تھے وہ میں ان کے سنگ تھی کل

آج کہاں پر میں ہوں اور مارو ہیں آج کہاں
یوں لگتا ہے ان سے ملنا وہم، خیال، گماں

عمر اداس ہوں ان کے لئے جن کا جنگل ہے باس
مجھے ملا دے جا کر ان سے میں ہوں آس نراس
میرے سنگیوں پر ہے آج بھی تیرا خوف ہراس

شالا مجھ سے دور نہ ہوں وہ سدا رہیں مرے پاس
اٹھتے بیٹھتے مجھ کو ان کا خواب خیال قیاس
یاد کروں پل پل سانگھیڑے اور بندھاؤں آس
یہاں مرا یہ حال وہاں پر ان کو سو وشواس

Marfat.com

عمر آباڻن ري، آءٌ تان کو جهي آهيان
هي ءَ لوئي نہ لاهيان، جا آهِ نِشاني اُن جِي

ديگستاني راڄ جي، آءٌ ڪالهه ڪريان ڪيهِي
ڪن پَڇاڙون پاڻ م ، سي واري ءَ تي ويهي
تہ "ايندي ماروئين مارئي، شل پڪن م پيهي"
اُڪنڊ مون ميلاپ جي، آهِ جهانگن کي جيهي
منهنجي تن تيهي، آهي سڪ سنگهارن جي

جهانگي جهڙ پياڪ، ناهِن شربت هيروان،
ڪاڙهيون ڪاريون لوئيون، پهرڻُ تن پوشاڪ
لاهج لوئيڙن تان ، الله لڳِ اولاڪَ
جورکن هڏنهن ڪانڪا، عُمر بي اِملاڪ
ڪارڻ پرور پاڪَ ، مون کي ميڙيين مارئن

Marfat.com

عمرؔ بناں میکے والوں کے میں بدصورت ہوں
چادر ان کی نشانی ہے سدا اپنے سر پہ رکھوں

ریگستان کے رہنے والے آج کی بات بتاؤں
ریت پہ بیٹھ کے جو کرتے ہیں باتیں وہی سناؤں
"اک دن ماروی آجائے گی واپس اپنے گاؤں
ان جھگیوں میں ماروی اک دن پھر رکھے گی پاؤں"
جتنا ملنے کو میں تڑپوں اس سے سوا انہیں پاؤں

تیرے شربت کو کیا سمجھیں لسّی پینے والے
تن پوشاک ہیں سُرخ اور کالی شالیں اور دوشالے
عمرؔ خدا کا واسطہ ان کے دل سے خوف ہٹالے
لسّی لوئی کل جاگیر ہے ان کی، پھریں سنبھالے
مجھے بِلا دے، رب کا واسطہ، لسّی لوئی والے

مينهن وسندي مان ، ويڙهيچن ويندياس
لوئي سڳين لوءِ جي ، نال وڃي نيندياس
وڃي ٽرٽيندياس ، ڏک سُک پائي سومرا

ديگستا نن رنگ ، جي تون پسين سومرا
ته ميان ماروئڙن ٿئون ، ظالم لاهين زنگ
جوتاکون تنهنجي تاب کوڻن ، جهانگي واسن جهنگ
نامياهي تون ننگ ، نيئي رساڻين راڄ ۾

مينهن وسندي مون ڏٺا ، هي پکا پنهوارن
گاڙهيون آڇيون لوئيون ، کياسهج سنگهارن
اُهي عام خلق کوڻن ، ٿا گوشي گذارن
منهنجي آڇ سنديون ، ٿا واتان نهارن
سانگيڙا سائين ۾ ، پيا نِت نِت سنيارن

Marfat.com

مارووٗں سے ملنے جاؤں گی جب ہو گی برسات
لسّی لوئی لے کر ان کے ہاتھ میں دوں گی ہاتھ
سوہنرا میں متھر جاؤں گی مرا دکھ سُکھ ان کے ساتھ

سومرا اگر تو دیکھ لے ریگستان کے رنگ
ظلم سے روکے ہاتھ تو دل نہ ہو ترا سنگ
مارو تیرے خوف سے جا چھپے ہیں بیلے جھنگ
مجھے حوالے ان کے کر، میں ہوں ان کا ننگ

مینہ برسا تو میں نے دیکھے جھگیوں میں پنھوار
لال اور کالی لوئیوں سے سینگھارے کریں سنگھار
خلق سے ہٹ کر گوٹھے میں جو جیون دیں گذار
میں کب اُن تک جاتی ہوں میری راہ تکیں ہر بار
نِت نِت مجھ کو یاد کریں میری خاطر کریں پکار

هي ڳالهيون ٿيون ڳارن، موڻ کي ماروئڙن جون

ڪوجو ورياوڻ، اڄ پڻ مُلڪ مَلير ڏنهن
ڇڏُ آيم اَباڻڻ، ماڻهو مونائيڻ جو

لَٽو ڦوڙائو، ورين ورق وصال جو
وري وطن آئيا، ريگ لنگهي راڻو
"سچُو" چوَي ساڻو، ٿيو موتي مُلڪ مَلير جو

سداهڻ سُکيا، ماروئڙا ته مَلير ۾،
شَل نه ڏينهن ڏکيا، اَچن اَجَرين تي

سدا سَرها هونِ، ماروئڙا ته مليرِ ۾
مٿي پنهوارن پون، مِهَر جا شَل مِينهڙا

ميان ماروئَڙن تي، مِهران وسن مِينهَن
شل نه ڏکيا ڏينهن، اَچن اَجَرين تي!

Marfat.com

مارؤں کی۔یہی باتیں مجھ کو جان سے گئی ہیں مار

ملک ملیر سے آج تو ایسی ٹھنڈی چلی ہوا
کوئی مجھ کو لینے آیا، میں نے یہ سمجھا

وصل کا آیا باب گیا وہ ہجر سماں دلگیر
اپنے دیس میں مارو آئے ریت کے ٹیلے چیر
سچو کہے سرسبز ہوا ہے پھر سے ملک ملیر

مارو رہیں ملیر میں سدا ملے انہیں سکھ
رب نہ کرے انہیں جیون میں پیش آئے کوئی دکھ

مارو رہیں ملیر میں سکھی سدا رہیں
اور پنھواروں پر ہوتی رہیں مہر کی بارشیں

برسے میرے ماروؤں پر بارش کا ہر سکھ
رب نہ کرے انہیں جیون میں پیش آئے کوئی دکھ

Marfat.com

سداسي ساڻيھ ۾ ، سُکيا ھُئن سنگھار
پکي مَنجھ پنھوار، شل ھُئن ھميشہ سَرھا

سائين سنگھارن جو ، رکج پَن پکي
کوڻي تانہ لَکي، ھُئن سَدا ئين سَرھا

سنگھاري ساڻيھ ، شل ھُئن سَدا ئين سَرھا
ويَن نہ پرڏيھ ، خوش گذارن اُتھين

جاتي واري ءَ ڏنو ، تاتي اڏن پکڙا
پاڳين لَٽايو ، سدا رھن او سَرھا

وري وسايو ، مالِکَ مُلک مليرجو
سوا گي کون اُجرو ٿيو ، سائو سَوايو
آگي اکھايو، "سچو ءَ" جو سوال ڪيو

ايڏان کِنون کِنو ٿيُون ، تہ سانگيُن ساھ پوي

Marfat.com

میکے والے خوش رہیں اپنے دیس سدا
ماروؤ اپنی جھگیوں میں سُکھ سے دیں بِتا

سائیں میکے والوں کی جھگیوں کی تو لاج
دُکھی ہوں نہ، سُکھ بسیں جب تک تیرا راج

میکے والے خوش رہیں سدا ہی اپنے دیس
خوش گذران سدا ہو ان کی جائیں نہ پردیس

ریت کے ٹیلے جہاں بھی ہوں وہاں بنائیں گھر
چرواہے سدا خوش رہیں، رہے نہ کوئی ڈر

ملک مکیر میں مالک نے پھر بارش برسائی
چہرا دُھل گیا دیس کا ہریالی لہرائی
سچو پوری ہو گئی لب پہ دعا جو آئی

بجلی چمک رہی ہے آئی ماروؤں میں بھی جان

وَسي ترتارِ ڪَن ، نيَون ۽ نوٽيون
جاتي هُئَن ٻوٽيون، تاتي آجڙي آرام ٿيا

مون ڪَون وسَرن ڪِينَڪِي ، اُهي عُمر ويلڙيُون
چاريم وڏي چاهه مون، ٿي ڇيلاءِ ڇيلڙيُون
ٿي ڪيڏيم ڪيلڙيون ، سرِ تِن سان ساڻهه ۾

اَوس اڏَن سومرا ڇو ڏاري ڇوڙنرا
تَن ۾ سانپي رکن سامهان ، ڏٺ بَهون ڏوڙنرا
ڏگَ ڏکي ڏوڙنرا ، صبح کا ٿن خوش ٿِي

ڪَرين ڇو ڪِلان ، سانگِيڙن تي سومرا
سارهه سوتِن تي ، لاهه ٿو ڪان آئُون ٿهلان
هي جي موتَن جون مَهلان ، ٿي محلن منجهه گڏايان

مون جاليوسان جَن ، موٽِي تن نه پُڇيو

Marfat.com

بھر جاتے ہیں تال تلیا میسنہ برسے جس آن
دیکھ کے پانی ڈیرے ڈالیں مارو میری جان

عمر بھلا دوں کیسے میں سماں جو بیت گیا
گلہ بھیڑوں بکریوں کا میرے آگے تھا
میں سکھیوں سنگ کھیلتی رہتی تھی سدا

وہ بنائیں جھونپڑے سوہنرا اے سردار
جنگلی پھل پنیر سنبھال کے رکھیں وہ ہر بار
صبح سویرے کھائیں گے خوش ہو ہو پنھوار

میرے سانگھیڑوں کو سوہنرا طعنے کیوں دیں لوگ
کر آزاد مجھے مٹ جائیں ان کے سارے روگ
تیرے محل میں موتیوں سے پل میں نے کاٹے جوگ

جن سنگ جیون میں نے بتایا پوچھیں نہ میری بات

حال هن جون خيران ، پيون هوندين ڪَن
تان پي ماروَمن ، وارُ نه ڪڏنهن وِسريا

توڙي هونہ پُڇن، آءٌ گهٽو پُڇان تن کي
عُمر آءٌ مڇُڻ، تن ڪَوڻ ويان وسري

اڄ سنگهاڙي ساريا، موڻ مِينهَن وسندي سومرا
ڳوڙها ڳاڙهاتي بنا، هِن هَنجُن موڻ هاريا
ياد ڪريندي تن کي، يارڻ جَڙُ باريا
هِت "سَچوءَ" سَنيهاريا، هُت سنيهار "سَچوءَ" جي

عُمر اَچا ڪپڙا ڪاٽيا ريُون ڪَن ڪِيئَن؟
جِهڙي آيَس جيئَن، شل تِهڙي مارُن ڏي ويان!

ڪِيئَن ڪاٽيا ديون ڪن، ڪپڙا اچا عُمر جامَ؟
تُين پنهواريون پَت ۾، مِهڻي هاب مُدامَ

خبر انہیں بھی ہو گی جو کچھ بیتی ہے مرے ساتھ
اک پل میں تو بھول نہ پاؤں ماروؤں کے حالات

بے شک میری بات نہ پوچھیں، میں پوچھوں ہر پل
عمر نہ دن آئے ہو جائیں آنکھ سے وہ اوجھل

دیکھ برستی برکھا کو مجھے مارو آ گئے یاد
ہار پروؤں اشکوں کے سُن اشکوں کی فریاد
آگ سی من میں بھڑک اُٹھی جب آئی اُن کی یاد
سچو ان کو یاد کرے وہ کریں سچو کو یاد

اُجلے کپڑے ان کے کب ہوں جن کے عیب ہزار
عمر میں آئی جیسی، ویسی جاؤں ان کے دوار

عمر نہ اُجلے کپڑے پہنیں جن کے عیب ہزار
ماروؤں کو میری خاطر طعنے دیتا ہے سنسار

Marfat.com

آهيان سومراتوسام. تہ لوئي ءَ جي لڄ رهي

هِن لوئي ءَ جي لاج ، شال رهجي اُڇي سومرا
تہ مرُبّتي خوش ٿيين ، ديگستاني واج
سانہ کائي کاج ، جا قيد ڪئي توکوتم

روئان زارو زار ، يار ، مانَ مارُن کي ملان آڏ
ڏيان ڏوراپاکن کي ، پَري ٿِيم پنوهار ، يار
وڃي ويٺا پاڻ سان ، منهنجو ساهُ سَنگهار ، يار
اهو اٿم آسرو ، ابندم اَجڙوار ، يار
ڪُندا مُهڙ مَليرڏي ، رڻ ڇڏي ريدار ، يار
سودم گوندر گذري ، جودم اُن ري ءَ ڏار ، يار
پيڪن مُون پَهُچايُين ، سومرا سردار ، يار
راتو ڏينهن اوڏهين ، ”سچوئڙ ساهُ سنيهار“ يار

Marfat.com

میں ہوں امانت، لاج لوئی کی رکھنا اے سردار

سومرا رہ جائے، رب چاہے، اس لوئی کی لاج
یہ سُن کر کتنے خوش ہوں گے ریگستانی راج
تیری قید میں شاہی کھانا، کھایا کل نہ آج

روئی زار و زار، ملیں میرے مارو یار ہو یار
دکھڑا کسے سناؤں میں دور ہیں میرے پنھوار ہو یار
اپنی جان کے ساتھ ہیں جو ہیں مرا سنگھار ہو یار
آئیں گے، مجھے آس ہے، میرے پہریدار ہو یار.
پلٹیں گے وہ ملیر کو، چھوڑ کے وحشت زار ہو یار
مارو بناں ہر سانس مری سانس ہے یا تلوار ہو یار
میکے کو بھجوا دے سومرا اے مرے سردار ہو یار
سجو کو دن رات ہے ان کی سانبھ سنبھار ہو یار

Marfat.com

اوڏاهُون آيا ، هُون ڏي عتاب ، اَباڻن جا
هي ڏيهُ ويڑُهِ وسري ، اِتي ڏينهن وڃي تولايا
ياداسان کي ڪِين ڪيڙئي ، مُنجهائين ءَمايا
ڏينهن اسان ري ءَ گذري ، ويڑئي سپ اَجايا
گهٽا مِينهن مَلير ڏي ، والِي ءَ وري وسايا
تُنهنجي ڏسڻ لئه ، هِت سانگِي سِکايا
سائين ءَ "سچو" سِگهڙا ، هُون کي ماروملايا

ڪانگڙا قَريَبن جا ، تو کي ڪالهه اُڏايو ڪَن
ڏَنئُون ويڑهيچن
آسروندي آهيان ، مَن ڪو پيرو ڪَن
ڏَنئُون ويڑهيچن
پَڪا پَڪَن سامُهون ، اوڏامان اَڙِن
ڏَنئُون ويڑهيچن
"سَچو ءَ" جي به سَريَرم ، دونهان روزد ڪَن
ڏَنئُون ويڑهيچن

میکے والوں سے آیا، مجھے غصّہ بھرا سندیس
کتنے جگ تجھے بیت گئے وہاں، اپنا دیس بُھلایا
ہمیں نہ تُو نے یاد کیا، مایا نے تجھے اُلجھایا
ہم سے دُور جو گذرے ہیں دن ہوئے وہ تیرے ضائع
رب نے آن ملیر پہ دیکھو کیسا مینہ برسایا
اس برکھا نے مارُوؤں کو کس کس ڈھب سے ترسایا
سائیں سچّو نے کرم کیا، مجھے مارو آن ملایا

اے کاگا رے ساجن کے، کل کس نے تجھے اڑایا
مارو دیس سے آیا
آس لگائے بیٹھی ہوں، ابھی آیا، کوئی آیا
مارو دیس سے آیا
آئے بنائے کُٹیا سامنے، میرے دیس کا جایا
مارو دیس سے آیا
سچّو تیرے سریر سے اُٹھ کر دھوآں سا جو لہرایا
مارو دیس سے آیا

Marfat.com

میرادپر ماتھیلو پرگنہ میں راجہ نند کی سات بیٹیاں تھیں سب سے بڑی سومل اور سب سے چھوٹی مومل۔ سومل سب سے عقلمند اور مومل سب سے خوبصورت، راجہ نند نے ایک قیمتی اور طلسمی ہار مومل کو سنبھالنے کے لئے دیا مگر اس نے ہار ایک جادوگر ستیل کو جو جوگی بن کر آیا تھا دان دے دیا۔ جادوگر نے اس ہار کی مدد سے راجہ نند کا خزانہ اڑا لیا۔ راجہ سخت پریشان ہوا۔ سومل نے باپ کو تسلی دی اور مومل کے شہرہ آفاق حسن سے فائدہ اُٹھانے کا مشورہ دیا اور کاک ندی کے کنارے ایک طلسماتی محل بنایا۔ سب ولائتوں کو کہلا بھیجا کہ جو راجہ محل میں مومل تک پہنچ جائے گا اس سے شادی کرے گا اور جو نہیں پہنچے گا وہ اپنا سارا خزانہ محل والوں کے حوالے کر دے گا۔ بے شمار شہزادوں نے قسمت آزمائی ناکام ہوئے کچھ مارے گئے کچھ جوگی ہو کر جنگلوں میں بھٹکتے رہے ایک ایسا ہی جوگی عمرکوٹ کے سومرہ حاکم ہمیر (تحفۃ الاکرام کے مطابق وفات ۸۴۳ھ) کو ملا جو اپنے وزیروں رانو، جیندھرا ڈنورا اور سنھڑو کے ساتھ شیر کا شکار کرنے نکلا تھا۔ ہمیر کو مومل حاصل کرنے کی خواہش ہوئی۔ چاروں کاک محل پہنچے۔ ہمیر، ڈنورا اور سنھڑو ناکام رہے رانو کاک محل کی بھول بھلیاں خوفزدہ کرنے والے طلسم اور عقل کے داؤ پیچ سے گذر کر مومل کو پانے میں کامیاب ہوگیا۔ واپس ہوا تو ہمیر حسد سے جل گیا مگر راجہ کے ڈر کے باعث رانو نے کہا وہ کامیاب نہیں ہوا وہ واپس عمرکوٹ چلے گئے مگر رانو اداس رہنے لگا۔ راجہ ہمیر کو بھی پتہ چل گیا کہ رانو نے جھوٹ بولا ہے بہرحال جب رانو نے اقرار کیا تو ہمیر نے مومل کو دیکھنے کی خواہش کی اور رانو کے ساتھ چرواہے کے روپ میں جانے کے لئے تیار ہو گیا کاک محل پہنچا تو اسے مجبوراً گائے دوہنی پڑی واپسی پہ ناراض ہو کر رانو کو قید کر لیا جسے اس کی بہن کھلن نے جو ہمیر کی چہیتی رانی تھی آزاد کرایا۔ اب رانو نے ایک ایسے اونٹ کا انتظام کیا جو عمرکوٹ سے ایک رات میں کاک محل جا کر صبح تک واپس آ سکتا تھا۔ سو کوس کا یہ فاصلہ رانو ہر رات طے کرنے لگا مگر راجہ ہمیر کو پتہ چل گیا اس نے اونٹ مروا دیا۔ رانو کو اسی نسل کا ایک اور اونٹ مل گیا۔ راجہ ہمیر کے علاوہ مومل کی بڑی بہن سومل کو بھی رانو اور مومل کی شادی پسند نہ تھی چنانچہ اس نے ایک روز ایک چرواہے کو تیار کیا جس نے رات کے وقت آتے رانو سے طنزاً کہا کہ مومل ستیل جادوگر سے عشق کرتی ہے جو آج رات آیا ہوا ہے۔ سومل اس رات مردانہ لباس پہن کر مومل کے ساتھ لیٹ گئی۔ رانو نے یہ منظر دیکھا تو اسے چرواہے پر اعتبار آ گیا وہ مومل کے پاس اپنی نشانی چھوڑ کر عمرکوٹ واپس چلا گیا، مومل جوگن بن کر عمرکوٹ میں رانو کے محل کے سامنے رہنے لگی۔ جب رانو کو پتہ چلا تو اس نے اب بھی مومل کو قبول کرنے سے انکار کر دیا۔ اس پر مومل نے چتا جلائی رانو کو یقین ہو گیا کہ مومل بے گناہ ہے مگر جب وہ مومل کے پاس پہنچا تو مومل آگ میں کود چکی تھی، رانو بھی بے خطر اس آگ میں کود پڑا شمع محبت کے دونوں پروانوں کا یہ انجام تھا۔

مومل رانو

Marfat.com

اَئُڙاڻاڏي رَنگُ، موتِي کاڪ ڪَنڊن ڪي
لاهِج لڳِہِ خداءِ جي ، ذرو پُرزو زنگُ
نامياڻ پاڙج ننگُ ، مهڻي هاب مٽان ڪرين

مومَل مهڻي هابُ ، راڻاڪرنہ راءَ تون
جوئين کي جوابُ ، مرد نہ ڏين مينڊرا

هِڪ جُوءِ ٻِي جوءِ ، چَڏن ڪِين جوان
اُهي يي انسان ، جي ننگن تي نِثارُ ٿيا

ڪاتِي ءَ ري ءَ ڪهِي چڏيو ، راڻا تنهنجي رنج
سُکون ۽ سَهنج ، سوڍا ساڻ ڪُٽين وئين

Marfat.com

آرآنا آ کاگ کنارے اپنے رنگ میں رنگ
نام خدا اس من سے دھودے جو ہے اس پر زنگ
مت دلوانا طعنے مجھ کو رکھنا نام اور ننگ

راؤ اپنی موتن کو تو طعنے نہ دلوانا
مرد نہیں جو چھوڑ کے جائے اپنی بیوی رانا

زن، زمین نہ چھوڑ کے جائیں مرد ہیں جو جی دار
اِک وہ تھے جو اپنے ننگ و نام پہ ہوئے نثار

ترے رنج نے چھُری بِناں مجھے کیسا رکھ دیا کاٹ
رآنا، میری خوشیاں لے کر گیا ہے تو کس گھاٹ

Marfat.com

ڪاڪ پُڇندا ڪاپڙي، ويا اڏوڪَنڌ
وڃي رسيا اُن هَنڌ، جت "مون تون" آهي ڪانڪا

ڪاڪ پُڇندا ڪاپڙي، وڏي ڏَويل وِيا
لُڌاٽون لنگهي ڪري، ڪنهن پرئين پنڌ پيا
اُتي تاڪ ٿيا، جِتي "مُون تُون" هَڏنهن ناهه ڪا

لَنگهيا لُڌاٽو، اَڻُون ڪاڪ ڇڏيائون پوءِ تي
تاتي وڃي رسيا، جا تي موملَ نه راٽو
نَڪا مَسجد تَڪيو، اُت نَڪو ٽِڪاٽو
تاتي ٽِيئُن ٽاٽو، جِتي "مُون تُون" ناهِ ڪا

ڪاڪ لُڌاٽو لنگهيا، اَڄ لاهوتِي لال،
اوري هَڏنه اَٽِڪيا، ٽِيا پرئين خيال،
حدون پَڇي هليا، جن کي حَد پَڇائي حال،

Marfat.com

جوگی پوچھتے کاکؔ کا پہنچے ہیں اُس جا
جا پہنچے جہاں، "میں" "تو" میں سے کوئی وہاں نہ تھا

جوگی پوچھتے کاکؔ کا نکلے صبح سویر
پار لنڈانہ کر گئے ذرا بھی کی نہ دیر
وہاں پہ "میں تو" کوئی نہیں تھے، دیکھو تو اندھیر

کاک کو پیچھے چھوڑ کے گذرے شہر لنڈانہ
وہ پہنچے جہاں موکؔ ملی، نہ ان کو ملا ہے رآنا
وہاں نہ کوئی مسجد تھی نہ مندر کوئی ٹھکانہ
"میں تو" وہاں پہ کوئی نہیں تھے، ختم تھا یہ افسانہ

پار لنڈآنہ کر گئے وہ لاہوتی لال
رُکے نہیں وہ پل بھر کو پار کا انہیں خیال
حد سے بے حد میں پہنچے اور بھولے اپنا حال

Marfat.com

تن سُرت نہ کاسَنیال، رحیي ویجھا تیاوصال کي

جوگي آھن جي، گوش گنگا ڏي تن جو
آھن کوڏياکاتَ جا، پُڻ کاپڑي کي
سِرسَنباھِن سي، جنين ناتو ناتسان

جوگيِ جال ٻُجھن، پرکونہ لھان کو کاپڑي،
تن گُٹن پريَن جيون گالھڑيون، تيون سچل ساھ ٻُجھن
لوک نہ پيئَ لُجھن، بِگر نالي ناتجي

جوگي آھن جال، پرلاھوتِي لنگھي ويا
ھي مِڙ مِڙ کن مَٽيَن سين، ھوکڙا متي خيال
سي لانگونتيا لال، پيئَر پاگِ مِلن مُون

جوگن آھ نہ جنگ، ھِن سُلوکي سپَ سان
جيجان ھن جھان ۾، ھِن طُريلا تَنگِ

Marfat.com

تن من بھولے تب ملا ان کو وصل وصال

کچھ جوگی ہیں ان کے دھیان میں ہر دم گنگا جل
کچھ جوگی تلوار سے سر کا سودا کریں سپھل
ناتھ سے ان کا ناطہ ہے جو ٹوٹے نہ کسی پل

کتنے جوگی دیکھے ہیں پر ملا نہ اِک گنوان
جس کی باتیں سچّل کی سانسوں میں بسی ہیں آن
ہر دم ناتھ کا نام ہی ان کے وردِ زبان

کتنے جوگی دیکھے پر لاہوتی پہنچے پار
ان کی من من منکوں پر، اُن تن لنگوٹی دھار
دھن بھاگ ہمارے ہیں جو مل جائیں ایسے یار

جوگی پیار کریں سب سے نہیں ان کی کسی سے جنگ
سر پر چیرا ٹیڑھا ہے ہیں بانکے ان کے ڈھنگ

Marfat.com

ڪنهن جي رتا رنگ ، ماڻڪ مُنهن مَشعلان

پُورب پنڊُ نه آهه ، ڪڏهن ڪاپڙين کي
چت ماڻهن ميڙاکوٽئي، ساجُوني جوڳن جاءِ،
سامِي سِرسَواءِ ، سودو ڪن نه ڪوهيو

جاڏي پُورب پنڊُ ، تاڏي آڏُ نه وڃٽو
هي هِنن جوهنڊُ ، منهنجو هنڊُ هِنگلاج م

پُورب پُڇياٽون ، پَرپيرُ دِکياٽون پَرنان
اوديان پَريان پنڊ ڙا ، سي لَس لنگهياٽون
اِئين اُتياٽون تہ گُر اَسين نہ گڏيا

منهنجوسويل سارئي ساهُ ، وو ، راڻا رُسامَن سان مارئِي
ويٺي ڪڙهان ڪاڪِ تي ، آٽيندوءِ الله
هِن مُٽِي عَجومينڊ را ، تو کي ڪيهو پَرواهُ

Marfat.com

منہ مشعل ہیں ان کو کسی نے رنگا ہے اپنے رنگ

پورب جاتا راستہ ان کو نہیں کٹھن
جوگی وہاں ملیں جس دوارے لوگ سبھن
سودا کریں وہ سیس کا جوگی صاحبِ فن

پورب ڈگر نہ جاؤں میں یہ تو ان کی راہ
میں ہنگلاج کو چلتا ہوں وہ میری خنقاہ

پوچھیں خبریں پورب کی پر پاؤں وہاں سے آگے
سارے گھاٹ ہی گھوم گئے کیا پیچھے کیا آگے
گورو کہیں وہ ملا نہیں ہم چاروں اور ہی بھاگے

ہر سانس میں تیری چاہ رے رآنا مجھ کو لوٹا مارا
تڑپوں کاک ندی کے کنارے لائے تجھے اللہ
میندھرا مجھ بے چاری کی تجھے کون سی ہے پروا

Marfat.com

سندواڻَ تانهنجي . روز نهاريان راهُ
گهڙي اوهان جي ٿي گهُران، پت آوهان جو چاهُ
مِهرمَٽو تو ناهِ کو . جيڪُس منهنجو بخت سياهُ

پئي پيش پرين ءَ کي پاڻ، آڻُ چوندَيس هَلي حالُ هي
تو توڻ آهي مينڊرا ، ڪاڪ ساري قربان
دل کي ديوانو ڪيو، پهڳڻ تنهنجي هاڻ
نامياڻ ڏسج ننگ ڏي، آڻُ تا ٿِيسَ اَجاڻ
آندم هيٺِ عتاب جي، مون کي پنهنجي ءَ جاڻ
"سچو ءَ" سندي ساهه کي، تانگهه ايڏا هِين تاڻ

ازي جيڏيُون منهنجِو جيئڻو، و ٽيو سَجَڻ وڃي
چرخي مُنا تاڻيون ، پينر سيکائي پَچي
دردمندي ءَ جي دل اهائي، مت نه ڪنهجڑي مَچي

Marfat.com

یہ میری تقدیر ہے دیکھوں نت نت تیری راہ
دھیان میں تیرا وصل ہے چاہوں بس اک پل کی چاہ
انت نہیں تیری مہر کا پر میرے ہیں بخت سیاہ

حال کروں گی بیان میں جا کر اپنے پریتم پاس
مندھرا تجھ پر کاک محل کی اک اک شے قربان
دل دیوانہ میرا کر گیا تیری نظر کا بان
تو ہی یہاں لج پال ہے میرا میں تو ہوں انجان
میرا دوش تو اتنا ہے لیا میں نے سب کچھ جان
سچو ہر دم دل میں گونجے تیری یاد کی تان

سکھیو! میرا جی تو لئے جاتا ہے ساجن میرا
توڑ دے اپنا اپنا چرخہ میری ہر سکھی
درد سے گھائل دل نہ مانے بات کسی کی بھی

Marfat.com

طرن تنهنجي يار "سچو" ري، سوزنه پنهنجو سڄي

اڙي الو الو ، دانول آيو راڄ م
ديڙاسورسندوکري، اڄ پينرٽيڙم پلو
جنهن ساعت گذيا سُپرين، ساساعت کنهن نه سلو
ڳالهه نه ڪريو کا بي ، هاريون اوهين هلو
ڏهاڙي ڏسڻ کوڻ ، وارُ نه پوندو ولو
اصل آهي اُنهن سان ، روح منهنجي جو رلو
"سچو" گذيو سڄڻ ، ڪرن لڳو کلو

ماري ويو کالهرات ، سونهن پريو سوتا سامهيڙو
راتو ڏينهان روح کي ، طلب تنهن جي تات
ڪين سُجاتم سرتيون ، تاکهڙي آهي ذات
سوزنه جهلڻ جهڙو ، هاريون ڏي هيهات

یار سچّو کو کھینچ رہی ہے پل پل چاہ تری

سکھیو سہیلیو رانول دیس میں آیا
کرم ہوُا ہے مجھ پر باقی رہا نہ دُکھڑا کو
جس ساعت تجھے ملے گا ساجن اس کا پتہ نہ دو
چلو کہ چل کر اس سے مل لیں کوئی نہ بات کرو
اس دلبر کی دید سے پیارے پیار بھی دُونا ہو
روزِ ازل سے میرا اس کا روح کا رشتہ ہو
آن ملا محبوب سچّل سے، بپھری کو دکھ ہو

مارگیا کل رات سو ہیڑا حسن کا وہ شہکار
میری روح کو تیری طلب ہے کیا دن ہے کیا رات
میں نہ سکھیو جان سکی کس زور کی تھی وہ ذات
سہ نہ سکوں جو دے کے گیا ہے درد کی وہ سوغات

اَنئي پهرتنهن جِي واڻِي ،"سَچوءَ" کي آهي وات

جو هوم ورونهن وارو، جيجان گذيم سوتا جو گيڙو
اڳين ءَ پوئين ءَ ڳالهه جو، خيال سُلهائين سارو
سُودن جي سوغات سان . آيو اوڏنهن وڃارو
پسڙ سان پيدا ٿيو ، سيني منجهه ستارو
صورت تنهن جي سڦري، مَشعل مُنهن موچارو
جُڙي وينو جان ۾ ، برہ اُنهي ءَ جو بارو
آهي "سچوءَ" جو سرتيون، اِهو اکين جو اُجارو

Marfat.com

نام پیجو کے ہونٹوں پر ہے اس کا ہی دن رات

میاری، مل گیا دُلارا جوگی ہنس ہنس بولے
اگلی پچھلی باتیں کیں اور راز بتایا سارا
دکھ کی لے سوغات وہاں سے آیا ہے بنجارہ
اس کو دیکھا تو چمکا ہے سینے میں اک تارہ
صورت حُسنِ مجسّم ہے منہ مشعل سا اجیارا
جڑ گیا میرے دل میں اپنے ہجر کا روشن تارہ
سکھیو! پیجو کی آنکھوں کا جوگی ہے اجیارا

بیت روجھے

Marfat.com

روجھُون رڙُ يادِ ڪيرن، اُپيرون رتُ رڙَن
هرڪنهن ويلَ هُڙن، اِهڙن اوراتَن ۾

روجھُون رڙُ قِنتو ڪري، لاهِ لهِي آيون
تَين تار نہ ترايون، جو مُنڊ نہ اُنَن مِينهڙا

هنيڙَو ڇڏي هُت، ٽيون روانيون روجھون
ڏکيا اَوسَر ڏينهڙا، ٽيون گذارن هِت
اَڻيئي پَهر چِت، وطن تن نہ وِسري

ماڙَ مينهن پِيان، روجھان موڙِي آيُون

روجھوں نے صحرا کی یاد میں خون کے اشک بہائے
ہر پل ان کو اپنے ریگستان کی یاد ستائے

روجھیں میدانوں کی خاطر چھوڑ پہاڑ گئیں
تال بھرے نہیں پانی سے اور برکھا ہوئی نہیں

من کو چھوڑ یہاں پر آخر روجھیں ہوئیں روانہ
دکھ کے دن تھے ان کے، پل پل ان کو تھا غم کھانا
آٹھ پہر مشکل تھا چت سے اپنا دیس بھلانا

وادی وادی بارش برسی اور روجھیں لوٹ آئیں

Marfat.com

اوسر سندا ڈينهڙ ، وسري سپ ويان
ٽاٽا تر ٽيان ، ڦٽيون ڦوڙيون گڏيون

جڏهن ٽيا اَبر ، تڏهن روبهُن ڳات مٽي ڪيا
مولي ويڙيون ميڙيون ، جن ڏي گذاريا اوسر
پهاڙي ۽ جي پاندم ، گڏجي ڪن گذر
ٽيون سيئي سر ، لنگهين ڏکيا ڏينهڙا

آسرو ندا آهين ، دوجهون راڻيون رڻ م
اُيون پيون اُپ ڏي ، ٽيو وائڙيون واجهائين
رڙيون ڪيو رڻ م ، ٽيون بُوندون برسائين
تنهن ڪُنڊ ٽيون ڪاهين ، جنهن ڪُنڊ وسن مينهڙا

روجهُن زارو زار ، اُيي رنو رڻ م
رڙيون سُڻي رُليُن جون ، سعيو ڪيو ستار

Marfat.com

دکھ کے سارے دن بیتے وہ تھر کو لوٹ گئیں
کیسے خوش ہو کر سکھیاں سکھیوں سے آن ملیں

روجھوں نے آکاش کو دیکھا جب بادل تھا چھایا
دکھ کے دن بیتے، مولیٰ نے بچھڑوں سنگ ملایا
کوہ کے دامن میں خوش رہنے کا موسم ہے آیا
تال بھرے پانی سے، دکھ کے دنوں کا ہوا صفایا

روجھیں ریگستانوں میں ہیں من میں آس لگائے
پل پل نیلا انبر دیکھیں آس نراس کے سائے
چیخ رہی ہیں، ان کی آنکھوں سے جل بہتا جائے
جس جانب مینہ برس رہا ہے پاؤں ادھر کو جائے

ریگستان میں روجھیں روئیں، روئیں زار قطار
آہ وزاری من کے سایہ کرتا ہے ستّار

Marfat.com

ساري ساز سُرود سان ، سارنگ لڏين سار
روجهن ساڻ رهاڻ لئه ، ڪِنويئن ڪئي ڪيڪار
ٿهي هليون ٽيلن تي ، سُٽي گوڙ گجڪار
وسي وس وڏي ڪئي ، وسڻ جي وسڪار
تانگهيون تارئون تار ٽيون ، ترايون تلهار
سَچي لڏڻي سار ، سِگهي تن سڪ وارئين

"منداڻتا موٽيا" روئي چون روجهون
"ڪمينيون کوجهيون ، قادر تنهنجيون آهيون!

Marfat.com

سارنگ نے بھی ساز سنبھالے سن کے ان کی پکار
روجھوں نے بھی ہنس ہنس دیکھی بجلی کی چمکار
چڑھ کر ٹیلوں پر سُنتی ہیں بادل کی گجکار
بڑی بڑی بوندیں ہیں برسنے کو اب تو تیار
تال تلیاں بھر گئیں پل میں بارش موسلا دھار
سچو روجھیں پیاسی تھیں انہیں مار گیا ہے پیار

موسموں پر لوٹ آنے والی روجھیں کہیں یہ رو
ہم ہیں کمینی، ہم بدصورت، رہی ہیں تیری ہو

Marfat.com

Marfat.com

Marfat.com

بیت سارنگ

مِهرَسنَدا مينهن ، شاه وسائين شَل!
جُهريَل منهنجي جهُو پڙي، بنا جهَلي جهَل،
ڪاهِل تي ڪَهَل ، ڪندين شال ڪريم تون

سارنگ رنگ ڪيا ، پويا ڏي ءَ پٽن تي
بَڪرَ بابَاٽن جا ، پَلَرَ پي ديا
ڏيهان ڏرت ويا ، مولي سندي ءَ مِهرسان

اَج پڻ پُوربَ پار ڏي، ڪَڪَرَ ڪَڪورِيا
سارنگ سُرَ سُرائتا، سا جهُري سوريا

شاہا بادل مہر کے تُو مجھ پہ سدا برسا
مانگے تیرا آسرا میرا ٹوٹا پھوٹا جھونپڑا
مجھ کابل پر رحم کر تُو اے کریم خدا

میدانوں میں پچھلی رات کو سارنگ نے چھیڑ دکھلائی
بکریاں میرے بابا کی خوش ہوئی ہیں پانی پی
قحط کٹا اور مہر مولیٰ کی دیس پہ ہے برسی

پورب میں نکھرے نکھرے ابھرے ہیں بادل
سارنگ نے سُر چھیڑے ہیں میٹھے سُر پل پل

سُرمنڈل ۽ سارنگیون ، چنگ چگاڻ چوريا
آپ اُتي اوريا ، طبَل تارون تيج سان

وسِي پيو وڏ قڙو ، پنيون پِٽ پريون
پَتاريون پِتُن تان ، وتاٽين وريون
کيرن جون کريون ، چاڏيين ڏٺئون چاهمان

واڻِ وسائيج ، دردمندي ۽ جو ديس
پرين مون پردیس ، اُٺي ايندم اُوڏڙا

والي وري تون ، وطن تي وس کرين
مينهن وسندي مون ، سڄڻ ساريم سُپرين

سارنگ سعيءِ م آٽي ، "سچل" سسِي چئڻ
متان ايندءِ اوچتو ، هاڻ نہ مُڙندءِ هڏِ
اَجهاپي کاڏ ، وسَڻ کان اڳي وڃي

Marfat.com

چنگ بجیں سارنگیاں ساتھ ہیں سُر منڈل
طبل بجیں آکاش میں گونج رہا ہے جل

ٹیلے بھیگے ریت کے برکھا برسی آن
بھنیسیں ٹیلوں سے پلٹیں آئی ہیں استھان
بھر بھر مٹکے دودھ کے دیتی ہیں وہ دان

درد مندی کے دیس پر مولیٰ بارش بھیج
پریتم ہے پردیس میں آئے اپنی سیج

میرے وطن پر والیا تو بارش برسا
مینہ برسا تو ساجن کو میں نے یاد کیا

سچّل سارنگ آگیا تو بھی سُستی چھوڑ
اک دم برکھا برسے گی آجائے گا موڑ
مہلت مِلے گی پھر کہاں ابھی سے چھپر جوڑ

Marfat.com

سارنگ ساري رات ، رٽن متي ريج ڪيا
پُکن پرڙاسوئيا ، پرڦٽي ۽ پرپات
پَٽَن تي بدراتيا ، ڪُل ڦُل پاتون پات
دائِي سپڪنهن وات "سچل" سارنگ ساڻ جي

سارنگ صبح آئيو . گوڙيون ڪري گاج
هاري هلياهاج . ڪُڙمين هر ڪُلهي ڪيا

اکين آب وهائيو ، سرتيون ساري رات
وهاڻن وڏ ڦڙو . پرچن ناپرپات
پيئر ڪان برسات ، اکين اوتڻ سکيو

هڪ وسڻ ٻيو وڃڻ . تيون لهي پيو سي ۽
جهوري وڏئين جهو پيون ، ڇَن وڏائين ڇي ۽
رنُن جو رٽن م . واه وسيلو ٿي ۽

Marfat.com

ریگستان پہ برسا ہے سارنگ ساری رات
اُڑے پکھیرو جھوم کے ہوئی ہے جب پربھات
رنگ برنگے پھول کھلے ہیں ہر ڈالی ہر پات
سچل سب کے ہونٹوں پر ہے بس سارنگ کی بات

سارنگ صبح سویرے لایا گونج گرج ہلچل
نکلے ہاری کام کو رکھ کاندھوں پر ہل

آنکھوں نے پانی برسایا سکھیو ساری رات
موٹی بوندیں برس پڑیں جب آئی ہے پربھات
آنکھوں کو سکھلا گئی ہر دم رونا رُت برسات

اک برسے اک کڑکے بادل تیجی سردی آئی
جُھگی ہر غریب کی دیکھو ڈر ڈر کے تھرائی
بیواؤں کی جان پہ یہ کیا ہے مصیبت آئی

Marfat.com

حال جنين جوهي ءُ ، تَن پروردگ پناه م

اَول آنڊي آئِي ، پويان جُهڙ جهَجهو
نڪو اولو آسرو ، نڪو اوٺ اَجهو
ڏهيڻين ڏجهو ، تن پروردگ پناه م

سچل سائِي سنڊ جي ، ورِي ورتائون وات
جُهڙ ڦڙ جهُلي آئِي ، جهنڊِ ڏيئِي جهات
وسِي پياوڏ ڦڙا ، گهيڙ پُسائِي گهات
لاٿي اُڄ اُسات ، سارن سنگهارن جِي

Marfat.com

لے لے انہیں پناہ میں رکھ ان پہ ہاتھ خدائی

پہلے آندھی اس پر آیا بارش کا طوفان
آسرا ان کا کوئی نہیں ہے نہ چھپر نہ مکان
یہ بد قسمت ان کو دینا اپنی پناہ امان

چلے ہیں بادل سندھ کو جو ہے شاد آباد
سچل بارش تیز ہوئی برکھا ہوئی زیاد
بارش موسلا دھار تھی گھاٹ ہوئے دلشاد
میرے میکے والوں نے پیاس کی دی ہے داد

Marfat.com

سندھی میں رانجھا کو رانجھو یا رانجھن کہا جاتا ہے۔ رانجھا تخت ہزارہ (ضلع سرگودھا) کے زمیندار کا بیٹا، باپ کے مرنے کے بعد بھائیوں کے سلوک سے تنگ آگیا۔ بھابیوں نے طنزاً کہا کہ کیا وہ ہیر سیال بیاہ کر لائے گا۔ ہیر جھنگ کے سیالوں کے سردار چوچک کی بیٹی تھی اور اس کے حسن کا بڑا شہرہ تھا۔ رانجھا تخت ہزارہ چھوڑ کر جھنگ مگھیانہ کو چلا۔ دریائے چناب کو عبور کیا اور ہیر کے باپ کے پاس مویشیوں کے گلے کا نگہبان مقرر ہوا، پھر عشق کی آگ نے دونوں ہیر اور رانجھے کو گھیرے میں لے لیا۔ تپش دور تک پہنچی، ہیر کے معذور، مفت خور اور بزعم خود اخلاق کے علمبردار چچا کیدو نے حکائت عام کر دی، بھائی سے ہیر کو بیاہنے کے لئے کہا۔ رانجھے کو نکالا گیا تو ہیر کے باپ کے مویشیوں کا گلہ بھی بگڑ گیا۔ مجبوراً اسے واپس بلایا گیا۔ دوسری طرف ہیر کی منگنی رنگپور کھیڑا (ضلع مظفر گڑھ) کے سیدا کھیڑا سے کر دی اور پھر ہیر کو اس کی مرضی کے سراسر خلاف زبردستی سیدا سے بیاہ دیا گیا۔ رانجھا ٹلہ بالناتھ (ضلع جہلم) پہ جا کر جوگی ہوا۔ جوگی کے روپ میں رنگ پور پہنچا۔ ہیر کی نند سہتی کے ذریعے ہیر تک رسائی حاصل کی اور آخر رنگ پور سے نکل پڑے۔ مگر کھیڑوں نے تعاقب کیا، پکڑے گئے راجہ کے دربار میں پیش کئے گئے۔ راجہ نے دونوں کو جدا کرنا چاہا۔ ہیر کھیڑوں کے سپرد کرنے کا فیصلہ دیا مگر اس ناانصافی پر اس کے شہر میں آگ لگ گئی، راجہ نے یہ دیکھ کر فیصلہ بدلا اور ہیر رانجھے کے حوالے کر دی، سیال ہیر رانجھا دونوں کو جھنگ لے آئے۔ رانجھے سے کہا کہ وہ تخت ہزارے جا کر باقاعدہ دولہا بنے، بارات لائے ہیر اس کے ساتھ بیاہ دی جائے گی۔ رانجھا فریب میں آگیا، سیالوں نے ہیر کو زہر دے کر مارا اور شہر کے باہر دفن کر دیا۔ رانجھے کو علم ہوا تو وہ محبوب کی قبر پر پہنچا۔ قبر شق ہوئی اور رانجھا بھی اس میں سما گیا، دونوں کا مزار آج بھی جھنگ کے قبرستان میں اپنی منفرد طرز تعمیر کے باعث قابلِ دید ہے۔

Marfat.com

ہیر رانجھو

Marfat.com

حاکم تخت هزار جو، قسمت کیو کنگال
مسکيني ءَ جو مرد کي ، خطرو نکو خيال
محبت مستانو کري ، ههڙو کيڙس حال
پُڇي جهنگ سيال ، خُب نه تخت هزار جي

شاهي هُيم شان ، دلبر پنهنجي ديس ۾
اُتان آيس اوچتو ، ڪٽي سورن جو سامان
چا منجهاڙون چا ٿي آيس ، اهو ٿيم ارمان
حيرت ۾ حيران . مون کي هير هِتي ڪيو

Marfat.com

حاکم تخت ہزارے کا قسمت نے کیا کنگال
خود مسکینی راہ چلا نہ دل میں کیا خیال
مستانہ دیوانہ عشق کا پہنچا کون سے حال
تخت ہزارہ یاد نہیں اور پوچھے جھنگ سیال

اپنے دیس میں دلبر میری مثل شاہوں سی شان
اک دم چھوڑ یہاں پر آیا درد کا لے سامان
میں کیا تھا اور اب کیا ہوں یہ جاننے کا ارمان
ہیر کو آن یہاں دیکھا تو رہ گیا میں حیران

Marfat.com

رانجھو هُيس راءُ، مالڪ پنهنجي ملڪ جو
اديون عشق انڊو ڪيو، پيئرُم ڪين سَمائُ
گهورن ڪيم گهائُ هتي آڇي هِير جي

ڳئون چارينس ڳرن جون، ڪاڻ ڪنين جي ڪاڻ
اِهاروح رهاڻ، مَنَ پي ميلي محب سان

نورنگ نه ورو، ڪيڙو وجهان ڪوه
رانجهو منهنجي روح، سدا وسي ٿو سرتيون

هَرهَر ڏينو هِير جي، رانجهو ڏسي راهَ
ڏينو وپائي ونجهُلِي، چاهون تي چناه
سانڊيو وتي ساهَ، "سچل" سورسچَ جا

آلستي آواز ڪو، منهنجي ڪَن پيو
هِردي اندر هير جي، آهي ڪو نه ٻيو

Marfat.com

اپنے دیس کا میں مالک تھا میں رانجھو نتھا راؤ
عشق میں ایسا اندھا ہو گیا یاد رہا نہ بھاؤ
ہیر کے نیناں دے گئے مجھ کو گہرے گہرے گھاؤ

ساری گوٹھ کی گائیں چراؤں لیکن کس کے کارن
شائد مل جائے اس صورت مجھ کو میرا ساجن

کھیڑے جھونکوں بھاڑ میں ان سے دل ہے تنگ
سکھیو رانجھو من میں بسے، میرا اس کا جیون سنگ

رانجھو دیکھ رہا ہے رستہ ہیر کا ہر اک پل
دنجلی کے سُر دیکھو کیسی چاہ میں جائیں ڈھل
کیا کیا دُکھ سینے میں چھپائے بیٹھا ہے وہ سچل

کیا آواز اُلستی تھی جو میرے کان پڑی
ہیر کے پردے پیچھے ہستی کوئی اور نہ تھی

Marfat.com

مُرليءَ مست ڪيو، جوڳيڙن جي جيڏيون

ڪاريهر قتيل ، گوديين ڏاڳو ڏئي،
مَنڊيو وتي منڊن سان ، نانگ نسورا نيل
رانجهن جي رسيل ، مُرليءَ مستاناڪيا

مُرليءَ تي تنهن مَردَ جي، ڪنيا ڪاريهرن ڪَرَ
برچڏي باهر تيا ، نِيلا نِڪري نَر
زهري منجهه زهر، جوڳيڙي جهني وتا

جن کي اديون اوچتي ، ڪانيو ڪاريهَر
تن جي خاص خبر ، جاڃيو جوڳيڙن کان

ڪُنديل ڪَنَن ۾ وجهي، خان چڏي خاني
جوڳيسَرُ جاني ، راوي ءَ طرف رَوي هليو

چڏي چاهه چنابَ جو ، راويءَ ڏانهن روينو

Marfat.com

مست ہوئی میں جوگیوں کی جب مُرلی باج اٹھی

گودڑی والوں نے کیلے ہیں کیسے کیسے ناگ
ناگوں کو مسحور کریں ہیں جوگیوں کے ہی بھاگ
مست کریں رانجھن کی مُرلی سے نکلیں جو راگ

کیسا مرد قلندر تھا جب مُرلی آن بجائی
زہری ناگ بلوں سے نکلے پھن کی چھب دکھلائی
پل میں رام کیا جوگی نے ایسی کلا دکھائی

سکھیو جن کو ڈس کے گیا ہے زہری کالا ناگ
حال ان کا جوگی سے پوچھو جلی ہیں کون سی آگ

کان میں مندرے ڈال کے چھوڑی اپنی خانی
راوی رُخ سدھار گیا میرا جوگی جانی

چھوڑ کے چاہ چناب کی راوی اور گیا

Marfat.com

مُرليون سُرليون، ونجهليون وجائيند و ويو
تانِيکو تيو ، سونانگو نورنگ پُرم

جوگِي آيو جوءِ م ، مرکٹو مَٹدار
مُرليءَ مستانا کيا ، جنهن جي لَک هزار
کاريهر کرَدار ، نِيلا ناٽ نوائيا

جو جوگِي زلفن وارو، سو سامِي مون تاکين سُجاتو
گل کئي کفني دست پبوڙا، مشعل مُنهن مُوچارو
انگ پيوت بنائي آيو، بيکه پئي وڻجارو
پئي لباس کوراڻجهو اِيندو، پڌي تخت هزارو
سبب اِنهي ءَ کَون کين سُجاتم، ماريو مُئي ءَ لڙ وارو
"سچو" سُجاتو تہ راڻجهو آهي، جڏهن جمال سَلمائين سارو

Marfat.com

میٹھے سروں میں بنسری کی تان اڑاتا تھا
آخر اس نے منزل کر لی رنگ پور میں جا

کیا گنوان تھا جوگی ہنستا میرے دیس میں آیا
اس کی مُرلی نے لاکھوں کو مست الست بنایا
نیلا زہر تھا کالے ناگ کا ناتھ نے اسے جھکایا

زلفوں کا چھتنارہ جوگی سوامی نہ پہچان سکی
گلے میں کفنی ہاتھ پہوڑا مشعل سامنہ سارا
انگ بھبھوت رما کر مانگے بھیک یہاں بنجارہ
اور لباس میں رانجھو آیا چھوڑ کے تخت ہزارہ
جان سکی نہ اُس کو اُس نے مجھ برہن کو مارا
سچو جانا رانجھو نے جب حسن دکھایا سارا

Marfat.com

جوگ

پورب پَنڌ نہ وڃڻا ، گِرناري گمنام
ديچاري ٿي ڏات تي ، ڪَرن ڪين وسرام
سيني ۾ سنگرام ، سَچا سنياسن جي

ورلو ويراگي ، گيانِي ڏنم گوڏيو
پُليا ڏنم پير ۾ ، پوگِي ۽ ياگِي
طالبُ تياگِي ، لکن ۾ ڪوهيڪڙو

جوگين جنائُون ، جوڙي جوڙيون جان تي
چمتا پڌي چيلهه سان ، تُنيون تَٽياڻون

Marfat.com

راہ چلتے تو نہیں ہے دیکھا رہیں سدا گمنام
عاجز بن کر راہ میں کریں نہیں بسرام
سچے سنیاسی کے من میں ہر دم ہے سنگرام

گودڑیوں میں گیانی دیکھا کوئی کوئی بیراگی
لاکھوں اس چکر میں گم قسمت نہ جن کی جاگی
بھوگی بھاگی لاکھوں ہیں اور ان میں ایک تیاگی

جوگی جکڑ لیں اپنی جٹاؤں میں اپنی ہی جان
چمٹے باندھ سریر پہ پھونکیں سنکھ ہر آن

Marfat.com

جنجيرن سان جهان تي ، ڪِشتا ڪڙ يائڻ
گـروڙي گائون ، پـوءِ پنڌ پُڄي ويـا

جوگي ياتون پات ، پـرمنهنجو آڏوتن سـان
سَفر ويا ساجهري رهـيا رڳـي رات
طلب تنين جي تات ، راتيان ڏينهان روح کي

ڪاپڙي ڪن ڦاڙ . آيل آج سنگهي ويـا
مست ڪري ويا مَن کي ، مُرليءَ سان مٽيار
تن جوگيڙن جي جاڙ ، مون کان مُئي نه وسري

لاتـي لاهـوتين ، ڏرم جي ڏوئـي
پنبهِ جي پوٽـي ، ساڙي سنياسِي هليا

Marfat.com

زنجیروں سے کاسے باندھے ان کو سجاوٹ جان
پورب راہ کا پوچھتے جوگی گئے گذر ان

میرا عشق تو اور ہے ہیں جوگی بھانتوں بھانت
وہ جو صبح سفر کو نکلے رُکے تھے بس اک رات
میری روح کو ان کی طلب ہے ان سے ہے سنگ ساتھ

کان پھٹے تھے جوگی گذرے باندھ کے آج قطار
ایسی بجائی مُرلی کر گئے مست ہمیں منیار
ان کی بات نہ بھول سکوں گی جیون کے اس پار

لاہوتی نے دین دھرم کی آج رمائی دھونی
سنیاسی نے آگ میں ڈالا کیا پنسبہ کیا پُونی

سياڻي ساري سَنيها ، چئج پُنهون ءَ کي، ٻيرا گي آهيان ٻو

حالُ ڏسيو تو جو ويڻين، سارو عرض ڪَرين ٻو

دلاسو ڪو دوست ڏنهن ، وٺي جلد وريـــن ٻو

ڪاوڪَ نه ڪيچ کي، پَيَر تانه ڇڏين ٻو

پانهي ڄاڻي پانهنجي ، گولن ساڻُ گذيـن ٻو

تو سان عمر گُذاريان ، جان ڪِي هِت هُٿان ٻو

ڳالهين تُنهنجن ڳاري آهيان، جان تي رت روڙان ٻو

ڏورينديِ مون ڏونگرين ، گهٽا ڏينهن ٿيـــا ٻو

بدا هوندا هوتَ تو، جي "سچوءَ" سَڏ ڪيا، ٻو

Marfat.com

قاصد سب سندیس پنوں کو دینا میں بیراگن ہوں
جا کہنا اس سے جو دیکھا تو نے میرا حالِ زبوں
یار سے حرفِ تسلی لانا، تجھ کو کتنی بار کہوں
مجھ کو چھوڑ کے کیچ نہ جانا میں شرمندہ تو نہ رہوں
باندی بن کر تیری باندیوں میں میں بھی رہنا چاہوں
جب تک جان میں جان رہے سنگ تیرے عمر بتاؤں
میں ہوں تیرے سخن کی ماری نسدن روؤں خوں
کتنے دنوں سے دشت و جبل میں میں تجھ کو ڈھونڈوں
ہوت صدائیں سچو کی سنیں تم بھی ہوں گی، کیوں ؟

Marfat.com

Marfat.com

پنجابی

دوہے

چشماں شور شراب مثالی، غمزے رنگ گلابی
نظر گھتیں جہیں طرف اُتے تہیں طرف تھیوے بیتابی
مشتاقاں دے دلیاں ڈہوں کردیاں شہید شتابی
سٹن، جھٹن تے پٹکاون، سچل عین عذابی

اکھیاں باز عقاب سوہنے دیاں کرن پَروں پرواز وڈے
اگوں اوہناں مشتاقاں دے ہوندے سو نیاز وڈے
بانہاں بَدھ، گھت گل وچ گاری کردے کھڑا ایلاز وڈے
تاں بھی سچل معشوقاں دے ہوسن غمزے ناز وڈے

حسن دے جوہر کارے چڑھدے بانکے نین سپاہی
شہر دلیں دالٹ کرنیون ڈیندا عشق گواہی
عشاقاں دے سر چڑھ آوے فوج حسن دی شاہی
سچل نمانے داتوں جگ وچ پردہ رکھیں الٰہی

Marfat.com

آنکھیں شور شراب مثالی، غمزے رنگ گلابی
جس جانب تم آنکھ اُٹھاؤ سب کو ہو بیتابی
دیر لگے نہ کریں شہید دلوں کو وہ توشتابی
پھینکیں، جھٹکیں، پٹکیں سچّل ساری طرز عذابی

آنکھیں باز عقاب کہ جن کی حد سے پرے پرواز
چاہنے والوں کی خاطر ہیں سو سو ناز نیاز
گلے میں پلّو ڈال کر دوں میں اس سے عرض نیاز
سچّل سننے کو تو سُن لے مگر وہ اس کے ناز

حُسن کے بن ہر کالے چڑھ گئے بانکے نین سپاہی
لوٹ کے لے گئے دل کا نگر دیتا ہے عشق گواہی
چڑھ دوڑا ہے مشتاقوں پر حسن کا لشکر شاہی
سچّل نمانے کا تو جگ میں پردہ رکھ الٰہی

Marfat.com

شہر حسن دے وچوں چڑھدے ڈونہیں نین نواباں
کاہ پون تریندیاں نسّی شوکیاں پھرن شتاباں
قہر کمیندیاں عشاقاں نوں ڈیون لکھ عذاباں
ویکھ سچّل حیران رہیا اُتھ مونہہ والیاں مہتاباں

کشتی ڈٹھم ونج بحر دے تہیں ونج میر ملاحاں
جھٹیاں مارن مچھیاں کوں، نہیں کوئی غرض انہاں ہاں
کم اوہناں دا ایہو جیہا مار گھتن بادشاہاں
ہند، سندھ تے آنن فلک نہ سچّل، مارن ملک سپاہاں

ڈِٹھا میں رخسار سوہنے دا خوش خورشیدی خوبی
اکھیاں قاتل تھیون قہاری مشعل مونہہ محبوبی
عشاقاں کوں کرے اسیری، عشق والی اسلوبی
نا مخلوق ایکھیجے سچّل سارا رنگ ربوبی

Marfat.com

حسن کے شہر سے اُٹھے دونوں دونوں نین نواب
خون کے پیاسے، خاک اڑاتے پھنکاریں وہ شتاب
اہلِ وفا پر قہر بنے ہیں نازل کریں عذاب
دیکھ سچل حیران رہا اس کا مکھڑا مہتاب

کشتی دیکھی بیچ سمندر جس میں میرا ملاح
جھپٹیں مچھلی مچھلی پر وہ ظالم بے پرواہ
رنگ ڈھنگ ان کے مار گرائیں ایک نہیں کئی شاہ
ہند سندھ کیا ہیں سچل فلک پر چڑھ دوڑی ہے سپاہ

کیا رخسار کا جلوہ تھا وہ خوش خورشیدی خوبی
آنکھیں قاتل قہر کمائیں، مشعل رو محبوبی
قید کرے عشاق کو تیرے عشق کی خوش اسلوبی
وہ مخلوق نہیں ہے سچل اس کے رنگ ہے لوبی

وِچ تلا پانی دے بیٹھے ڈوں شہزادے شوری
کر دے عالم اُتے حکومت، حکم زور آور زوری
دست کمان اوہناں دے ہیئی مارن تیر لاہوری
سچّل صف بصف مشتاقاں جان، جُثا سر گھوری

سوہنے دے مشتاقاں کوں ایہہ لُوہ گھتن لٹکادے
سوئی جانن جھلے جنھاں نے چشماں دے چٹکارے
عشاقاں دے وت بازاں وانگن جھڑپ ڈیون جھٹکارے
ایہناں سرّاں نوں سچّل جانے، کون ڈیون اٹکارے

بانکے نین سجن دے غالب مار ویندے مشتاقاں
دلیاں لٹ لیون ہک واری کر دے کم فراقاں
بانہاں بدھ کھڑوتے اگوں صفاں صف عشاقاں
عشق والیاں دیاں ہر دم سچّل دنج چمیجن خاکاں

Marfat.com

ایک تال میں بیٹھے دیکھے دو شہزادے شوری
جگ پر حکم چلائیں دیکھو زور آور کی زوری
تیر کمان ہاتھوں میں ان کے ماریں تیر لاہوری
سچّل عاشق حاضر کر دیں، روح، بدن، سر فوری

جُھلس کے رکھ دیں سوہنے کے، مشتاقوں کو، لٹکارے
بس وہی جانیں جنھوں نے جھیلے آنکھوں کے چٹکارے
جھپٹیں چاہنے والوں پر، دیں باز صفت جھٹکارے
سچّل اس کے دستِ جفا کو کون بھلا اٹکارے

بانکے نین سجن کے غالب، ماریں جو عشاق
لوٹ کے لے گئے شہر دلوں کے وہ ظالم قزاق
باندھ صفیں، سو پاس ادب سے، حاضر ہیں مشتاق
سچّل عشق کے مارے چومیں اس کے پیر کی خاک

Marfat.com

چمکن، جھلکن، جھمکن رُخ تے واہ موتی دے دانے
ساگی صورت حق دی ویکھو جے کوئی آن سنجانے
جھلکن جوڑ، جبیں تے جادو یار سوہنے کوں بھانے
سچّل قدر اوہناں دا جاناں یا دت آپ ادہ جانے

سوہنیاں دے مونہہ سوہنیاں جُڑدیاں کجا کج محرابیاں
مسجد ہے یا کعبہ قبلہ ڈیون عشق عذابیاں
ڈنگیاں دنگیاں واہ واہ دیکھو مصحف دیاں اعرابیاں
یاوت حسن دے شہر تے کردا سچّل نینہہ نوابیاں

سُرخ لباں ہَن لعل امانی یا یاقوت یمانی
موتی مونہہ اگوں شرمندے ہیرے تھئے حیرانی
جھلک جھلک رخسار سوہنے دا پرتو نور نشانی
سچّل ویکھ تجلاّ تہیں دا ہوئی دل دیوانی

Marfat.com

چمکیں، جھلکیں، جھمکیں اس کے رُخ پر موتی دانے
ساری صورت حق کی دیکھے گر کوئی پہچانے
یار سوہنے کی پیشانی پر جادو عجب لگانے
اِس کی قدر تو سچّل جانے یا پھر آپ وہ جانے

اس کے رُخ پر کتنی حسیں ہیں کج کج یہ محراب
مسجد ہو یا قبلہ کعبہ، عشق پہ سدا عذاب
ٹیڑھے میڑھے کیسے حسیں ہیں مصحف کے اعراب
جیسے حسن کے شہر کے سچّل، ہو گئے نین نواب

سُرخ ہیں لب کہ لعل رمانی یا یاقوت یمانی
موتی دیکھ اسے شرمائیں ہیرے ہیں حیرانی
جھلک جھلک رخسار ہے اس کا پرتو نور نشانی
سچّل دیکھ تجلّی اس کی ہو گئی میں دیوانی

Marfat.com

سوہنے یار دیاں سوہنیاں اکھیاں شاہیناں تے شاہبازاں
ماس یتیماں اتوں آکر کرن پرو دل پرواز اں
چھوڑ تمنا سر دی کھڑ دے عاشق عشقے بازاں
معشوقاں نوں رحم نہ پوندا رہندے بے نیازاں
درد ڈامڈے کنوں کر دے عاشق آہاں نال آوازاں
ہر جا قدر اوہناں دا سچل نہیں توڑے شہر درازاں

سوہنے کی سوہنی آنکھیں ہیں شاہین ہیں وہ شہباز ہیں وہ
بے آس یتیموں کے سر پر ہر دم محو پرواز ہیں وہ
سر دینے کی خواہش لے کر کیا عاشق عشق نواز ہیں وہ
کوئی رحم نہیں ان کے دل میں کتنے محروم نیاز ہیں وہ
عاشق ہیں ہمہ تن درد ہوئے ہاں درد کی اِک آواز ہیں وہ
عزت ہے سچل ہر جا ان کی، محدود نہ شہرِ دراز ہیں وہ

Marfat.com

کافی

Marfat.com

بغیر عشق دے ڈوجھا کوئی خیال نہیں
نہیں جو عشق تاں اے دوست تیڈا حال نہیں
سجن دے در تے شب و روز دھواں پا رہندے
نہ ایڈے اوڈے تھیون عاشق ایک جا رہندے
انہاں دے عشق دا تیکوں کوئی خیال نہیں
انہاں دا حال وچھوڑے صفا ونجا چھوڑیا
انہاں نے باربرہ دا ہے سر تے چا چھوڑیا
بغیر درد، محبت دا کوئی مال نہیں
اوہ ہائے ہائے کرے راہ تے وتا روے
زمانے دتے نہ جیون جیہا سکھ نہیں سوے
اوہیں غریب کوں حاصل کڈاں وصال نہیں
سجن دے دستوں جو عاشق غریب قتل تھیا

Marfat.com

بغیر عشق کوئی دوسرا کمال نہیں
نہیں جو عشق تو اے دوست تیرا حال نہیں
دھواں سجن کی گلی میں رما کے رہتے ہیں
بس اک مقام پہ دل کو لگا کے رہتے ہیں
انہیں کے عشق کا لیکن تمہیں خیال نہیں

اُجڑ گئے ہیں وہ دردِ فراق میں تیرے
اُنہوں نے سر پہ اُٹھائے ہیں درد کے ڈیرے
بغیر درد، محبت کا کوئی مال نہیں

ترے خیال کی راہوں میں وہ بہت روئے
ترے فراق میں وہ اپک پل نہیں سوئے
کہ ان غریبوں کو حاصل کہیں وصال نہیں
تمہارے ہاتھوں ہوا قتل جو بھی اہلِ وفا

Marfat.com

ادھو ای مرد بنیا عشق والے مقصد دا
قسم سجن دی اوہیں تے کوئی وبال نہیں

سجن کوں جیں بھی ڈٹھا تھی گیا اوہ دیوانہ
رہیا نہ ہوش اوہیں کوں تھیا اوہ مستانہ

سجن دے حسن دا ڈوھا کوئی مثال نہیں

کرم کر کے سجن گھر اساڈے آ ، سائیں
سجل غریب کنوں چیت کڈاں نہ چا ، سائیں

اوہیں جدائی جیہا کوئی بیا زوال نہیں

Marfat.com

وہی تو مرد بنا منزلِ محبت کا
قسم تمہاری کہ اس پر کوئی وبال نہیں

اُسے تو جس نے بھی دیکھا ہوا ہے دیوانہ
رہے نہ ہوش و خرد ہو گیا وہ مستانہ
کہ تیرے حسن کی جگ میں کوئی مثال نہیں

کبھی تو مہر کر اور میرے گھر میں آ سائیں
سچل غریب کو دل سے نہ تو بھلا سائیں
اسے جدائی سے بڑھ کر کوئی زوال نہیں

Marfat.com

جہیں دل پیتا عشق دا جام سا دل مست و مست مدام
دین مذاہب رہندے کتھے، کفر کتھاں اِسلام
پنجتن پاک حمایت میڈی حسنؓ حسینؓ امام
بخش کریندا عشاقاں تے جنت جا مقام
سر ڈیون کیتے عشاقاں نوں عشق بدھائے احرام
راتیں ڈینہاں مشتاقاں نوں مستی موج مدام
عشاقاں دا اصل کنوں ہے سولی سر انجام
سُولی تے منصورؒ چڑھایا، 'انا الحق' کلام
چاون بار ملامت سِر تے برہ سارا بدنام
چھوڑیا تہیں کُل علم عقل نے جہیں دا عشق امام
جا صفت دی مُول نہ وڑدا کلی چھوڑ کمام
درسائیاں دے سویں سپاہی، سچل بھی ہک غلام

Marfat.com

جس نے پی لیا عشق کا جام وہ دل مست و مست مدام
مذہب دین کہاں رہتے ہیں، رہیں نہ کفر اسلام
میرے حامی پنجتن پاک اور حسنؓ حسینؓ امام
کرم کرے عشاق پہ ان کو دے جنت میں مقام
سر دینے کو عشق نے باندھے عاشقوں کو احرام
شام و سحر مشتاقوں کو ہے مستی موج مدام
مشتاقوں کے بخت میں ہے بس سُولی کا انجام
سُولی پر منصور تھا اس کا اناالحق کلام
ہجر سبب تھا، اس کے سر پر جو آیا الزام
عقل اور علم کو اس نے چھوڑا جس کا عشق امام
دنیا داری سب چھوٹے بس رہ جائے اک کام
کھڑا ہے مالک کے در پر سچل بھی ایک غلام

Marfat.com

رو رہی آں یار، ہُن ہے مناسب آون تیڈا
روزِ الستی سر تے چاتم برہ تیڈے دا بار
ہجر تساڈے کاہل کیتا رووان زار و زار
لُوں لُوں دے وچ عشق لپیٹیا تن من تیڈی تار
لکھ کروڑیں، کِتلے آکھاں، ماریا اے حسن ہزار
اکھیاں تیڈیاں گل، گلابی، خونی عجب خمار
ظاہر نال زبان کریساں الفت دا اقرار
چشماں بحری باز تاڈیاں شوقی کرن شکار
عاشق کِتلے قتل جو کیتے، صورت دے سنگھار
تیڈے کارن جوڑ پاتو سے، گل ہنجواں دا ہار
سُولی تے منصور چڑھایا، چشماں دی چمکار
کویں کراں، جو دل دا دنجایا، برہے صبر قرار
دین مذاہب کُل دے کولوں یار سچل بیزار

Marfat.com

روتے روتے عمر گذر گئی اب آجاؤ یار
روزِ الست سے میرے سر ہے، تیرے عشق کا بار
ہجر نے کچھ نہیں چھوڑا جاں میں روؤں زار و زار
عشق نے رواں باندھا تن من اس کی تار
حسن کے ہاتھوں لاکھوں آخر جان گئے ہیں ہار
تیری آنکھیں گل گلابی، خونی عجب خمار
بھری بزم میں اس کے عشق کا کر لوں گا اقرار
تیری آنکھیں بحری بازیں، ان کا شوق شکار
کیا کیا عاشق قتل ہوئے ہیں، دیکھ تیرا سنگار
تیری خاطر ڈال پروئے گلے میں انسون ہار
سُولی تک منصور کو لے گئی، آنکھوں کی چمکار
کچھ نہیں بس میں سوزِ فراق نے چھینا صبر قرار
جگ کے دین و مذاہب سے ہے یار سچل بیزار

Marfat.com

خدا کس جا نہیں چھپدا اللہ جگ لوک سارا ہے
نہ کوچے نہ گلی چھپدا اللہ جگ لوک سارا ہے
بہر جائی بھی حاضر ہے اندر باہر بھی ناظر ہے
اکھیں کھولو تے ظاہر ہے اللہ جگ لوک سارا ہے
کہاں دعوت کی درویشی کہاں دردوں کی دلریشی
کہاں رکھدا ہے بدکیشی اللہ جگ لوک سارا ہے
کہاں لکھ ورد پڑھدا ہے کتھ اپنے نال لڑدا ہے
کہاں خونناب کردا ہے اللہ جگ لوک سارا ہے
کہاں بازی گراں بازی، کہاں میدان دا غازی
کہاں مفتی کہاں قاضی اللہ جگ لوک سارا ہے
کہاں دِلقی گداگر ہے کہاں پیری مجاور ہے
کہاں سلطان سرور ہے اللہ جگ لوک سارا ہے

Marfat.com

خدا کس جا نہیں رہتا اللہ جگ لوک سارا ہے
گلی کوچے میں ہے جلوہ اللہ جگ لوک سارا ہے
وہ ہر ہر جا پہ حاضر ہے اندر باہر بھی ناظر ہے
وہ آنکھوں پر بھی ظاہر ہے اللہ جگ لوک سارا ہے
کہیں دعوت کی درویشی کہیں دردوں کی دلریشی
کہیں رکھتا ہے بدکیشی، اللہ جگ لوک سارا ہے
کہیں اوراد پڑھتا ہے کہیں خود سے ہی لڑتا ہے
کہیں وہ قتل کرتا ہے اللہ جگ لوک سارا ہے
کہیں بازیگراں بازی، کہیں میدان کا غازی
کہیں مفتی کہیں قاضی اللہ جگ لوک سارا ہے
کہیں گدڑی گداگر ہے کہیں پیر اور مجاور ہے
کہیں سلطان سرور ہے اللہ جگ لوک سارا ہے

Marfat.com

کہاں کر دبدبے لشکر پکڑ دے زور ہر کشور
کہاں احمدؐ کہاں حیدرؓ اللہ جگ لوک سارا ہے
کہاں ہے شان شاہی کا کہاں درجہ سپاہی کا
تماشا خوش الائی کا اللہ جگ لوک سارا ہے
کہاں کرتا ہے بیداری کہاں کرتا ہے لکھ زاری
کہاں چلتا ہے خمّاری اللہ جگ لوک سارا ہے
کہاں ہے عبدہُ سارا کہاں اسکندر و دارا
کہاں 'انا احمدی' نعرہ اللہ جگ لوک سارا ہے
کہاں مست و موالی ہے کہاں ہر کس دا والی ہے
کہاں سچو سوالی ہے، اللہ جگ لوک سارا ہے

کہیں دہلائے بَن لشکر کہیں ہے زیر ہر کشور
کہیں احمدؐ کہیں حیدرؓ اللہ جگ لوک سارا ہے
کہیں ہے شان شاہی کا کہیں درجہ سپاہی کا
تماشا خوش نوائی کا اللہ جگ لوک سارا ہے
کہیں ہے صرف بیداری کہیں ہے نالہ وزاری
کہیں مستی بنا ساری اللہ جگ لوک سارا ہے
کہیں ہے عبدۂ سارا کہیں اسکندر و دارا
کہیں "انا احمدی" نعرہ اللہ جگ لوک سارا ہے
کہیں مست دموالی ہے کہیں ہر اک کا والی ہے
کہیں سچو سوالی ہے اللہ جگ لوک سارا ہے

Marfat.com

آکھ تاں ناؤں "فقیر" کیوں کر سڈاؤندا ایں
عشق دے میدان وچ مُول نہ آؤندا ایں
غفلت وچ عمر سبھ تیڈی برباد ہوئی
مستی مے خانے ڈہوں وقت نہ کہیں جاؤندا ایں
زندگی ہے عذاب ہے ہے اوہیں یار بِن
سمجھ تُساکوں نہیں لوک نوں سمجھاؤندا ایں
بات برہ دی بیان کریندا ایں عالم اگوں
وائے تیڈے حال تے پیر نہ اوڈہوں پاؤندا ایں
دعویٰ کریں عشق دی خوش رہیں تعریف وچ
بار ملامت والا سِر تے نہیں چاؤندا ایں
خوش لباس تے غذا دی تیکوں بہوں آرزو
یار دی جدائی کنوں انگ نہ بھسم لاؤندا ایں
مست سچل ہو رہیا پیالہ پی شوق دا
آپ تے نچدا نہیں لوکاں نوں نچاؤندا ایں

Marfat.com

بول 'فقیر' تو خود کو کیوں کہلاتا ہے
عشق کا ہے میدان، نہیں تو آتا ہے
غفلت میں سب عمر تری برباد ہوئی
کبھی نہ مستی مے خانے کو جاتا ہے
اُس بِن جیتے رہنا ایک عذاب ہوَا
تو سمجھا نہیں لوگوں کو سمجھاتا ہے
خلقت سے تو ہجر کہانی کہتا ہے
تُف ہے تیرے حال پہ خود گھبراتا ہے
عشق کا دعویدار ہے خوش خوش رہتا ہے
سر پر بارِ ملامت کہاں اُٹھاتا ہے
خوش خوراکی، خوش پوشی کا شوق تجھے
ہجر میں انگ بھبھوت تو نہیں رماتا ہے
پی کے پیالہ شوق سچّل سرمست ہوَا
ناچتا خود نہیں پر لوگوں کو نچاتا ہے

Marfat.com

اس بازی وچ سربازی ہے
سر ڈیون سرافرازی ہے
ایہو عشق دی عرض نیازی ہے
وت شاہی عشق لگاون کیا
وت تیکوں آپ چھپاون کیا

آپ کنوں گذرتوں کردا نہیں
سُولی اُپر چڑھدا نہیں
مرن کولوں اگ مردا نہیں
وت عاشق نام سڈاون کیا
وت انا الحق الاون کیا

جے سر ڈیویں سانگا چھوڑیں
وچ وحدت تے دوئی بوڑیں
سنگ سیاپا سارا توڑیں
نینہہ شاہاں نال لاون کیا
وت اَیس گلی وچ آون کیا

دل پیر پچھوں تے مڑنا نہیں
وت ایسا سودا کرنا نہیں
وت موت کنوں بھی ڈرنا نہیں
وت باریرہ دا چاون کیا
وت در در آپ پناون کیا

Marfat.com

یہ بازی سر کی بازی ہے　　سر دینا سرافرازی ہے
یہ عشق کی عرض نیازی ہے　　ورنہ کیا عشق لگانا ہے
ورنہ کیا خود کو چھپانا ہے

تو اپنے آپ سے گذرا نہ　　سُولی کے اوپر جھولا نہ
مرنے سے پہلے گذرا نہ　　پھر عاشق نام کا شہرہ کیا
پھر انا الحق کا نعرہ کیا

جب سر دو، ساتھ سبھی چھوڑو　　وحدت میں دوئی کو چھوڑو
اور رشتے ناطے سب توڑو　　شاہوں سے نین لگانا کیا
پھر اس کی گلی میں آنا کیا

نہیں اُلٹے پیروں پھر پھرنا　　ایسا نہیں سودا پھر کرنا
اور موت سے بھی ہے نہیں ڈرنا　　پھر بار برہا کا اٹھانا کیا
پھر در در مانگ کے کھانا کیا

Marfat.com

عاشق ہو کر نوبت ماریں — اپنا سرّ صحیح سنبھاریں
بانہب والی گالھ دساریں — وت سر دے وال مُناون کیا
وت آپتے خلق کھِلاون کیا

تھی تیار تماشہ لادیں — انا الحق کلام الادیں
سُولی اُپر آپ سلادیں — خیال خودی دا کھاون کیا
وت طرح اسی وتح تاون کیا

اوہ کتلے ڈیہنہ غلامی وچ — وت سارا زور سلامی وچ
کیوں آپ گھتیوئی خامی وچ — وت سُولی سر سلاون کیا
وت آپوں آپ اگھاون کیا

عشق دے ڈیرے عاشق آ — سارے سرّ دے لئی سما
اس بازی دا عجب بنا — وت گلی گلی وچ گاون کیا
وت ایسا سرّ ساون کیا

Marfat.com

بن عاشق اور نوبت یہ بجا ہاں راز اپنا ہر اک پا جا
اور درد و الم کی بات بھلا پھر سر کے بال منڈانا کیا
خلقت کو خود پہ ہنسانا کیا

یہ کھیل بھی اب دِکھلاتا چل حرف انا الحق اٹھاتا چل
سُولی پہ خود کو سُلاتا چل اب فکر خودی کا کھانا کیا
اسی سوز میں جان کھپانا کیا

ہاں کتنے دن ہیں غلامی کے دن سارے نذر سلامی کے
گھیرے ہیں اپنی خامی کے پھر سُولی پر چڑھ جانا کیا
پھر خود کو بڑا بنانا کیا

تو عاشق عشق کے ڈیرے آ ہاں بھید کی بات کا لُطف اُٹھا
ہیں اس بازی کے ڈھنگ جُدا پھر گلی گلی میں گانا کیا
یہ بھید کسی کو بتانا کیا

Marfat.com

دیں کفر کنوں منزل چاویں "ہو" تھی "ہو" دا حکم چلاویں
پچھے مُول نہ پیر ولاویں وت پیر اسی در پا دن کیا
وت گھٹی آپ گھما دن کیا

عاشق ہو نشانہ تھی یکدل یار لیگانہ تھی
عالم وچ بیگانہ تھی وت تیکوں آپ رجھا دن کیا
وت ایسا کام کما دن کیا

وہ عشق دے کوچے آیا ہے وہ کیسا قدم اٹھایا ہے
ہُن درسن سارا پایا ہے سچّل سر ڈے آپ سجھا دن کیا
دت جوشاں جی جلا دن کیا

Marfat.com

تو کفر اسلام سے بچتا جا
تو پیچھے قدم نہ ایک اٹھا

تو "ہو" بن "ہو" کا حکم چلا
پھر اس کے در پہ جانا کیا
دستک پر اس کا آنا کیا

تو عاشق بن کے نشانہ بن
تو عالم میں بیگانہ بن

اور یکدل، یار یگانہ بن
پھر جا کے اسے رجھانا کیا
پھر ایسا کام کمانا کیا

وہ عشق کے کوچے آیا ہے
اب سارا درشن پایا ہے

اور کیسا قدم اٹھایا ہے
سچل اب سر کو بچانا کیا
اس دکھ میں جاں کو جلانا کیا

میں تاں آپ مستان ہو رہی ہن نال سیاں آکھاں حال کیہا
ماہی یار محرم میڈے حال وامیڈا کم اوراں دے نال کیہا
سنو بھد سیالیں دو گالھ میڈی رانجھو یار باہجوں ملک مال کیہا
ماہی چاک میڈی دل لُٹ نیتی تساں کیں کھیڑیاں دا خیال کیہا
جہیں دی روزِ الست میں ہو رہی، تہیں دی آہس، بیا دو سیال کیہا
میں کون ہو تیکوں ڈورا پا ڈیواں سُن یار میڈا ہے مجال کیہا
ول آکھاں لیٹجن توں ہکو میکوں میڈا تھیوے اتھاں اقبال کیہا
مہر نال پچھیں جے توں آپ میکوں سچو آکھ تیڈا ہے سوال کیہا

سانورا بانورا میڈا ماہی مولے شال ملاوے
اب کے وچھڑی، کب سوں ملے گی، ندی کنارے جاوے
راتاں ڈیہناں تاہنگ تساڈی سینے سِک نہ سماوے
اللہ کریسی ڈیہناں او ہوای انگن سچو دے آوے

میں مستی میں ڈوب گئی سکھیوں کو سناؤں حال کیا
ماہی میرے حال کا محرم غیر کا ہے جنجال کیا
سب کچھ میرا انجھا ہے میرا اور ہے مال و منال کیا
ماہی نے دل لوٹ لیا ہے اب کھیڑوں کا خیال کیا
روزِ ازل میں اس کی ہو گئی جھنگ ہے کیا اور سیال کیا
دلبر جانی، میں اور تجھ کو دُکھ دوں، مری مجال کیا
میں چاہوں پھر لوٹی جاؤں مرا ایسے ہے اقبال کیا
مہر محبت سے پوچھو سچّو میرا بھی ہے سوال کیا

سانورا بانورا میرا ماہی مولے آن ملائے
اب کے بچھڑی کب سول ملے گی، ندی کنارے جائے
شام و سحر ترا دھیان آتش سینے میں نہ ہی سمائے
ربّ کرے سچّو کے آنگن اک دن وہ بھی آئے

Marfat.com

ندی کنارے کھڑا وہ رانجھو چل ویکھو کریندا زاری
پچھ پچھ آیا سُوراج سیالیں دا
ونجھلی وجیندا سوہنا سوہنوں رونڈا
آپ اکھیں کنوں جاری
کڈاں کڈاں سوتاں بیٹھا رونڈا اے
گالھ سیالیں دی سبھ کنوں پچھدا اے
ہتھی آیا کوئی واپاری
سُوہے دا سبھ ویس کریسوں دے
چوتے چندن نال وال گندیسوں دے
تنہیں گل گھتیسوں گاری
مشک گلاب دے نال دھویسوں دے
خوشبویاں سبھ رنگیں کوں لیسوں دے
کرسوں کجلیاں کاری

Marfat.com

ندی کنارے کھڑا ہے رانجھا، کرتا گریہ و زاری

کہاں کہاں سے پوچھ پوچھ کے آیا دیس سیال

بنسی پہ وہ تان اُڑائے دکھ میں ہو کے نڈھال

آنکھوں سے آنسو جاری

کہاں کہاں پہ بیٹھ کے رویا کیسا اُسے ملال

کِس کِس سے وہ پوچھ چکا ہے جھنگ سیال کا حال

آیا ہے کوئی بیوپاری

میں پہنوں گی اس کی خاطر سُرخ سہاگ کا جوڑا

بال بناؤں ایسے جن میں چندن نہ ہو تھوڑا

گردن میں پھندا بھاری

مشک گلاب سے غسل کروں اور تن من کو مہکاؤں

اِک اِک انگ کو سو سو خوشبوؤں میں میں بساؤں

کجرے سے نین ہوں کاری

Marfat.com

عطر عبیر دا مینہ وسیسوں وے
سجّو سیرھا چاک کریسوں وے
تہیں توں تھیسوں واری واری

عشق دے باہجوں بیا سبھ کوڑ سُولی تے منصور
نہ کوئی دوزخ نہ کوئی جنت نہ کوئی حور قصور
من اساڈا نہیں منیندا مکیاں دا مذکور
ڈیہنہ جوانی لنگھ گیوسے ہُن تھیو سے جھور
ظاہر ڈیکھم یار سجن دا نینیں والا نُور
بیاں سبھ گالھیں پھُرتیاں پھاہیاں، پھوڑن ہے نی ضرور
سچّل سچ صحیح کر جانیں ہیئں توں آپ حضور

Marfat.com

عطر عبیر بکھیروں ایسے جیسے مینہ برساؤں
سچلؔ یہ کچھ کر کے میں پھر تجھ کو چاک بناؤں
جاؤں تجھ پر واری واری

عشق بِناں سب جھوٹ ہے پیارے سُولی پہ منصور
نہ کوئی دوزخ نہ کوئی جنت نہ کوئی حور قصور
دل نے کبھی نہیں مانا ہے ملّا کا مذکور
پیری آئی گئی جوانی جس کے دن مخمور
میں نے دیکھا یار سجن پر عشق سے پھوٹا نور
باقی کیا ہے، جال بچھے ہیں، ان سے بچو ضرور
سچلؔ ایک حقیقت تو ہے، تو ہے آپ حضور

Marfat.com

تاب کنوں بے تاب میاں، ہیں تاب کنوں بے تاب
نہ میں گویا نہ میں جویا ، نہ میں سوال جواب
نہ میں خاکی نہ میں بادی ، نہ میں اگ نہ آب
نہ میں جنّی ، نہ میں اَنسی ، نہ مائی نہ باپ
نہ میں سُنی نہ میں شیعہ ، نہ میں ڈوہ ثواب
نہ میں شرعی ، نہ میں ورعی ، نہ میں رنگ رباب
نہ میں مُلّاں نہ میں قاضی ، نہ میں شور شراب
ذات سچّل دی کیہی پچھدائیں نالے تاں نایاب

آندا جاندا یار وے ویہڑے دے وچ یار اساڈے
مارن کان اساڈے کیتُس صورت دا سنگار وے
بُوعطر دی مست کیتا وت کوچہ شہر بازار وے
وچ فراق وصال گھدوے ، سچّل کیا اسرار وے

Marfat.com

تاب سے میں بے تاب ہوا ہوں تاب سے میں بے تاب
نہ میں گویا نہ میں جویا نہ میں سوال جواب
نہ میں خاکی نہ میں بادی نہ ہی آتش آب
نہ میں جنّی نہ میں انسی نہ مائی نہ باپ
نہ میں سُنی نہ میں شیعہ، پاپ نہیں نہ ثواب
نہ میں شرعی نہ میں ورعی نہ میں رنگ رباب
نہ میں مُلّا نہ میں قاضی، نہ میں شور شراب
ذات سچّل کی کیا پوچھو ہو، نیچ ہے پر نایاب

اس آنگن میں آئے جائے، جائے آئے یار
گھائل کرنے ہمیں وہ نکلا کر کر عجب سنگھار
مست ہوئے اس کی خوشبو سے کوچے اور بازا
وصل کی شب میں مانگی جدائی سچّل دیکھ اسرار

Marfat.com

غیر دے خام خیال کنوں ہُن ہادی ساڈی توبہ توبہ
جیہی تیہی تیڈی آہیں دور نہ کریں وصال کنوں
آپوں آپ جمال دکھائیں ہیں گئی ہاں ہرحال کنوں
ناؤں سائیں دے ساکوں بچاویں غیر دی قیل مقال کنوں
عرض اساڈا من توں ہادی قسم ہے بیئے سوال کنوں
گڈھ ہوون داتیں آکھیا سانوں گھلی آں ایہیں گالھ کنوں
دین کفر توں قسم چاتو سے ساڈی بس ایہیں وبال کنوں
عشق اساں نوں الف پڑھایا ٹھیہہ گئی دلڑی دال، کنوں
کرم سبھوئی کوڑی آکھے سچی تھیئس ایں سنبھال کنوں
جان سچل دی نال تساڈے چھٹ گئی ہاں جنجال کنوں

مرشد میری توبہ توبہ غیر کے خام خیال سے
جیسی ہوں، محروم نہ رکھنا، مجھ کو اپنے وصال سے
آنکھ پڑی ترے حسن پہ میں تو گذری اپنے حال سے
نام سائیں کے مجھے بچانا غیر کی قیل مقال سے
سائیں اک میری عرض سنو، میری توبہ اور سوال سے
سر نہیں کھینچا ترے اک رہنے کے حکمِ کمال سے
دین اور کفر سے ہاتھ اٹھایا چھوٹی جان وبال سے
عشق نے ایسا سبق پڑھایا گذرے قیل اور قال سے
جگ، جھوٹا کہتا تھا مجھ کو، میں سچی ہر حال سے
جان سچل کی تجھ پہ فدا، میں بچ گئی ہر جنجال سے

Marfat.com

کیہا شک گمان سبھ کہیں صورت سیر تاڈا
لکھ پوشاکاں کرکے عاشق کیتوئہمہ حیران
شاہ منصور دا سر کپائیو، مل کھڑا میدان
اوہ بھی توں ہیئں ایہہ بھی توں ہیں آپ کریں ارمان
مُلاں تھی کر ڈیویں فتوے، آپ تھیویں قربان
سچّو ہویا نام تساڈا، کرینديں آپ بیان

اول دلا سے ڈے گیا، ہُن کیہے گناہوں رُس ویندا
دل توں ساڈے وسر نہ ویندا، ہجر دے دکھ جو حال تھیا
سو سو طعنے لکھ لکھ بدیاں کردا سارا لوک گِلہ
مہراوہیں توں مُول نہ چاویں پیش جو تیڈے یار پیا
عشق تیڈے دا ڈیرا دلبر ناگہ نیناں تے ہے تھیا
سنگ ہے سچّل کڈاں چھوڑ نہ جاویں، سوہنا سینے نال لگا

Marfat.com

ہر صورت میں جلوہ اس کا کیسا شک گمان
تیرے روپ ہیں لاکھوں، عاشق رہ گئے سب حیران
دار پہ دارا شاہ منصور، تُو بیچ کھڑا میدان
وہ بھی تُو تھا، یہ بھی تُو ہے، کیا کیا تیری شان
مُلّا بن کر فتوے دو، خود ہو جاؤ قربان
سچّو آپ ہی ازلی چپ ہے آپ ہی شرحِ بیان

جو دل کو سہارا دیتا تھا کس کارن ہم سے روٹھ گیا
کب بھول سکے گا دل اپنا ترے ہجر میں جو جو حال ہوا
جو طعن کے بول سہے میں نے لوگوں سے سُنا جو بُرا بھلا
گر تیری مہر رہے مجھ پر منظور ہے جو جو ظُلم ہوا
ترے عشق نے آنکھوں میں دلبر اک عمر سے ڈالا ہے ڈیرا
سچّل تو وفا کا پتلا ہے، اسے چھوڑ نہ جا، سینے سے لگا

چھوڑ گمان گدائی والا شملا چا بدھ شاہی دا
مار نعارا وحدت والا فکر رکھیں بادشاہی دا
غیر خیال گذار نہ دل تے غمزہ ہئی گمراہی دا
گمراہی وچ ہئی ہدائت نور سفید سیاہی دا
ہر کہیں طرفوں تارک تھیویں کم کر کج کلاہی دا
مار ڈغاتاں ظاہر تھیویں سُر کاپی صراحی دا
آپ سنجان انا الحق آکھیں، مانیں عیش الٰہی دا
نفی سچّل اثبات کریندا ویکھو سیر سپاہی دا

بے رنگی تصویر مولا دی سو رنگ وچ سمایا ہے
آپے گاتا، آپ بجاتا آپ سمیع بصیر
کتھاں لیلیٰ، کتھاں مجنوں، کتھاں نینگر پیر
کتھاں صاحب حکم چلیندا کتھاں سڈیندا فقیر
سچّل ہر جا رنگ رانجھن دا حاجت نہیں تقریر

Marfat.com

چھوڑ گمان گدائی والا شملہ باندھ لے شاہی کا
مار نقارہ وحدت والا، فکر ہو شاہنشاہی کا؟
غیر خیال گذار نہ دل سے ساماں ہے گمراہی کا
اس میں بھی ہے نور ہدائت نور سفید سیاہی کا
تارک ہو تو دنیا کا کر کام یہ کج کلاہی کا
مار کے ڈھول تو ظاہر ہو پی گھونٹ یہ مے کی صراحی کا
خود پہچان انا الحق کہنا، کرنا عیش الٰہی کا
نفی سے ہے اثبات سچل ہاں دیکھو روپ سپاہی کا

بے رنگی مورت مولے کی سو رنگوں میں سمایا ہے
آپ ہی گائے آپ بجائے آپ ہی سمع بصیر
مجنوں کبھی ہے، کبھی ہے لیلیٰ کبھی جواں کبھی پیر
کہیں پہ حاکم حکم چلائے کہیں بنے وہ فقیر
سچل سب رنگ رانجھے کے ہیں کیوں کیجے تقریر

Marfat.com

ٹال ڈاہڈے دے یاری لگڑی روزِ ازل کنوں
بانہاں بدھ کے پیش پواں میں، نال سائیاں دے زاری
علم عقل تے شرم حیا، کنوں عشق کیتی بیزاری
اپنی مرضی نال اساں خود برہ چا توسے باری
آنگن اساڈے نال کرم دے آتوں سجن ہک واری
عشق تیڈے دی دل میڈے تے، اصل کنوں مختاری
تیکوں ہے معلوم اے پیارا گالھ سچل دی ساری

حسن اساں تے ہلاں کیتیاں کنھوں آکھاں حال
چت داچولا تیڈے کارن رو رو کیتم لال
دوست تساڈے درد دے باہجوں جیون سبھ جنجال
نظر اساکوں کوئی نہ آیا پیار بناں بیا مال
نال سچل دے آن گذاریں سُن میڈا توں سوال

Marfat.com

روزِ ازل سے لگی ہوئی ہے اس منہ زور سے یاری
ہاتھ باندھ میں عرض گذاروں سُن مرا نالہ وزاری
عقل اور علم اور شرم و حیا سے عشق کو ہے بے زاری
جی چاہا تھا ہم نے اٹھالی ہجر کی گٹھڑی بھاری
کرم کرو، مرے آنگن آؤ: بے شک ایک ہی باری
میرے دل پر ایک تمہارے عشق کی ہے سرداری
پیارے تو جانے ہے سچّل کی جو ہے حقیقت ساری

حسن نے کیا یلغاریں کی ہیں کس سے کہوں میں حال
خون کے آنسو رو رو کر ملبوس ہوا ہے لال
اور اگر نہ ہو دردِ جدائی تو جینا بھی محال
جگ میں پیار کا سودا سچا، کھرا یہی ہے مال
آؤ سچّل سنگ عمر گذارو، مانو مرا سوال

Marfat.com

نیناں والی نوک اسانوں، سانوں لائیوای یار
ویکھن نال حیران رہی ہیں اکھیاں دا اسرار
محض ایہناں منصور مرایا خونیاں دے بھی خمار
ڈٹھڑ وای کیہہ عالم دے وچ عاشق متھی اظہار
کئی دانا دیوانے کیتے چشماں دے چمکار
رُخ تے زلفاں لٹکن لمکن خون کرن خمدار
کالے وال کاریہر وانگے چارے تھئے چودھار
مونہہ ڈٹھم مہتاب سچل دا کیستم حج ہزار

اساں ونجنا تخت ہزارے رہنا راوی دے کنارے
ایہہ دل ساڈی تھئی دیوانی ویکھن ہک نظارے
ہو کنیزک ونج اتھائیں باقی ساعمر گذارے
ٹھڈڑیاں ٹاہلیاں راوی والیاں جتھاں رانجھو مست پکارے

Marfat.com

ان نینوں سے ہم کو کیسا گھائل کر گیا یار
دیکھ کے میں حیران ہی رہ گئی آنکھوں کے اسرار
یہ منصور کو لے بیٹھیں، یہ خونیں مست خمار
دیکھا جگ میں عاشق کی ہے کیا طرزِ اظہار
کیا کیا دانا ہوئے دوانے چشم کی ہے چمکار
خون کریں کیا کیا، رُخ پر بکھری زلفیں خمدار
بال، گھٹائیں شاہ کالی، تاریک ہوئے چودھار
سچّل چاند کا منہ دیکھا مرے ہو گئے حج ہزار

ہمیں جانا تخت ہزارے رہنا راوی کے کنارے
دل اپنا ہوُا دیوانہ مانگے بس خاص نظارے
وہاں رہنا باندی بن کے یوں ساری عمر گذارے
راوی کی ٹاہلیاں ٹھنڈی جہاں رانجھو مست پکارے

Marfat.com

ہے ضرور اساں کوں ونجنا اُتھاں کیتا یاد پیارے
سُن وے سچّو ہکو رانجھن جانیں لگ نہ کہیں دے لارے

لگڑی ونج دل رانجھے نال اڑے لوکو اڑے لوکو
روح اساڈا راتیں ڈیہناں پیا ونج خاص خیال
رانجھو تخت ہزارے والے ہیں تاں ہیر سیال
دل تے آ جو محکم رہی رانجھو دی ہک گالھ
اصلوں تہیں دے نال جو آہی جی میڈے دی جال
عشق رانجھو دا اندر وڑیا دِسر گئی بئی چال
کیوں اپنا میں حال سناواں بڑہ کیستا بے حال
اگوں سجن دے عرض کرن دی میڈی کیا مجال
حاضری ونج ہمیشہ ہوویں سچّو توں آپ سنبھال

Marfat.com

لازم ہے ہمیں واں جانا ہمیں یاد کیا ہے پیارے
رانجھن بس ایک ہی سچؔو لگنا نہ کسی کے لارے

دل رانجھے کے نال ری دنیا دل رانجھے کے نال
شام و سحر اس دل میں بسے بس ایک ہی خاص خیال
رانجھو تخت ہزارے والا میں ہوں ہیر سیال
دل پر آکر بیٹھ گئی رانجھو کی بات کمال
روزِ ازل سے اس سنگ تھے مرے سارے سُر اور تال
دل میں عشق سمایا ایسا بھول گئی ہر چال
کیسے حال سناؤں دل کا ہجر سے ہوں بے حال
یار سے جا کر عرض کروں میں نہیں ہے میری مجال
سچؔو اس کے حضور رہو پر رکھنا خود کو سنبھال

Marfat.com

آپے محرم ہویا مہیں دا آپے محرم ہویا شاہ جی
نہ میں یاراں نال یاری لائی نہ میں عشق کمایا شاہ جی
نہ میں وچ تماشے آئی نہ میں پیر چلایا شاہ جی
نہ میں اِتھاں سیندھ گندائی نہ میں کوئی چت لایا شاہ جی
نہ میں شہ دے کول جو بیٹھی نہ میں سہرا گایا شاہ جی
سچو دا سر تیں توں صدقے رہبر راز بتایا شاہ جی

کلنگی والا یار شالا جیویں لکھ تھیویں یار
سدا جگ جیویں
مُلک تساڈے، مِلک تساڈی، کیا جو تخت ہزار
سبھ سیالیں تیں توں صدقے کیتی ہیر نثار
میں تاں کوہجی کملی کالی توں صورت دا سینگار
سچو نمانا در تیڈے تے روندا زار و زار

Marfat.com

محرم راز بناوہ میرا محرم راز بنایا شاہ جی
نہ یاروں سنگ یاری میری نہ ہی عشق کمایا شاہ جی
نہ ہیں تماشے میں آئی نہ آگے قدم بڑھایا شاہ جی
نہ ہی بال سنوارے نہ ہی دل دنیا ہیں لگایا شاہ جی
شاہ کے پاس نہ بیٹھی ہوں نہ ہیں نے سہرا گایا شاہ جی
سچو کی جاں تجھ پر قرباں تو نے بھید بتایا شاہ جی

کلغی والا یار سشالا جیویں لکھ تھیویں یار
سدا جگ جیویں

مُلک تمہارے، مِلک تمہاری کیا ہے تخت ہزار
سب سیالاں تجھ پر صدقے ہو گئی ہیر نثار
میں کوہجی کالی کملی تو صورت کا سنگھار
سچو نمانا در تیرے پر روئے زار و زار

Marfat.com

آ مل میڈی جان، آ مل، آ مل، آ مل بیبا
عشق دیاں گالھیں ہن منصوبے عشق دا کیہڑا امکان
کیہڑا امکان وے بیبا!
اساں نمانیاں تے سوہنا سائیں آؤ کریں احسان
آؤ کریں احسان وے بیبا!
عشق تساڈے ڈیکھ جو کیتا توں ہیں سچل سُلطان
توں ہیں سچل سُلطان وے بیبا

اپنے دیہڑے دا چا غلام کیتوئی

ہوش اساڈا ہکو واری نیناں نال نیتوئی، چا غلام کیتوئی
ہجر گھتیوئی آن یتیماں کیویں دور سٹیوئی، چا غلام کیتوئی
اکھیاں کالیاں لعل شرابی مے دا مٹ پیتوئی، چا غلام کیتوئی
ساہ سریروں یار سچل دا لیئے نال لیتوئی، چا غلام کیتوئی

Marfat.com

آ ہل میری جان، آ ہل، آ ہل، آ ہل پیارے
عشق کے کیا منصوبے ہیں اور اس کا کون مکان
کون مکان رے پیارے
ہم پر سوہنا دلبر سائیں آؤ، کرو احسان
آؤ کرو احسان رے پیارے
تیرے عشق نے ہم سے کیا کیا تو ہے سچل سلطان
تو ہے سچل سلطان رے پیارے

اپنے گھر کا کیا غلام
ہوش تمہارے نیناں لے گئے قصہ ہوا تمام، اپنے گھر کا کیا غلام
ہجر دیا اور کر لیا تو نے اپنا دور مقام، اپنے گھر کا کیا غلام
آنکھیں کالی، لال شرابی پیا ہے جام پہ جام، اپنے گھر کا کیا غلام
سانس کی ڈوری یار سچل کی پہنچی تا انجام، اپنے گھر کا کیا غلام

Marfat.com

عشق دی خبر نہ تیکوں ہے برہ دی خبر
جے پچھے اساں کنوں ہے بے زیاں زہر
تیکوں نہیں کیتا ہے اچھا برہ بے خبر
سرجان دل سبھائی اگوں دوست ڈر نہ ڈر
نہیں خواب، نہیں آرام، ایہو عشق دا اثر
ڈیندا اوّل نکالی تیکوں سارا شہر
سچل اساڈے کیتے ہوویں روز منتظر

ایہیں سنسار دے وچ یار تماشا ویکھن آیا ہے
رنگاں رنگ وچ یار پیارے، عجب جیہا رنگ لایا ہے
آوڑی سیّاں جھُمّر ماروں، اَج سارا اکم سجایا ہے
لکھ لکھ پھیریاں دلبر ڈیندا ناچو ناچ نچایا ہے
بیرنگی ایہیں رنگ دے اندر سچل آپ رلایا ہے

Marfat.com

نہ عشق کا تو شناسا نہ ہجر کی ہے خبر
جو ہم سے پوچھو تو اس زہر میں نہیں ہے ضرر
نہیں کہ سوزِ محبت گیا ہے جاں میں اُتر
گذار یار کی خدمت میں جان و دل مت ڈر
نہیں ہے خواب نہ آرام، عشق کا ہے اثر
کہ شہر والوں نے تم کو کیا ہے شہر بدر
اور انتظار کرو تم سچلؔ کا شام و سحر

اس پھیلے سنسار میں یار تماشا دیکھنے آیا ہے
رنگوں کے اس میلے کو کیا یار نے رنگ لگایا ہے
آؤ سکھی ری جھومر ڈالو یہ منظر خوش آیا ہے
دلبر لاکھوں بھیرے دے اور کیسا ناچ نچایا ہے
ان رنگوں میں بیرنگی کو سچلؔ اس نے ملایا ہے

Marfat.com

عشق ڈتا احوال جنھاں نوں برہ کیتا بے حال تنھاں نوں
سودا سر دا سور نہیں کیتا ہویا مُڑن محال تنھاں نوں
ہر دو جہان کوں پٹھی ڈیون ہویا خاص خیال تنھاں نوں
جیہڑے سدھ سبھائی چھوڑن کیتا نینہہ نہال تنھاں نوں
جیہیں کُوں شوق محبوب ملن دا جیون اتھ جنجال تنھاں نوں
سچل سائیں جیہیں نوں ملیا حاصل ہویا حال تنھاں نوں

ہر جا حُکم ہلائیں توں یار، بھلا بھلا
جوگی تھی کر جگ وچ آکر انگ بھبھوت رمائیں توں
رنگا رنگی ویس جو کر کے چھیرا تھاں چمکائیں توں
جوبن جلوہ کر کے آندئیں آپ نچیں نچوائیں توں
نعرہ مار انا الحق والا بر سرِ دار چڑھائیں توں
آپ کوں آپے ڈے کے ڈکھالے سچوناں سڈائیں توں

Marfat.com

عشق دکھائے حال جنہیں، ہجر کرے بے حال انہیں
جنھوں نے سودا سر کا کیا مڑنا ہوا محال انہیں
دونوں جگ ہی چھوڑ دیئے تیرا خاص خیال انہیں
جو سب کچھ ہی چھوڑ گئے پریم نے کیا نہال انہیں
جن کو شوقِ وصال ہوا جیون ہے جنجال انہیں
سچل سائیں ملا جنہیں کر گیا صاحبِ حال انہیں

ہر جا پر تو اپنا بھلا بھلا سا حکم چلائے
جوگی بن کر جگ میں آئے انگ بھبھوت رمائے
رنگ برنگے بھیس بدل کر جگ کو تو چمکائے
حسن کا جلوہ آپ کرے خود ناچے اور نچائے
نعرہ مار انا الحق والا تو سولی پہ چڑھائے
آپ ہی دیکھے روپ اپنے اور کیا کیا تو کہلائے

Marfat.com

تیڈیاں چشماں کیتا چوُر کہیں کوں آکھاں گالھ ایہیں حال دی
بُلھے شاہ کوں بیراگی کیتوئی جیہیں دا شہر قصور
نازنیناں دے نال پیارا سُولی چاڑھیوئی منصور
سرمد نوں لت ڈے کہایوئی ورہ نیستا وَ ہلور
شمس الحق دی کھل کھلایوئی مُلکیں وچ مشہور
قتل تاڈا تنہاں قبولیا جو ہوندے وچ حضور
سچو حیرت دے وچ ہوویں بئے محو کریں مذکور

کڈاں شاہ امیر بنیندا ہیئں کڈاں پیر فقیر سڈیندا ہیئں
کڈاں آپ وچ صلح کریندا ہیئں کڈاں آپ دے نال لڑیندا ہیئں
کڈاں ہو کا بیچ پھریندا ہیئں کڈاں سُولی اپر چڑھیندا ہیئں
کڈاں کفر ایمان منیندا ہیئں کڈاں آئت مصحف پڑھیندا ہیئں
کڈاں سچل، حاکم ہوندا ہیئں کڈاں آپے دُہل وجیندا ہیئں

Marfat.com

کس کو بتاؤں حال کہ تیرے نیناں کر گئے چور
بیراگی کیا بُلھے شاہ کو جن کا شہر قصور
ان نینوں کے کارن سُولی پر لٹکا منصور
سرمد کو بھی تو نے دار پہ وارا اے مغرور
شمس الحق کی کھال کھنچا دی جگ میں ہے مشہور
موت انہیں منظور ہوئی یہ، تھے جو ترے حضور
سچّو اس حیرت میں رہنا بھول کے سب مذکور

کہیں شاہ امیر بنے ہو تم کہیں پیر فقیر ہو بن بیٹھے
کبھی کام ہے صلح صفائی کا کبھی خود سے کرتے ہو جھگڑے
اعلان کہیں پر سچ کا ہے کہیں سولی پر ہو لے جاتے
کبھی کفر ایمان کی باتیں ہیں کبھی آئت مصحف ہو پڑھتے
سچّل وہ کبھی تو حاکم ہے کبھی گلے میں ڈالے ڈھول پھرے

Marfat.com

بول پکھی پر دلیسڑا وے توں کیہڑے دیسوں آؤندا ایں
مونہہ وچ مُرلی پیریں گھونگھرو گلی گلی دو دجاؤندا ایں
اُتھوں آیا ہیں پیروں ننگڑا اِتھاں پا در پاؤندا ایں
جڈاں توں آیوں دھوندھ محل وچ تڈاں کیا کجھ کھاؤندا ایں
جڈاں توں آیوں مد گھر وچ وعدہ نت بُھل جاؤندا ایں
'لالہ' 'موہن' لج نہیں آؤندی ذرّہ نہیں شرماؤندا ایں
سچو ذات صفات دے اندر سہجوں آپ سماؤندا ایں

نیناں دی میں ماری... ماری ہو ہو نیناں دی
عاشق بانہاں بدھ کراہن کھڑا کریندا زاری
میں ایانی، نیونہہ کیا جاناں، برہ چاڑھیو نیں باری
میں نمانی کوں مژگاں والا کیہہ ماریوئی کاری
سچو آکھ سیاں دے اگوں حال حقیقت ساری

Marfat.com

بول رتے پنچھی پردیسی تو کون سے دیس سے آیا ہے
لبوں پہ مُرلی پاؤں میں گھنگھرو گلی گلی کیا گایا ہے
وہاں سے ننگے پاؤں آئے اب کیا ان میں سجایا ہے
دھند محل میں آیا ہے وہاں کیا کیا تو نے کھایا ہے
وہاں سے اس گھر میں آئے تو وعدہ روز بھلایا ہے
لالہ "موہن" شرم نہ آئے تو نہ ذرا شرمایا ہے
سچو ذات صفات کے اندر وہ خود ہی تو سمایا ہے

نینوں کی میں ماری ہائے ہائے نینوں کی میں ماری
باندھ کے ہاتھ کھڑا ہے عاشق کرے ہے نالہ و زاری
میں معصوم ہوں عشق نہ جانوں، برہا بوجھ ہے بھاری
مژگاں والے نے بے بس پر وار کیا ہے کاری
سچو سکھیوں پاس کہو جا حال حقیقت ساری

Marfat.com

کیویں کاغذ کیستائی کارا ہائے ہائے دے یارا
عالم سارے کوں مسئلے والا سبق پڑھایو ئی سارا
کیتوئی مونہہ کتاباں ڈھوں بھُل گیوں بے چارا
بیاں گالھیں سبھ چھوڑ کراہن دو راہ گھنیں ونجارا
کیہہ کر گالھ الست والی، دِسر گیوئی دے سارا
ورد وظیفے دا راتیں ڈیہناں کریندائیں لکھ شمارا
سچّل یار سجن دا ڈیکھو ہے تاں محل مچارا

اُلٹ بازی گرو یکھو عشق دیاں اُلٹیاں بازیاں
برہ دیاں باتاں سُنو سیّاں تن من اندر تازیاں
علم حقیقی عاشق جانن، کیا جانن مُلاّں قاضیاں
محبت دے میدان وچوں گوئے چاتی کنھاں غازیاں
سچّل ہر دم در اللہ دے کردا سو لکھ آزیاں

Marfat.com

ہائے ہائے کاغذ کیوں کالے کرتا ہے میرے یارا
کُل عالم کو سبق پڑھایا مسئلوں والا سارا
وہ تو کتابوں میں کھویا ہے رستہ بھول بیچارا
سب باتوں کو چھوڑ کے اپنی راہ پہ چل بنجارا
روزِ ازل کو یاد تو کر کیا بھولا عہد وہ سارا
وِرد وظیفے شام و سحر معمول بنے ہیں تمہارا
یار سچّل ساجن کا دیکھو اونچا محل منارا

اُلٹا بازی گر ہے دیکھو عشق کی اُلٹی بازی
کتھا برہا کی سُن سُن کر تن من میں لہر ہے تازی
علم حقیقی عاشق جانیں نہ جانیں مُلّا قاضی
گوئے محبت لے گیا اس میدان سے کون سا غازی
سچّل ہر دم در اللہ کے کرے ہے عرض نیازی

دم اللہ وسدا ملک دہانی، سُن میاں تانسی، نہیں دل راضی، تیں کیہڑا جھگڑا لایا

اوّل عشق اللہ نوں ہویا جنھے رسُولؐ اُپایا
دوجا عشق محمدؐ نوں جنھے کلمہ پاک پڑھایا
تیجا عشق چونہہ یاراں نوں جنھاں صدق خوب کمایا
ہک دیہاڑے مُرشد مینوں آپ اینویں فرمایا
ایہو طریقہ وحدت والا، سانوں بہوں خوش آیا

کھیڑیاں نال گذارم ڈیہنڑے ہُن ویندی آں رانجھن یار ڈہوں
میں موئی دی ہن دل شاد ہوئی گھلیا واتیڑا اوہیں پار ڈہوں
اس جگ دیاں جایاں چھوڑ کے کھدیاں سچے قرار ڈہوں
توں سیں ہیناں سبھے اتھ چاتوں دیر نہ پوے دلدار ڈہوں
کیتے تائیں اِتھ مہجور ہوسیں آیا پاہندی اصل اسرار ڈہوں
بھگے شک سچوّ دے غیر کنوں دل اپنی اعتبار ڈہوں

Marfat.com

سُن میاں قاضی، دل نہیں راضی، کیا جھگڑا ہے لایا
اوّل عشق ہوا ہے رب کو جس نے رسُولؐ اُپایا
دوئم عشق محمدؐ کو جس کلمہ پاک پڑھایا
اس کے بعد ان چاروں یاروں نے ہے صدق کمایا
اک دن میرے مُرشد نے مجھ سے ایسے فرمایا
یہی طریقہ وحدت والا، خوش ہو کر اپنایا

دن کھیڑوں سنگ کئی گزارے اب ملوں میں رانجھن یار سے
میں درماندہ شاد ہوئی آئے جھونکے جب اس پار سے
اس جگ میں کیا دل کو لگانا، نہیں چھوٹی میں افزار سے
اس کا ٹھکانا افضل ہے چلوں چل کے ملوں دلدار سے
ہجر میں کب تک جان کھپاؤں دور رہوں اسرار سے
واقف ہو اعتبار سے اپنے اور بچوں کے اغیار سے

Marfat.com

رانجھن چاک سڈایا کہیں نوں کوک سناواں
عبرت وچ اوہیں دے آہس جیہیں تختوں جھنگ پچایا
آدم دا کر جوڑ آئینہ آپ کوں ڈیکھن آیا
آہا شاہ، مہیاوت چاکر ایہو تاں ہُنر ہلایا
بازیگر تھی بازی کھیڈے بازی سیل بنایا
ظاہر باطن رسم اوہیں دا کیتُس کو نہ کنایہ
سمجھ سچو ہر ہک وچ سائیں جیں ڈیکھ تماشا لایا

کتھ بابُل کتھ مائی سیوڑی ہیں تاں رانجھن دے لڑ لگیاں
ہیں تاں رانجھن بک تھیوسے کھیڑیاں نال جُدائی
بیلے ویساں رانجھو والے چھوڑ ببانی شاہی
ہئی ہرکائی ماپیو جائی، ہیر عشق دی جائی
سچو آکھے سوز ماہی دا ڈیندا عشق گواہی

Marfat.com

کس سے کروں فریاد کہ رانجھن خود چاکر کہلایا
یہ بھی سوچو کیسے تخت ہزارے سے جھنگ آیا
آدم کے شیشے میں دیکھو خود کو دیکھنے آیا
اس کا فن ہے راجہ تھا وہ اور چاکر کہلایا
وہ بازیگر، دنیا کو ہے بازی گاہ بنایا
ظاہر باطن اسم اسی کے کوئی نہیں کنایا
سچو، سائیں ہر شے میں، پر کیسا کھیل رچایا

میں رانجھے کی ہیر اب کوئی بابل ہے نہ مائی
میں اور رانجھا ایک ہوئے کھیڑوں سے ہوئی جدائی
رانجھن کے سنگ جاؤں گی میں چھوڑ ببانی شاہی
ہر کوئی ماں پے جایا لیکن ہیر ہے عشق کی جائی
سچو کہے کہ سوز ماہی کا عشق کی اصل گواہی

Marfat.com

نہ جاناں نہ جاناں جوگی کیہے دیسوں آیا
اگے کڈاہاں نہیں سوڈِٹھم صورت تاں نہ سنجانا ں
کیوں کریندا ئستونی سیّاں نال میڈے کیہا ماناں
گل وچ کفنی دست پھوڑا آؤ ملیندیاں بھاناں
میں اوہوای رانجھن آہس نیڈے درتے وکاناں
مہنے طعنے سب لوکاں دے سچو ساہ سیبا ناں

کیا تھیوای دو کیا تھیوای آکھ سیّاں کوں کیا تھیو ای
راتیں ڈیہناں روون تیکوں کوئی پُور پریں دا پیو ای
دوستی دی نگاہ وچوں ڈی آکھ تاں کیا وٹیو ای
اساں سیالیں وچوں باہر نئی ایں کیا کیتو ای ٹی کیا کیتو ای
نصیحت اساڈی توں نہیں منیندی ایں ہوش سارا ہُن گیو ای
سچو پریں دے پار کنوں ساکوں ایہا سیتہا عشق آیو ای

Marfat.com

جوگی کون سے دیس سے آیا میں نے یہ نہ جانا
پہلے کب دیکھا تھا اس کو میں نے نہیں پہچانا
مان کرے کیوں مجھ پر سکھیو، مجھ کو یہ سمجھانا
گلے میں کفنی ہاتھ میں پہوڑا اس نے کس کو پانا
میں وہی رانجھن جس کا نصیبہ در تیرے تک جانا
بول سُنے وہ مشکل ہو گیا سانس کا آنا جانا

کیا گذری ہے تجھ پر اپنی سکھیوں کو ہی بتا
شام و سحر رونے میں گذریں لگا ہے غم تجھے کیا
عشق کے سودے میں ری سکھی کیا تو نے لیا کما
باہر ذات سیال سے نکلی کیا کیا تو نے کیا
بات ہماری کوئی نہ مانی بیٹھی ہوش گنوا
پریت نگر سے ملا سندیسہ عشق ہے تری دوا

Marfat.com

رانجھن لے چل اپنے نال
نہیں تاں مرمر جاندیاں دوالا
عشق تساڈے ماریا نعرہ جھنگ سیال بھی چھوڑم سارا
تخت ہزارے آندی آں دوالا
تیڈے کیتے پھراں اُداسی ویس وگا سبھ رنگ سناسی
بہوں بہوں اِتھ ماندی آں دوالا
دردِ فراق جو مینوں ماریا خویش، قبیلہ، وطن وِساریا
خون جگر دا کھاندی آں دوالا
توں تاں میڈے دل دا جانی عشق گھتی ہے گل وچ گانی
جوگن تھی کر گاندی آں دوالا
گھت جدائی میکوں نہ ماریں سچو، سائیں توں نہ وساریں
پاندگچی وچ پاندی آں دوالا

رانجھن لے چل اپنے ساتھ
نہیں تو جان سے جاتی ہوں۔ ووالله

تیرے عشق نے نعرہ مارا جھنگ سیال بھی چھوڑا سارا
تخت ہزارے آتی ہوں ــ ووالله

تیری خاطر پھروں اداسی بھیس بدل کر بنوں سناسی
جان کو یہاں کھپاتی ہوں ــ ووالله

دردِ فراق نے مجھ کو مارا بھولی وطن قبیلہ سارا
خون جگر کا کھاتی ہوں ــ ووالله

تو ہے میرے دِل کا جانی گلے میں تیری پیار نشانی
جوگن بن کر گاتی ہوں ــ ووالله

مجھے جدائی سے نہ مار سائیں مت بن بھولن ہار
میں فریاد سناتی ہوں ــ ووالله

ساڈے گھر آیا..... آیا سوہنا، سدا آیا
اپنا وعدہ آپ پالیونیں اساں تاں درشن پایا
وِسر گیو سے فلک ہجر دا گل سجن چا لایا
معاف مدایاں سب کیتونیں یار سانوں پرچایا
آنگن میڈے ٹر آیا سو ہیلے مولیٰ محب ملایا
سچل جیہیں داسگ ہے اصلوں سر میڈے اُوں داسایہ

پہلے وسدا رانجھو یار اساں نمانیاں نوں اللہ بلیندا
تہیں دے عشق آرام وِنجایا گیا سو صبر قرار
ڈو نہیں جہانیں وچوں یار سجن دا عشق کیتم اختیار
رانجھن جیہا ہور نہ کوئی بیئے کھیڑے لکھ ہزار
انگن اساڈے جے رانجھن آوے دل تھیوے باغ بہار
ہے سچو کوں سوہنے باہجوں ردون زار و زار

Marfat.com

وہ دلبر وہ جانِ جاناں، گھر میں ہمارے آیا
خوب نبھایا وعدہ اس نے، ہم نے درشن پایا
ہجر کا دشت بھی بھولا جب ساجن نے گلے لگایا
سارے معاف گناہ کئے اور دل میرا بہلایا
آئے تڑپ کے آنگن میں مولا نے محب ملایا
سچل میں سگ جس در کا اس کا میرے سر سایہ

رب سے آپ ملائے ہم کو ملے جو رانجھو یار
عشق ترا، آرام بھی لے گیا، لے گیا صبر قرار
دونوں جہان سے چنا ہے ہم نے تیرا عشق اے یار
رانجھن کا نہیں ثانی کوئی، کھیڑے لاکھ ہزار
رانجھن آئے گھر میرے جو، دل ہو باغ بہار
لیکن وہ نہ ملے تو سچو رونا زار قطار

جڈاں سمجھ پئی ہے دل کوں تاں ایہہ جگ سارا ہیں ای
جھنگ سیال بھی سیرا ساڈا تخت ہزارا ہیں ای
ہر کہیں طرفیں دیکھ ونجایا عشق نظارا ہیں ای
محبت دے میدان دے اندر ماریا نعرہ ہیں ای
دل وچ دھماں عشق مچایاں نت ۔ چمکارہ ہیں ای
ڈوہاں جہاناں دے وچ سچو ہاں بے چارہ ہیں ای

سوہنے نال اساڈیاں اکھیاں اڑکن. ہو اڑکن
غمزے رمزے یار سجن دے کڑکن ہو کڑکن
درتیڈے کنوں عاشق شودے پھڑکن ہو پھڑکن
سوز تیڈے کنوں برہے والے پھڑکن ہو پھڑکن
عشاقاں دے سر سولی تے لڑکن ہو لڑکن
برہا دیاں بھاہیں سچل دل وچ بھڑکن ہو بھڑکن

Marfat.com

جان لیا جب دل نے تب سے یہ جگ سارا میں ہوں
جھنگ سیال بھی شہر ہے میرا تخت ہزارا میں ہوں
چاروں کھونٹ میں دیکھ بجایا، عشق نقارہ میں نے
منزلِ عشق پہ جا پہنچا تو نعرہ مارا میں نے
دل میں عشق نے دھوم مچائی نت چمکارہ میں ہوں
دونوں جہاں میں سچ لیکن اِک بے چارہ میں ہوں

سوہنے سنگ ہماری آنکھیں اڑکیں ہو اڑکیں
یار سجن کے عشوے غمزے کڑکیں ہو کڑکیں
ترے در پہ ہجر کے مارے پھڑکیں ہو پھڑکیں
ہجر کے سوز سے تیرے عاشق دھڑکیں ہو دھڑکیں
عاشقوں کے سر سولی اوپر لٹکیں ہو لٹکیں
سچل ہجر کے شعلے دل میں بھڑکیں ہو بھڑکیں

Marfat.com

نیناں دی عجب نگاہ دل دل ہوندیاں ہادی دے نال
ہادی سانوں سرّا یہیں دی ایہا ڈکھائی راہ
اِتھاں پھیریاں ڈے کر رہیاں آپ لہاں ہر گاہ
کِتلے تائیں نظر نہ آیا بن اللہ آگاہ
اکھیاں دے وچ سب کجھ آہا متاں ہتھیوں گمراہ
سچّل تینوں رمز ڈکھالی، ہادی ہتھیا ہمراہ

اوہی اندر اوہی باہر اوہی آہا مُو بمُو
ہر کہیں جا ظہور تہیں دا ہر کہیں کوچے سُو بسُو
آپ پھریندا لکھیں لباساں ہر کہیں خانے خو بخُو
اوہی روندا، اوہی ہسدا صاحب سوای ہُو بہُو
وَھُوَ مَعَکُم ایہا بشارت جانب وسدا جُو بجُو
آپ کنوں کڈاں خیال نہ باہر سچّل بہندا روبرُو

Marfat.com

نین نہ بھولیں اس کا نظارہ واہ ہادی کی نگاہ
مرشد نے یہی راز بتایا، یہی دکھائی راہ
جو بھی جگ میں کیا ہے اس پہ ہوگی آہ یا واہ
بن اللہ کوئی نظر نہ آیا، جس کو کہیں آگاہ
آنکھیں سب کچھ جان گئی ہیں مست ہونا گمراہ
راز کی بات بتا دی سچّل مرشد تھا ہمراہ

اندر وہ ہے باہر وہ ہے وہ ہے میرے مُو بمُو
ہر جا جلوہ اس کا ہے ہر کوچے میں اور سُو بسُو
لاکھوں اس کے بھیس ہوئے ہر اِک لیکن خُو بخُو
وہ روئے اور وہی بنسے ہے صاحب سارا ہُو بہُو
وَھُوَ مَعَکُمْ، ہوئی بشارت وہ رہتا ہے جُو بجُو
سچّل اس کا دھیان ہے ہر دم وہ بیٹھا ہے رُو برُو

Marfat.com

نور بھریا رُخ پیارے دا اُلا پیارے دا دلدارے دا
میں نمانی ہیر جٹی توں صاحب تخت ہزارے دا
سوہنا مینوں اینویں بھاندا جیویں گل ہزارے دا
وڈڑے ویلے جو شاہ ملیا منھیا سبب ستارے دا
مستاں نوں سر مست جو کیتوای سچو کون بچارے دا

رانجھن نوں پر چائیں کھیڑا رُٹھا تاں گھولیا وو
میں رانجھن دی رانجھن میڈا کھیڑا کون بلائیں
لوکاں لیکھے چاک مجھیں دا رانجھن سِر دا سائیں
نال رانجھن دے کیوں نہ چراواں مجھیاں کیٹاں گائیں
ساہ سچو دا سوہنل کیتے منگدے بہوں دعائیں

رانجھو کھیڑا ڈوہیں میں ہاں ہیر رہی وچ کتھے کتھے
جھنگ سیال تے تخت ہزارا ڈوہیں ڈِٹھم اتھے ایتھے

Marfat.com

دلدار کا میرے پیارے کا، رُخ نور منور پیارے کا
میں عاجز جٹی ہیر اور تو ہے صاحب تخت ہزارے کا
مجھے یار سجن یوں لگتا ہے جیسے ہو پھول ہزارے کا
جو نورِ سحر میں شاہ مِلا، تھا کام وہ صرف ستارے کا
جہاں مست ہوئے سرمست وہاں کیا حال ہُوا بے چارے کا

کھیڑا روٹھا، صدقے کروں میں رانجھن کو پرچائیں
میں رانجھن کی رانجھن میرا کھیڑے کون بلائیں
لوک کہیں لسے چاک مہیں کا میرے سر کا سائیں
سنگ رانجھن کے کیوں نہ چراؤں مجھیاں، کٹیاں گائیں
سچل اس کے دم سے دم ہے مانگوں بہت دعائیں

رانجھو کھیڑا دونوں ایک تھے رہ گئی ہیر سیال کہاں
جھنگ سیال اور تخت ہزارہ دونوں دیکھے ایک جہاں

Marfat.com

اساں پیو سے ونج انھائیں ناں نہ کہیں دا تِتھے تِتھے
گم ہوئی بھی ہیر انھائیں موج وڈھی آہی جِتھے جِتھے
سچو صاحب ہکو آہا وال نہ کائی وِتھے وِتھے

چھوڑ بیانی شاہی وو میں وطن رانجھو دے ویساں
ہٹکے ہوڑے بابل بھائی متاں ڈیوے سانوں مائی
سٹ کھیڑے تھیساں راہی وو
سبھ سہیلیاں مِل کر آندیاں تھی ایلازی پلو گل پاندیاں
گھن مستیاں تھی ڈاہی وو
اوراں دے نال ماہی کیویں مٹھاں طرف رانجھو دے عنیاں پٹھاں
گھن کے قلم سیاہی وو
سچو دی دل تھئی اداسی بے وس ہو کے پھرے سنیاسی
اصل کنوں اینویں آہی وو

Marfat.com

جا کے بسے پھر اس کے دوارے جہاں نہ نام نہ کوئی نشاں
وہیں پہ ہیر تمام ہوئی تھی ڈوب گئی تھی موج جہاں
سچو، صاحب تو یکتا تھا رہا نہ فرق فراق وہاں

رانجھو سنگ میں جاؤں گی ہاں چھوڑ ببانی شاہی دو
روکیں ٹوکیں بابل بھائی اور سمجھائے ہم کو مائی
چھوڑ کے کھیڑے ہوں گی راہی دو
سب سہیلیاں مل کر آئیں گلے میں پلو ڈال سنائیں
چھوڑ دے راہ اس میں ہے تباہی دو
ان سنگ ماہی کیوں جانے دوں رانجھے کو پھر چٹھیاں بھیجوں
قلم پکڑ کر لے کے سیاہی دو
سچو کے دل میں ہے اداسی بے بس ہو کر پھرے سنیاسی
وہ تو ازل سے تھا ایسا ہی دو

Marfat.com

ہیں تاں پھردی وتدی آں تیڈڑے نال
توں تاں تخت ہزارے دا سائیں ہیں تاں ہیر سیال
پائے رکاب تساڈی ہوساں، جیہے تیہے حال
توں تاں بے پرواہ جلیندائیں ساڈی جوشاں دے وچ جال
اپنے در دا دلبر سائیں سچو سگ سنبھال

دولہن سائیں نہیں دِلیاں کنوں دور، وو رانجھن سائیں
لُوں لُوں دے وچ ماہی وسدا نیناں دے وی حضور
ہر دم حاضر ناظر ہیں ای یک مُوفرق نہ مُور
ڈس ایہو ای ہادی والا نورٌ علیٰ نور
بات برہ دی آکھن مشکل، سچو رہنا صبور

میں ماہی دی مستانی وسدا دل وچ دلبر جانی
برہ دے غمزے سوئیں ہزاریں گھیتوای مار اخوانی

میں تیرے سنگ گھوم رہی ہوں گھومتی ہوں ہر حال
تخت ہزارے کا تو سائیں میں ہوں ہیر سیال
تیرے سنگ رہوں گی میں تو بُرے بھلے ہر حال
بے پرواہ تو، میرے چاروں اور ہے دُکھ دھمال
تیرے در کا کتا سچّل سائیں اسے سنبھال

دولہا سائیں، رانجھن سائیں، دل سے نہیں تو دُور
ردم ردم میں رہتا ہے اور نینوں کے بھی حضور
ہر دم حاضر ناظر دیکھوں یک مُو تو نہیں دور
یہی تو دم ہے مرشد والا، نورٌ علےٰ نور
بات برہا کی کہنا مشکل سچّو رہ صبور

دل میں بسے ہے دلبر جانی میں ماہی مستانی
بے حد دکھ برہا کے مجھ کو مار گئے اخوانی

Marfat.com

عاشق ہووِیں تاں سِر ڈیویں گالھ ہیئ مردانی
دائم دل وچ پاویں جھاتی، رمز لیئں روحانی
جان سچّو بن عشق رانجھن دے ڈوجھی سبھ نادانی

روح رانجھوے رمزاں لُٹیا کھیڑے کنوں بے زاریاں
ماہی دے مہنے جھولی جھلمُ چاتم سبھ خواریاں
میں تاں رہ گئی کول ادھیں دے محبت دی مت ماریاں
ہووِاں کنیزک، بانہواں بدھ کر، پا پلو کراں زاریاں
آتن وچوں طعنے ڈیون بڈھیاں توڑے کنواریاں
لوکاں لیکھے چاک مجھیں دا میں تاں صدقے واریاں
لیسی گل اوہو جیں دے کارن وچ غماں دے گذاریاں
ساڑ گھتاں پچھے چرخے کوں میں تاڑیاں مُنیاں اُڈاریاں
سچّو چھوڑ گیاں سبھ سیالیں رانجھو پچھے میں قطاریاں

Marfat.com

عاشق ہو تو سر دے دینا بات ہے یہ مردانی
دائم دیکھو شیشۂ دل ہے رمز اس میں روحانی
سچّو عشق ہے رانجھن کا اور باقی سب نادانی

روح میری رانجھے پہ فدا ہے کھیڑوں سے بے زاری
میں جھولی میں ڈال رہی ہوں سب طعنے سب خواری
رہ گئی اس کے ساتھ ہی میں تو پیار نے وہ مت ماری
باندی بن کر گلے میں پلو، کرتی پھروں میں زاری
چرخہ کاتوں طعنے دیں کیا، پیر ہے اور کنواری
دنیا جانے چاکر اس کو، میں اس پہ ہوں واری
آ سینے سے لگائے گا وہ، جس کے غم میں گذاری
راکھ کروں چرخے کو جلا کر مُنیاں اور اڈاری
چھوڑ گئی ہیں سبھی سیالیں میں رانجھو راہ قطاری

Marfat.com

چھوڑ کے جھنگ سیال وے رانجھو ویندا رمز رلائی
پار دریاؤں جھوک رانجھن دی، رانجھو مجھیں دا مہینوال وے۔ ویندا لوک چھپائی
سانوں جوگی جادو لایا، ویکھ مرلی دی تال وے۔ ویندا مونہہ چلائی
اکھیاں سوہنے دیاں بلن مشالاں، بھگن پٹوین ڈال وے۔ چوٹے اندر عشق سمائی
پچھوں جنج کھیڑیاں دی آئی، کھیڑیاں کنوں بھی خیال وے، مولا محب ملائی

جھنگ سدا خوشی ہوسوں سوہنیاں دے نال
ناں سائیں دے، سوہنا سائیں درق دھوڑے دا وال
حیرت دے وچ پے گیوسے ویکھ چاکاں دی چال
اوڑے باڑے چوری آکھن پے گئی اے کیہڑے خیال
عمر بھائی یار پچھوں دی برہا کیتس برحال

تخت ہزارہ چھوڑ چھوڑ آیا ماہی میڈے سانگے
اکاں لیکھے چاک مجھیں دا، میڈے لیکھے حق توڑ آیا

Marfat.com

رانجھن رمزیں نئی سجھائے چھوڑ کے جھنگ سیال، رمزیں نئی سجھائے
پارندی کے جھوک ہے اس کی نبا ہے وہ مہینوال، لوگوں سے چھپ جائے
ہم پہ جادو کر گئی اس کی مُرلی کی ہر تال، ایسی تان اڑائے
زلف اڑتی ہے آنکھیں جیسے روشن کوئی مشال، چوٹ پیار کی کھائے
کھیڑوں کی بارات ہے آئی، سچو کر دخیال، مولا یار ملائے

سدا رہوں خوش جھنگ، اگر جاناں ہے شریک حال
نامِ خدا وہ ورق جدائی کا کر دو پامال
ہم حیرت میں ڈوب گئے چاکوں کی دیکھ کے چال
ایرے غیرے کہیں دیوانی، کس کا اسے خیال
ساری عمر تو یار سچل برہا نے کیا بے حال

دلبر میری خاطر اپنا تخت ہزارہ چھوڑ آیا
لوگ کہیں اسے چاکر، میرا حق سے رشتہ جوڑ آیا

Marfat.com

تخت ہزارے داجوگی آیا، بیاں کنوں مونہہ موڑ آیا
اساں تے رانجھا ہک تھیوے ذات کھیڑیاں دی بوڑ آیا

رانجھن ویہڑے آیا ہے، کُل پیا وچ کُل سبایں
گل وچ کفنی، ہتھ پھوڑا تہیں کیا بھیکھ بنایا ہے
جیڈے تیڈے رانجھن سائیں کھیڑا کہیں کھڑایا ہے
ایڈوں اوڈوں سیّاں آکھن چوچک چاک بنایا ہے
صورت دے وچ سچّو سائیں آ کے آپ سمایا ہے

بھلا جانی کیہیاں کیہیاں تیں سانوں تاہنگاں لائیاں
ہک بئے پچھوں حسن دیاں فوجاں ویکھو چڑھ چڑھ آئیاں
آون دیاں دت دیس اساڈے تھیاں سوہنے دیاں وایاں
وڈڑے ویلے ویلیاں اُتھائیں جتھے سوہنے دیاں جایاں
ہر ہر عشاقاں نوں تساں سچّل برہ پڑھائیاں

Marfat.com

جوگی تخت ہزارے کا سب اپنوں سے منہ موڑ آیا
میں اور رانجھو ایک ہوئے کھیڑوں کی آن کو توڑ آیا

شور مچا ہے جھنگ میں، رانجھن میرے گھر میں آیا ہے
گلے میں کفنی، ہاتھ عصا یہ کیسا بھیس بنایا ہے
چاروں اور میں رانجھن دیکھوں کھیڑا نظر نہ آیا ہے
سکھیاں بولیں، چوچک نے رانجھن کو ہاک بنایا ہے
سچو رانجھے کی صورت میں صاحب آپ سمایا ہے

جانی پیارے تو نے کیا کیا دل میں آس جگائی
موج کے پیچھے موج ہو جیسے، حُسن کی فوج ہے آئی
اپنے دیس میں اس کے آنے کی پھر خبر ہے آئی
صبح کو میں وہاں جاؤں گی جہاں اس نے جوت جگائی
تو نے سب عشاق کو سچل، ہجر کتاب پڑھائی

Marfat.com

ہُن کیوں کیتی ہیئی بے پرواہی

عشق تاں تیڈے صبر دساریا خونی خنجر بھر کے ماریا

شاہد سارا جگ الاہی

آپ کنوں چا دور کیتوئی دل اساڈی چا چور کیتوئی

من تیڈے وچ اصل دی آہی

دامن تیڈڑے آمیں پئی آں جوش عقل کوں ہن میں گئی آں

بخش گناہ اساکوں ماہی

در تیڈے تے لکھیں سوالی گل وچ پہریم پہرن والی

سچو جیہے تیڈے لکھیں سپاہی

یار دے پاروں آئے، آئے ڈاہڈے ڈور اپے

اِنھاں عتاباں سنوری سیباں عشق دے بیج مجائے

Marfat.com

کیوں کی ہے بے پرواہی
تیرے عشق نے صبر گنوایا خونی خنجر دل میں مارا
شاہد سب جگ ہے الٰہی
ہم سے خود کو دور کیا، دل یہ چکنا چور کیا
تیرے اصل کی دل تھے گواہی
تیرے دامن آن لگی عقل سے کوسوں دور ہوئی
اب بخش دے میرے ماہی
تیرے در پر لاکھ سوالی پہنے ہوئے ہیں پہرن والی
ترے پیچھو سے لاکھ سپاہی

یار کی خاطر کیسے کیسے طوفان ہم پر آئے
ان طوفانوں نے ہی عشق کے شعلے آ بھڑکائے

Marfat.com

خاطی دے ہتھوں آن مُتبوئیں جیں سبھ حال سنائے
نال سنن دے مونجھ دی پیوسے برہے بور بچھائے
اوہیں دیہاڑے سچّل نمانے انگ بھبھوت رمائے

لائی کیوں دل لائی تساں پردیسی نال
نال تیڈے میں اصلوں لائی، تھیویں نہ توں دُکھی بھائی
یار مسافر چوٹک لائی مت تیکوں کیہی آئی
آون جاون دی سُدھ نا ہیں دلبر دل گیا چائی
الٹ پلٹ دی گالھ ہے سچّل سمجھ ایہا توں وائی

اساں یتیماں نوں کیویں وسار یو ای
تیڈے ڈیکھن کیتے بہوں سکدی آں
کنھوں کوکاں، کنھوں آکھاں سیف ہجر نال ماریو ای
دکھ ڈورا پے تیکوں ڈیساں ہو دم نال گذاریو ای
یار سچّل تیکوں مُکھ وکھلایا جیہیں کوں روز پکاریو ای

Marfat.com

تا صدنے سب سخن تمہارے ہم کو آن سنائے
حال سنا تو کتنے گہرے زخم اس دل پر آئے
اس دن سے سچل پھرتا ہے انگ بھبھوت رمائے

آنکھ لگائی پردیسی سنگ کیونکر آنکھ لگائی
دُکھی نہ ہونا میں نے تو بس عشق کیا ہے بھائی
بار مسافر کر گیا وار اور سمجھ نہ تجھ کو آئی
سدھ بُدھ بھولی جاتے یار کی جھلک نظر نہ آئی
الٹ پلٹ کی بات سچل ہے، سمجھ لے تو نے پائی

ایک تمنا دید کی تھی پوری بھی نہ کی اور یار گئے
کس سے کروں فریاد وہ مجھ کو ہجر کی سیف سے مار گئے
مجھ سے پائے دکھ ان لمحوں جو تم یہاں گذار گئے
سچل کب دکھلائے گا منہ جس کو ہم تو پکار گئے

تیڈیاں اکھیاں لعلوں لال شوقی یار شرابی ہوندیاں
بانہاں بدھ کر دور کھڑ دون کیفی ڈیکھ کلال،
ڈیکھ پتنگ پرواز کریندے تیڈا مکھ مشال
دلیاں والے سودے دے وچ ڈونہیں نین دلال
سچل صفت تمام نہ تھیسوے پھیر دی آں بئے تاں خیال

تخت ہزارے دا شاہ میاں رانجھا دامن تیڈے لگی ہاں
جوگی تھی کر پھیرے سیلانی رہندا بے پرواہ میاں رانجھا
تیڈے باہجوں نال کھیڑیاں دے نہیں سوٹھیہندا ٹھاہ میاں رانجھا
نال کرم دے، دید مہر دی ہیں توں مول نہ لاہ میاں رانجھا
نام اللہ دے آپ سنجانیں سنگ سچو دا نباہ میاں رانجھا

تیں تے میڈڑی جان رانجھا دو تیں تے میڈڑی جان
عشاقاں توں دل کیوں چاتیوئی، عالم وچ گمان

Marfat.com

یار شراب سے آنکھیں تیری لعلوں سے بھی لال
کیف ایسا کہ باندھ کے ہاتھ کھڑے ہیں دور کلال
تیری مکھ مشعل کو دیکھ کے پروانے بے حال
دل کے سودے میں تو دونوں نین بنے دلال
سچلؔ صفت کریں کیا اس کی، دے نہ ساتھ خیال

تیرا دامن پکڑا ہے اے تخت ہزارے کے شاہ میاں رانجھا
جوگی ہے، بیلانی ہے نہیں لسے کوئی پرواہ میاں رانجھا
تجھ بن کھیڑوں کے سنگ میرا ممکن نہیں نباہ میاں رانجھا
مجھ پہ کرم کر، مجھ کو عنایت مہر کی ایک نگاہ میاں رانجھا
نام خدا پہچان مجھے ہاں سچلؔ سے بھی نباہ میاں رانجھا

تو میری ہے جان رانجھا تو میری ہے جان
منہ عاشق سے کیوں پھیرا دنیا کو ہے شک گمان

Marfat.com

جاندا ہیں توں ہیں تاں تیڈے قدماں توں قربان
راتی ڈیہناں دلڑی اساڈی درد کیتی دیوان
عشق تیڈے کنوں یار سجوڈی ہوئی جند حیران

سانوں متیاں بہن دیاں نہ ڈیلو میں تاں جھوک ہا دی دی جاندی آں
طعنے تہمت یار دے کرکے ہار گجی وچ پاندی آں
ندیسیاں انجھو نال میں رہساں کھیڑیاں دے چوں نہیں جاندی آں
ایتیں ڈیہناں یار دیاں گالھیں گلی گلی وچ گاندی آں
سجوڑا انجھن دل نوں بھاندا ہور کہیں کوں نہ بھاندی آں

Marfat.com

تو جانے مجھے میں ہوں تیرے قدموں پر قربان
دل کیا ہے ترے ہجر کا قصہ درد کا اِک دیوان
یار سچّل تیرے عشق میں میرا جیون ہے حیران

صبر کی مت تلقین کرو میں تو جھوک رانجھو کی جاؤں
طعنوں کے میں ہار پروؤں، اپنے گلے سجاؤں
سکھیو رانجھن سنگ رہوں میں کھیڑے چھوڑ کے جاؤں
آٹھ پہر میں اس کی یاد میں گلی گلی میں گاؤں
سچّل مجھ کو رانجھا بھائے نہ ہی غیر کو من میں بساؤں

Marfat.com

Marfat.com

سی حرفی

Marfat.com

الف آگ لگی سانوں عشق والی، قاضی اور کلاں دو ڈسیندا ہیں
ساڈی دل تاں تخت ہزارے ڈھوں مسلے جوڑ کے آپ سُنیندا ہیں
دنج بڈمر، ملاں منجھ پویں، کنوں راہ سچی دو گھسیندا ہیں
منگیں خیر کھیڑیاں دی دو کیہڑی گالھوں انجھو یار اساں توں رُسیندا ہیں

ب بحر بہ دے دو زور رکھیا میڈی ذات سیال سائی لڑھ گئی
کتھے جھنگ تے ننگ ناموس رہیا پچھے چاک دے ہیں اجڑ گئی
دل دردمنداں دی چو بھار والی حکماں حکم سا غمزے نال لئی
مہنے ماہی دے سے قبول کیتم، جے کائی تھیونی ہائی سچو سائی تھئی

ت ترک دیہاڑے میثاق دے ہیں تاں رہیاں ذات سیال کنوں
توبہ توبہ تے استغفار کیتم، خوشی نال کھیڑیاں دے خیال کنوں
ہک دم نہ فارغ ہیں ہو سال، جانی یار رانجھو دے وصال کنوں
ڈوجھی کار نہیں میڈی دل اُتے، سچو یار دی سار سنبھال کنوں

Marfat.com

ہمیں آتشِ عشق جلاتی ہے قاضی کیا سخن سناتا ہے
دل تختِ ہزارے میں اٹکا، یہ مسئلے اپنے بناتا ہے
مُلّا پہ عذاب ہی نازل ہو، مجھے سچی رہ سے ہٹاتا ہے
کھیڑوں کی چاہے خیر، ہم سے رانجھے کا ساتھ چھڑاتا ہے

یہ سیلِ بلا تھا ہجراں کا ناموسِ سیالاں اس میں گیا
میں چاک کی خاطر اُجڑ گئی نہ جھنگ نہ ننگ ناموس رہا
پُرسوز تھا دل یہ پہلے ہی پھر عشق کا حکم بھی آ پہنچا
سچو جو ہونا تھی ہو کے رہی میں نے ہر ہر طعن قبول کیا

وہ روز الست تھا جب میں نے کی ترک یہ ذات سیال اپنی
کھیڑوں سے میں دامن کش گذری ان سے نبھنا تھی محال اپنی
اِک پل کے لئے بھی چھوٹے نہ رانجھو سے راہِ وصال اپنی
سچو بن رانجھن کار نہیں دہی سُر اپنا دہی تال اپنی

Marfat.com

ث ثابت ساڈڑی دل ہوئی راتاں ڈینہہ سیاں رانجھے یار ڈہوں
اوہیں دم لاکوں اج توڑی ویکھو، میڈا خیال تاں تخت ہزار ڈہوں
"الست بکلا" ڈوہیں بک ہوئے ڈتم گوش اوہیں اقرار ڈہوں
بھناشک گمان سچوداسارا دل آپئی ایہیں اعتبار ڈہوں

ج جند چھٹ گئی میڈی جھنگ کنوں ہنتھ ڈوگیاں دو سیالیاں جی
لاہاں نال پنگھوڑا دو ساڑ دیواں گھتاں اگ دے وچ نہالیاں جی
سبھے جان رہوو، دو خیال ایہو، ہین چاک دے عشق دیاں چالیاں جی
سچو رکھ سنبھال توں جو ہے نی برہ والیاں گوڑھیاں گالھیاں جی

ح حال تے ہُل ہے سیالیاں وچ چوچک کنے کیہا اج چاک کھڑے
غلبہ عشق اوہیں تے کیڈا کیتا نہیں دے جا بجا پھر دے پڑھے
سینگی ہیر سیال اساڈی آہی تہیں دے نال ایہیں دے وہین اڑے
ڈوہیں سرناگاہ جو آڈیکھو، محبت والے سچو کبڈے لڑھے پڑھے

Marfat.com

سکھیو مرا دل تو نہال ہوا دن رات ہے من میں رانجھن یار
اس وقت سے لے کر آج تلک دل میں ہے سمایا تخت ہزار
پابند ہوں میں نے جو بھی کیا تھا روزِ الست دبلیٰ اقرار
ٹوٹا ہے شک گمان سبھی سچو کا، ہے پکا قول قرار

ہاں جھنگ اور جھنگ سیالوں سے مری جان بچی میں بھر پائی
سامان جلا کر خاک کروں، لگے آگ یہ من میں ہے آئی
اسرار و رموز یہ عشق کے ہیں کچھ تجھ کو بھی ان کی سمجھ آئی
یہ ہجر و فراق کی رمزیں ہیں سچو ہیں متاع تنہائی

چوچک نے چاک رکھا کیوں کر یہ پوچھ رہے ہیں سیال کھڑے
یہ عشق کا کیسا غلبہ ہے دیکھا ہے جسے ہر رہ میں کھڑے
ہاں ہیر سہیلی اپنی تھی پر نین اس کے کہاں جا کے اڑے
سچو دیکھ محبت والوں کے سر کتنی اوج پہ آج چڑھے

Marfat.com

خ خویش قبیلہ دُھل گئے رانجھو نال میڈا ڈاہڈا خیال پیا
رنگپور کھیڑیاں دے وِچ شال کوئی سُناں میں تاں گھیڑا کال پیا
تھیون غار سبھے وِچ غرق اُتھاں کیہا بھیڑیاں داو وبال پیا
اساں یار ماہی ڈوہیں ہک ہوئے ہر ویلے سچّو وِچ وصال پیا

د دل ہک آہی ساڈی یار ڈھوں ڈوجھی ہووے تاں اوہا میں عام ڈیواں
برہے ذات میڈی ساوسار ڈتی بھٹھ ہک واری ننگ نام ڈیواں
ساڈے طرف اڈائیں ونیدا کوئی نہیں جیکوں پرت والے پیغام ڈیواں
بانہاں بدھ بہوں میں نراری کراں سچّو دوست ڈھوں میں سلام ڈیواں

ذ ذات سیال میں مُنڈھوں نہ ہی کون چوچک؟ تہیں دا راج کیہا
جوئی نال ہک یار دے ہک ہوئی تہیں دا آکھ قاضی، بیا کاج کیہا
جہیں کوں عشق رانجھو دے کڈھ نیتا تہیں کوں اوراں دا احتیاج کیہا
دل ہک آہی، ماہی یار نیتی وت کھیڑیاں بھیڑیاں دا وڈاج کیہا

Marfat.com

گیا بھول قبیلہ خویش ہمیں رانجھو کا ہر دم خیال رہے
سُنوں خبر کہ رنگپور کھیڑے میں سدا قحط رہے اور کال رہے
ہو جائیں سارے غرق وہاں یا سب کے سر پہ وبال رہے
سچو یار اور میں تو ایک ہوئے دونوں کا سدا وصال رہے

دل ایک تھا نذرِ یار کیا، ہو اور تو اس کو عام کروں
اس عشق میں ذات گنوا بیٹھی کیا فکرِ ننگ و نام کروں
آئے نہ کوئی جائے نہ کوئی کیا پریت کا یہ پیغام کروں
سچو عرض میں باندھ کے ہاتھ کروں، میں یار کو عرض سلام کروں

نہ ذات سیال رہی میری نہ میں جانوں چوچک راج ہے کیا
میں ساجن کے سنگ ایک ہوئی یہاں قاضی کا بھلا کاج ہے کیا
جسے اس کا عشق ہی لے کے اُڑا وہ اوروں کی محتاج ہے کیا
دل ایک تھا دے دیا ماہی کو کھیڑوں کو مجھ سے کاج ہے کیا

Marfat.com

ر ردر انجھو دے ہیں ہور بیاں کوئی اور نظر نہیں آؤندا جی
ندی دے کنارے وڈڑے ویلے دنجھلی سوز کنوں دد دجاؤندا جی
اللہ آپ جانے ماہی یار مینوں بناں کل کنوں ادھو بھاؤندا جی
اوہیں رانجھو اُتوں سچو صدقے تھیواں انگن اساڈے جڈاں پیر پاؤندا جی

ز زور گھتیا برہ باری ڈاہڈا میں مست دیوانڑی ہو رہی
ہُن رنگ بھبھوت جولا کھڑا دل ہائے دیوانڑی ہو رہی
رانجھو کتھ اساں وَت کتھ رہے نینہڑے دی دونشانڑی ہو رہی
اوہیں کیتے اداس بیراگ پھراں سچو مونجھ مستانڑی ہو رہی

س سبھ سیالیں چھوڑ گیاں ڈیکھ ڈیکھ اساڈڑا حال وی
شرم بوڑ دیوانڑی ہو رہی گھِدی رانجھو دے عشق کمال وی
راتیں ڈیہاں اوہیں وت چاک ڈہوں کھڑے دم بدم خیال وی
مست بساڈڑی مُول نہ گھنسی اوہا دلن پچھوں سچو ہے مجال وی

Marfat.com

میں روبرو ہو گئی رانجھے کے مجھے اور نظر کیا آتا ہے
وہ ندی کنارے وقت سحر کس سوز سے بنسی بجاتا ہے
خود رب جانے کُل جگ اندر مجھے ایک وہی تو بھاتا ہے
میں سچّو صدقے رانجھو پر جب میرے انگنا آتا ہے

اس ہجر نے زور وہ باندھا ہے میں مست دیوانی ہو کے رہی
وہ رنگ بھبھوت لگا آیا مجھ کو حیرانی ہو کے رہی
وہ اور کہیں میں اور کہیں بس پیار نشانی ہو کے رہی
سچّو اس کے لئے بیراگن ہوں، غم میں مستانی ہو کے رہی

مجھے ساری سیالیں چھوڑ گئیں یہ دیکھ کے میرا حال ہے کیا
گئی شرم حیا، دیوانی بھئی رانجھو کا عشق کمال ہے کیا
شب و روز اسی میں غلطاں ہیں اس چاک کا حسن خیال ہے کیا
سچّو اس کا مُڑنا محال ہوا سمجھائیں اسے یہ مجال ہے کیا

Marfat.com

ش شور بھی عشق مچایا ڈاہڈا ہن عقل والی دو صلاح کیہی
راہ عشق دی سچی تاں میں گھدی تساں سبھ آکھو ڈوجھی راہ کیہی
رانجھو یار میڈے سر دا سائیں کھیڑیاں بھیڑیاں ڈہوں نگاہ کیہی
پئیاں باہر ننگ ناموس کنوں ہن آکھ سچو دو پناہ کیہی

ص صدق ساڈا رانجھو یار ڈہوں نہیں کھیڑے کوں میں لیکھدیاں جی
نظر غیر دی اساں نوں ٹٹ گئی جتھ کتھ ماہی نوں سو ڈیکھدیاں جی
سو رنگ دے وچ رنگ لاکھڑا دم دم کرے لکھ بیکھدیاں جی
ہے مٹھیاں گوڑھیاں گالھیاں نی سچو سنیں اساڈے شیخ دیاں جی

ض ضرور کھیڑیاں دا ویکوں نہیں رانجھو یار مینوں گل لا رہیا
سُنو سب سیالیاں لوں لوں سبھا جند جان دے وچ پیچ پا رہیا
کائی غیر دی جا نہ رہندی اُتھاں سدا پا ادھو دسما رہیا
سچو آپ سارا دو محیط تھیا، جتھ کتھ دو جا بجا رہیا

Marfat.com

ہاں عشق کا شور ہے زوروں پر اب عقل کی کوئی صلاح نہیں
میں عشق کی راہ پہ چل نکلی کہو باقی کوئی راہ نہیں
رانجھو میرے سر کا سائیں ہے کھیڑوں کی اور نگاہ نہیں
سچو تج بیٹھیں ناموس کو جو اب ان کے لئے تو پناہ نہیں

مرا صدق و صفا تو رانجھا ہے کھیڑوں کی نہیں پرواہ کوئی
کوئی غیر رہا نہ آنکھوں میں اس بن نہ رہا اب شاہ کوئی
رنگ اس کا جدا سو رنگوں میں پل پل اس کا واہ واہ کوئی
سچو اس کی باتیں رمز بھری ہو جیسے سخن کا شاہ کوئی

کھیڑوں سے نہیں کوئی کام مجھے رانجھو نے گلے لگایا ہے
ایک ایک سیالن سُن لے اب مرے روم روم میں سمایا ہے
کسی غیر کی جا نہ رہی کوئی مری روح پہ بھی وہ چھایا ہے
سچو مجھ پہ محیط ہوا رانجھو مرے سر پہ اس کا سایا ہے

Marfat.com

ط طلب میڈی رانجھو یار ڈھوں کھڑا ہو سی ندی دے کنارڑے جی
عشق لاؤن کیتے ساڈے طرف سیاں آیا کنوں سو تخت ہزارڑے جی
چوبارا چھوڑیں، جھنگ آ کھڑا، اساں طالب مفت نظارڑے جی
خواہش آپ بلیس ڈیکھن سیالیاں دی ساڈا اتل نہیں اختیارڑے جی

ظ ظاہر اساڈا عشق تھیا میڈے پچھوں سیالیاں دھکی لائی
ڈیکھن آیا اسانوں جھنگ سارا کھیں سبھ دیوانی ہوئی جائی
مائی باپ نگھوڑے دے وچ تیکوں دعا پیراں فقیراں توں منگی کائی؟
ایہو حال ہویا وسیال تیڈا سچو برہ تساکوں الفی پائی

ع عشق دریا کیتی موج کھڑی کندھی ڈسدی اُتے تے کانہیں
اندر شوق مچایا دوشور ڈاہڈا ایہیں زور ھلن دی جا نہیں
ایہا دل آباد نہ تھیسی کڈاں جہیں دل دے وچ ہا ہا نہیں
میڈا خیال خلاصہ دو یار ڈھوں ہک سینگیاں سچو ساڈے سانہیں،

Marfat.com

رانجھو کو سچی طلب مری آئے گا ندی کنارے وہ
اس عشق کی ریت نبھانے کو چھوڑ آیا تخت ہزارے وہ
ہم سائل مفت نظارے کے آجھنگ میں روپ سنوارے وہ
مراد خل نہ تھا، آیا تھا سیالوں کے کرنے نظارے وہ

جب ظاہر مرا عشق ہوا سیالوں نے مجھے بدنام کیا
مجھے دیکھنے آیا جھنگ سارا دیوانوں سا جو کام کیا
ماں باپ نے رب سے میرے لئے یہ کیسا طلب انعام کیا
تقدیر میں الفی لکھی تھی پیجو ہیر کا کیا انجام کیا

جو عشق کے دریا سے اٹھی اس موج کی خاص تو شان نہیں
جو غلغلہ اس نے ڈالا ہے اس کی سی کسی کی آن نہیں
جہاں حرکت، ہمت، درد نہیں وہ دل آباد مکان نہیں
مرے خواب و خیال میں اک وہ ہے سکھیوں کا نام نشان نہیں

Marfat.com

غ غم لتھا رانجھو یار ملیا پنج کھیڑے بھیڑے بیزار تھے
اساں دوست ڈوہیں جن ہک ہوئے کھیڑے سبھ خراب خوار تھئے
ڈیکھن نال ماہی دے وودل میڈی ڈوجھے نین تاں باغ بہار تھئے
حاصل سبھ مدعا دو اساڈی ہوئی سچو خیال میڑا مختار تھئے

ف فاش تھیا راز عشق والا تنبو قناتاں ونج صحرا لگیاں
چن ونج اوہے کیتے ڈینہہ ہویاں ہن ڈیکھوں تاں جا بجا لگیاں
زمیں سرزبوں نہ تھیسی کڈاں باریاں بار وڈے بر پا لگیاں
ہُن نینہہ دا مار نغارا اتھاں سچو ویکھ تاں ونج ہوا لگیاں

ق قرب سانوں رانجھو یار ڈِتا ونج جھنگ سیالیاں نہ تے بئیاں بھی بہوں
راتی ڈیہناں اساڈڑی ہو رہی دم دم ہکا دل چاک ڈہوں
عاماں نال پرور دے پاک جانیں کڈاں مول نہ ٹھہرا ٹور ٹھہوں
قدماں نال سچو سچے یار دے نی اینویں عمر سبھا جوڑا جوڑ رہوں

غم ٹل گیا رانجھو یار ملا کھیڑے ہم سے بیزار ہوئے
ہم دو تھے مِل کر ایک ہوئے کھیڑے سب جگ میں خوار ہوئے
دل خوش ہوا یار کے درشن سے مرے نین یہ باغ بہار ہوئے
مجھے حاصل اور حصول ہوا سچو کیسے کرم مختار ہوئے

جب کھل گیا عشق کا بھید وہاں صحرا میں فصلِ بہار آئی
پھر عشق کا چرچا عام ہوا ہر چشم ہی مستِ خمار آئی
تھا ہجر کا بارِ گراں لیکن دھرتی یہ بوجھ سہار آئی
سچو اک نعرۂ حق تیرا پھر خلقت دیکھ ہزار آئی

کتنی تھیں سیالیں جھنگ والی پر یار نے ہمیں ہی چاہا ہے
پل پل اس چاک کے نام کیا جیون بھر پیار نبھا ہا ہے
جو عالم تھے وہ شاد ہوئے مرے رب نے یوں ہی چاہا ہے
سچو رونق یار کے دم سے ہے جیون یہیں کرنا چاہا ہے

ک کار بھاوو وسارڈتی عشق چاک دے میں مستان کیتی
اور گالھ اساں کنوں چک پئی دل درد ڈاہڈے دیوان کیتی
خاطر ڈیکھ ساڈی وو ہزار والی ہو ہو اینویں حیران کیتی
قربان اساں سجنے یار اتوں سچو ساسبھو جند جان کیتی

ل لوک سارے بدنام کیتم ویکھاں یار ڈہوں خوش حال ولی
دل لُٹ نیتی ساڈی چاک سیاں ڈوجھے طرف نہیں میڈ خیال ولی
میں گھول گھتاں سر اپنا بھی اُتوں دوست سارا جھنگ سیال ولی
سچو روز ازل کنوں منگ گھدا یہو ہا دی والا حال ولی

م مست کیتی دل چاک میڈی ہُن گئی آں شرم حیا کنوں
رانجھو ہک ہووے شالا ہاں اُتے مینوں تو بہ سیالاں دے سا کنوں
آپے بھج گیئاں ہکو جیڈیاں نی ڈاہڈے عشق دے تکھے تا کنوں
ڈیکھ حال ساڈا سبھ حیران ہیاں سچو پاسا کر نیہہ دے ناں کنوں

Marfat.com

سب دھندے مجھ کو بھول گئے اس عشق میں میں مستانی ہوں
سب باتیں چھوٹ گئیں مجھ سے دل کے ہاتھوں دیوانی ہوں
اس تخت ہزارے والے کے طعنوں سے میں حیرانی ہوں
سچو اس یار کے سر صدقے میں سرتاپا قربانی ہوں

لوگوں نے کیا بدنام بہت پر میں اسے دیکھ نہال ہوئی
اس چاک نے لوٹ لیا ہے دل میں اس کے خواب و خیال ہوئی
اس پر مری جان و دل صدقے، قربان یہ جھنگ سیال ہوئی
سچو روزِ ازل سے مانگا تھا میں ہادی والے حال ہوئی

دل چاک نے ایسا مست کیا اب شرم و حیا سے کام نہیں
اک رانجھو میرے ساتھ رہے مجھے اپنے قبیلہ سے کام نہیں
ہم عمر تھیں جو سب بھاگ گئیں انہیں عشق ادا سے کام نہیں
حیران تھیں میری حالت پر انہیں نام و فا سے کام نہیں

Marfat.com

ن ناں گھنن تاں یار دے نی ہووں جان جسم وچ ہیں تا دوڑی
ہکے رانجھو باہجوں بئے لوک کنوں اساں دوستی والی سبھگا لھ توڑی
بابل، مائی، بھائی بیزار تھیون اینویں آکھ گئے "اساں ایہا جھوڑی"
سچو حمد شکر ہزار کیتم، چاک نال اساں دنج محبت جوڑی

و والگی کائی وحدت والی تہیں سبھ گالھیں وسار ڈتیاں
جیہڑیاں حرص ہوا ہوس والیاں باتاں سیف "الا" دی مار ڈتیاں
جو گالھیں حق الحق آکھیاں اُتے دل دے جما اعتبار ڈتیاں
باطل والیاں اشارتاں مرشد سائیں سچو ویکھ تکیوں اظہار ڈتیاں

ہوش ساڈا رانجھو یار ڈھوں بئے لوک کنوں بے ہوش تھیاں
طعنے ڈیون لکھ ہزار میکوں طرفوں چاک دے ڈیکھو سبھ سیاں
بھل پل کیتی وسیالیاں دی میڈے در اُتے کیڈیاں دھماں پیئاں
پردہ توڑ پئیں میں باہر اینویں سچو یار میں تاں ہُن وسوں گیئاں

Marfat.com

اس نام میں کیسا جادو ہے وہ نام جپوں تو جی جاؤں
ہے ترکِ تعلق اب سب سے اک رشتہ رانجھے کا پاؤں
کیا بابل، میا، بھائی ہیں میں چاک کے جوڑے جُڑ جاؤں
صد شکر سچؔا اس ذات کا ہے جس در سے فیض اس کا پاؤں

ہر بات بھلا ڈالی اس نے کیسی یہ ہوائے وحدت ہے
یہ الا اللہ کی سیف جسے سب حرص و ہوا سے نفرت ہے
جو باتیں حق الحق کی ہیں ان سے مرے دل کو ہمت ہے
سچؔا رمز ہے مرشد سائیں کی، باطل کے فنا کی علت ہے

ہمیں ہوش رہا اک رانجھو کا کسی اور کا کوئی دھیان نہیں
سکھیوں کے لاکھوں بول سہے جُز چاک مرا ایمان نہیں
یلغار سیالوں کی مجھ پہ تھی، منزل یہ آسان نہیں
دنیا سے پردہ چھوڑ دیا اب کوئی عذابِ جان نہیں

ی یار رانجھو جڈے کڈے ہو یا ہر جا وچے ہک جا نہیں
ڈوجھی راہ رنگیلی تہیں نوں جانیں ہادی آپ آکھیا اور کا نہیں
آپ چھوڑتے خود خدا رہیں اور بات اساکوں بھا نہیں
سچو سمجھ نہ لائق سکھیں ایہا عشق والی سر وپا نہیں

Marfat.com

رانجھو یار نے کیا کیا راہ دیکھی اس راہ بناں کوئی راہ نہیں
مرشد نے کہا کہیں اور گئے تو تم سا کوئی گمراہ نہیں
تم آپ خدا بن کر بیٹھو یہ ڈھنگ تو خاطر خواہ نہیں
سچو ایسے عشق سے باز آنا یہ راہ تو کوئی راہ نہیں

Marfat.com

الف آمیڈی دل چاہنیستی جی جانہیں ہا ہا میاں
اٹکا اکھیں، دکھ لاگیوں، پھر آ کے کجھ الا میاں
کائی دا گھلی سیّاں سا چھوڑیا طعنے ڈیون وادا میاں

ب بس سیاں کنوں رس نہیں، روح وس نہ میڈے وس میاں
جیڑا جس نہیں پروس پیّاں خاطر کس گیوں کیوں نس میاں
ہیں کس سیّاں دے ڈس نہیں، لگی کس نہ کائی چس میاں

ت تات تیڈی، وائی وات میکوں، تھیویں ساتھ نہ ڈیکھیں ذات میاں
سُن بات سوہنا، ہیہات ہوئی، ڈیہاں رات آویں پربھات میاں
تسلات ڈیویں، مصلات کائی، میکوں درد لائیوای بھاتوں بھات میاں

ث ثابت سار سنبھار تیڈی اندر عشق کیتنا انتظار میاں
کئی لکھ ہزار دو یار تیڈے کیتے رودن زار وزار میاں
تیڈی تار لگی دلدار مینوں، ہک واری بے اختیار میاں

Marfat.com

الف آ کے لے گیا دل میرا نہیں شور کی اب تو جا میاں
لڑے نین اور غم سوغات ملی کوئی بات بھی آن سُنا میاں
سنگ چھوڑ گئیں، طعنے دیں سکھیاں کیسی چلی ہے عجب ہوا میاں

پر لُطف نہ سخن سہیلیوں کا، نہیں روح پہ میرا بس میاں
من چین نہیں کیوں چھوڑ گئے غیروں میں ہوں بے بس میاں
کیا ترک جو سنگ تھا سکھیوں کا اس سنگ میں بھی نہیں حس میاں

ترے عشق کا چرچا عام ہوا، دوسا نتھ نہ پوچھو ذات میاں
اسی ذکر میں کٹ گیا دن سارا ہوئی رات سے پھر پربھات میاں
مرے سوہنے سجن مرا ہاتھ پکڑ، غم دے گیا ہے بھانت بھانت میاں

ترا حسن نظر مجھے جاں بخشے، ترے عشق نے کیا نزار میاں
ترے ہجر میں گریہ کناں دیکھے تیرے چاہنے والے ہزار میاں
مجھے بے بس کر کے مار گئی، یہ تیری لگن دلدار میاں

Marfat.com

ج جال میڈے توں نال سوہنا برحال تیسویں توں بھال میاں
ورق وال وچھوڑے دا، گالھ سُنیں، اپنا آپ کریں بھلا بھال میاں
پیا وچ جنجال دے حال میڈا، بئی کیہی کراں قیل قال میاں

ح حال خیال دی تنیکوں آگہ دل کیوں نہ لئیں دوسنبھال میاں
سُن سوال ساڈا کریں بھال بھلا، تھئے سکدیاں مینوں سال میاں
رولال کیتم اکھاں خیال تیڈے، کیتا برہ تیڈے بے تال میاں

خ خواب گیا کنوں تات تیڈی، کیتا برہ سانوں بے تاب میاں
توں شتاب آویں، ڈیویں آب میکوں سائیں کھول نقاب حجاب میاں
تیڈے نینہہ نواب، کباب کیتم، کوئی نہیں عتاب خطاب میاں

د دم واندا نہیں غم کنوں، ہڈ چم وایا تیڈے واہ سائیں
ہمدم تھی گھتیں نہ خم اِتھاں، سارا کم میڈے در جوڑ جائیں
چاویں چُم نہ بھی میں طالب تم، نہیں کوئی شرم عاشق گل لائیں

Marfat.com

اب شرط ہے ساتھ نبھانے کی اے صاحبِ جاہ و جلال میاں
کر پاک اوراق ہجراں سے یہ میری کتابِ حال میاں
میں قیل و قال سے گذر چکی، کچھ پڑا ہے وہ جنجال میاں

آگاہ ہے میرے حال سے تو لیتا نہیں مجھ کو سنبھال میاں
اب مان سوال اس عاجز کا کئی رو رو گذرے سال میاں
رو رو کر آنکھیں لال ہوئیں بے سُر ہوئی ہیں بے تال میاں

ترے دھیان میں نیند بھی خواب ہوئی ترے ہجر میں ہوں بے تاب میاں
دے آبِ وصال شتابی سے اور کھول یہ بندِ نقاب میاں
ترے ہجر میں میں تو کباب ہوئی، نہیں کوئی بھی حدِ عتاب میاں

کوئی سانس نہیں غم سے خالی، تن داغ ہوا تری فرقت میں
ہمدم ہے تو مجھ سے دور نہ رہ کر شاملِ وصل کی عشرت میں
بوسہ نہ سہی، سینے سے لگا، نہیں شرم کی بات محبت میں

Marfat.com

ذ ذوق تیڈا سانوں شوق لگا، طعنہ لوک ڈیوے نت چوک میاں
نینہڑے نوک لگی، محبت موک لائسو اوراں پھوک لاون سانوں ٹوک میاں
تیڈا طوق گھیتم، گل بانہہ والا سوہنا سوز کیتا سانوں سوک میاں

ر راہ کھڑا ارواح تیڈے چت چانی سنجھ صباح میاں
واہ واہ سنبھال توں آہ کنوں میڈے نال سولاں دی پیا میاں
پنڈ پاتھیا تیں ماہ کیتے میڈی دل دی ہئی آگاہ میاں

ز زار رواں تیں یار کیتے تھیوے کارنہ کائی نزوار میاں
ڈوں چار بئے دلدار تیکوں جی جار پیا دلدار میاں
گفتار سناں بک وار تیڈی تھیوے دل تاں باغ بہار میاں

س ساری آکھاں گل یاری والی تیں نال کریجے دوزاری میاں
باری برہ وبائی کاری سانوں گل چا گھتیوئی گاری میاں
واری یار تیں توں سو واری ونجاں دوستی وچ گھنیں متاں گھاری میاں

Marfat.com

اس عشرتِ عشق نے یار مرے دنیا میں کیا بدنام میاں
یہ تیر ترا زودل میں ہوا، کیا عشق نے زیرِ دام میاں
یہ طوق گلو کی زینت ہے، تن سانس پہ ہے الزام میاں

ترا رستہ تک تک بیکل ہوں ہو سانجھ سماں کہ صباح میاں
ہاں مجھ سے دامن کش رہنا مرے سنگ ہے غم کی سپاہ میاں
شرما گیا ماہ تیرے آگے ہے دل اس سے آگاہ میاں

تری یاد میں کیا کیا روئی ہوں نہیں کار سے کوئی کار میاں
محبوب کئی ہوں گے بے شک نہیں تجھ سا کوئی دلدار میاں
گفتار سنوں اک بار تری تب دل ہو باغ و بہار میاں

ترے سامنے عرض حال کروں ترے سامنے نالہ و زاری میاں
یہ ہجر کے دار و رسن جو ہیں میری جان پہ کتنے بھاری میاں
آئے فرق نہ اپنی یاری میں سو بار میں تجھ پہ واری میاں

Marfat.com

ش شام صبح آرام نہیں، پیغام پٹھیوئی نہ سلام میاں
اکھیں خواب تمام حرام کیتا، آون دا نہ کیتوئی انجام میاں
انعام غلام دیدار تھیوے، کریں یار قبول کلام میاں

ع صورت آواز نیاز کنوں بانہاں بدھ کھڑیں بے نیاز اگوں
اتھاں ناز کنوں توں باز آویں تیڈا راز پووے کار ساز اگوں
تن ساز کریں آواز رگاں، کرنی صفت تے دل نواز اگوں

ض ضرر شر روح عاشق، تھیا شیر شکر بھی سبھ تاں زہر میاں
شہر بحر دے وچ تنھاں دا ہو کا پھر یا ہل غل ہویا اندر باہر میاں
ایہناں عاشقاں کنوں نظر گذرایہا بئے وہم تھئے دربدر میاں

ط طور ڈاہڈی پرشور ایہا زوری نال گھتے سوئی زور میاں
گھم گھور تنہن وچ جفا جوریاں، ہنبڑے نال لاویں تھیند اہور میاں
جنھاں کیف کلال کٹورہ پیتا او ہناں برہ بچھایا بور میاں

Marfat.com

آرام نہیں ہے شام و سحر ترا پیام آیا نہ سلام میاں
کیا وعدۂ وصل ہوا تیرا، ہوئی مجھ پر نیند حرام میاں
انعام میں دے دیدار مجھے کر میرا قبول کلام میاں

میں باندھ کے ہاتھ کروں زاری اس بے پرواہ کے پاس میاں
بانا آجا بے پرواہی سے تیری پوری کرے رب آس میاں
گر مجھ کو نوازے ماہ رخا! پھر میں ہوں سراپا سپاس میاں

عاشق ہے خسارے میں ہر دم اسے شیر و شکر بھی زہر میاں
ہاں اس کے طفیل ترا چرچا ہوتا ہے اندر باہر میاں
تجھے ڈھونڈتی پھرتی ہیں نظریں نظروں پہ وہم کا قہر میاں

شوریدہ سری تری شور کرے نہیں عاشقوں کا کوئی زور میاں
یہ عاجز بے کس بندے ہیں تو سر تا پا ہے جور میاں
جو دُردِ تہہ ساغر پی لیں انہیں ہجر نے مارا اور میاں

Marfat.com

ظ ظلم جہول ظہور کیتا، منظور ہویا پُر نُور میاں
ایہہ مُصحف وچ مذکور ہویا معروف ایہو مشہور میاں
چک چور امانت عشق کیتا سر سُولی سُٹیا منصور میاں

ع عشق اجہل کیا عقل لگے توڑے کرے عقل تحمل میاں
کوئی پل نہ سوئی تحمل کرے بھنے برہ داڈ بکھ بدل میاں
تنہن داہئی عمل اصل ڈاہڈا اندوہ دے وچ مشعل میاں

غ غازی چڑھے سر سُولی راضی، بانکے کیہی کیتی سر بازی میاں
آزی کرد وڑاون تازی اتھاں، وت کیا کریسن قاضی میاں
کہیں دے حال نہ منین تے ماضی ایہے ہئی سُرخ رُو سرفرازی میاں

ف فال پئی عشق دے حال والی سر آدم سائی برحال میاں
حمال تھئے وچ خیال ایہیں کیتس حال جنجال کمال میاں
کشال چائس احوال کنوں کائی سر سنیس امثال میاں

Marfat.com

ہے ظلم و جہول تو تاریکی اور نور کی صفت ہے نور میاں
یہی مصحف میں مذکور بھی ہے معروف بھی اور مشہور میاں
یہ عشق امانت جس نے کیا وہی سولی پر منصور میاں

کہاں عشق کہاں ہیں عقل و خرد منزل ہے اُلٹ دونوں کی میاں
کہاں عقل کو ہجر کی ہمت ہے عیار ہے بھیس بدلتی میاں
ہے ایک عمل ہی حقیقت جو ناری بھی ہے اور نوری بھی میاں

غازی ہیں جو دار پہ راضی ہیں کس دھج سے سر کی بازی میاں
وہ تازیوں کے اسوار ہوئے کیا کریں گے اب قاضی میاں
ماضی کا کہا کب مانتے ہیں یہی ان کی سرافرازی میاں

جب قرعۂ عشق پڑا آدم کے نام، تھا حال کمال میاں
حیران فرشتے پھرتے تھے کیا اس کا تھا جنجال میاں
دکھ درد مصائب سوز و الم تھی اس کی کوئی مثال میاں؟

Marfat.com

ق قال تے باہر حال کنوں، نہیں خاص جانو ہے خیال میاں
الحال وصال احوال دے وچ وت ڈیکھیں جوڑ جمال میاں
ڈینہہ رات جنہیں دی وسنبھال تیکوں باہجوں ایں کیہی مجال میاں

ک کائی نہیں بیٔ جاتیکوں باہجوں ہاوہو، نہیں وا میاں
اکھیں لا اِتھاں برپا کریں ایہو ڈیکھ سارا سروپا میاں
سر آڈیویں، چت چا اتھوں عاشق اور بازی نہ بنا میاں

ل لُٹ نیتوئی پہلی ست میڈی دل چیٹ اُلٹ پلٹ میاں
سانوں پھٹ گھتیوئی زلناں وٹ سوہنا میڈا روح نیتوئی پٹ میاں
جُٹ لاکے سیاں پچھے ہٹ ہیاں طعنے ڈیون اسانوں سٹ میاں

م مار تر ار فراق والی میکوں مار گئوں دلدار میاں
پئی پار اُوار و یار تیڈی لنگھ نینہہ والی وو نظار میاں
ہوشیار ہزار ہلاک تھیون جنھاں آ ڈِٹھا چمکار میاں

Marfat.com

کہنے کی نہیں یہ بات ہے یہ، ہے سارا وہم خیال میاں
اس حال وصال میں حسن بھی ہے اس میں ہے سارا جمال میاں
دن رات اسی کی یادیں ہیں اس بِن جینا ہے محال میاں

یہی شور شرابا ہاؤ ہو نہیں اس کے سوا کوئی اور میاں
یہیں آنکھ لڑے یہیں مجنوں ہوں یہیں چلتا ہے عشق کا دور میاں
یہیں سر دینے کی بازی ہے نہیں راہ کہیں کوئی اور میاں

دل لوٹ لیا، پھر زخموں سے سینے کو کیا ہے داغ میاں
زلفوں میں قید کیا، اُجڑا پھر روح کے سکوں کا باغ میاں
سکھیوں نے بہت سمجھایا تھا، طعنوں کے دیئے پھر داغ میاں

ترے ہجر فراق کے دکھ سارے مجھے مار گئے دلدار میاں
ہم عشق کے دریا میں ڈوبے یہی شور ہے آر اور پار میاں
تھے لاکھ ہشیار پہ مارے گئے سب دیکھ ترا چمکار میاں

Marfat.com

ن نسنگ چاڑھیوئی غمزے کٹک سان تے سٹک لافتح ساری کمک لیوے
لٹک نال میڈی دل چٹک نیتی کنہن دی پھٹک نہیں اٹک کون ڈیوے
وٹک نال زلفاں ڈاہڈا دام گھتیا ئجند جان میڈی جانی جھٹک نیوے

د وار کہیں توں نہ یار آسیں اقرار کریں سچا نال میڈے
ہنجو ہار پوتا جی جار پیا اسرار کیتو ئی، لگوں گال میڈے
اختیار میڈا مُنڈھوں یار نہیں ہکے وار آویں اج کال میڈے

ہ ہوش وچوں مد ہوش تھیاں ڈیویں گوش میڈے دخروش ڈیہوں
سرپوش تھیویں آغوش میڈے آون والی کریں بے ہوش ڈیہوں
ہُل جوش گھتیا دارونوش تیڈے کائی گھت نگاہ آغوش ڈیہوں

ی یار آیا دَل پار میڈے جنسار کرے سینگار میاں
اسرار وچوں اظہار ہویا انہاں دیداں ڈِٹھا دیدار میاں
سچل سار سنبھار وو جنھن دی آہی سوئی دیس ملیا دلدار میاں

Marfat.com

بے باک تھا دھاوا غمزوں کا پھر ان کو مِلی ہے کمک میاں
مرا دل تو وہیں لسخیر ہوا باقی نہیں کوئی اٹک میاں
زلفوں کے دام میں جان پھنسی جانی کب دے گا جھٹک میاں

جو وعدۂ وصل کا دن ٹھہرے وہ پکا ہو اقرار میاں
ترے ہجر میں بیٹھ پروتی ہوں اشکوں کے کیا کیا ہار میاں
تکرار نہ آج اور کل کی ہو آ جاؤ بس اک بار میاں

باتیں میں تمہاری سُن سُن کر ہوں ہوش میں بھی مدہوش میاں
آغوش میں آ کر چھُپ جاؤ سرمست کرو بے ہوش میاں
مے ہجر کی شور شرابا ہے کرو وصل سے اب خاموش میاں

وہ حسن سراپا بن آیا جی خوش ہوا دیکھ کے یار میاں
اسرار سے جو اظہار ہوا آنکھوں نے کیا دیدار میاں
جس روپ میں اس کو سوچا تھا اس رنگ میں ملا دلدار میاں

Marfat.com

الف آب اواگھ کوں واگی ایہیں واڈاہڈی کائی موج مارئیس
تہیں موج دی کوئی انتہا نہیں چھولی چھوہ کنوں اسمان چاڑھیئس

ب بحر برہ دے دو یار چاڑھے کالے کُن کیتے کڑکار ڈاہڈے
ڈوڈاٹ دے وچ گھوگھاٹ لگے سرسی سرڈے تھئے شکار ڈاہڈے

ت تن تے من وسار ڈتیس، لہریں نال آہے ڈونہیں لڑھ گئے
وڈکار کیتا دریا ڈاہڈا پار وپار تہیں دے پرواز تھئے

ث ثابت پچھے اثبات کنوں باقی جان رہے دو غلام کِتھے
کِتھے نیک، کِتھے بدنام رہیئے کِتھے کفر کتھے اِسلام کِتھے

ج جوش آندا بحر وحدت والے تھئاں موجاں کھڑیاں گوناگون کیہیاں
اوہے موجاں جانیں سبھ مورتیاں وچ واہ جلوہ گریاں وو عجب جیہیاں

Marfat.com

چلی تیز ہوا تو موج اُٹھی پھر جانے اس پر کیا بیتی
دھرتی سے اُٹھی تھی اور سرِ افلاک وہ پل میں جا پہنچی

اس بحر میں وہ طوفان اٹھا موجوں کی فلک تک مار ہوئی
بازی تھی سروں کی میداں میں اور کتنے سروں کی ہار ہوئی

انہیں تن من کی سُدھ بُدھ نہ رہی اور دونوں غرقِ آب ہوئے
دریا کے شناور تھے تو نہیں پر جرأت کا اک باب ہوئے

اثبات سے ہی ثابت ہوگا با ہوش تھے کتنے غلام ترے
کہاں کفران کا اسلام کہاں وہ نیک تھے یا بدنام ترے

جب جوش میں آیا، وحدت کے ساگر میں کیا کیا موج اُٹھی
ہر موج میں کیا کیا مورت تھی ہر موج میں کیا کیا جلوہ گری

Marfat.com

ح حال ہادی حق الحق سانوں بخشا، راہ ڈیکھائس بار بارا
تصویر دے وچ اجسامیاں دے اوہ بحرِ عمیق سموندا سارا

خ خیال خبر ایہا پچھے ڈتی تحقیق ماریوئی اختیار سکھے
تھئی کثرت موجاں وچوں ڈیکھو یار دریائے وحدت وو، ہکے

د دل میڈی کوئی دَور کھادا عالم موج سارے نظر نہ آوَندے جی
میڈا خیال خمار ودھا گیا سینے وچ سموند سماوَندے جی

ذ ذات سنجان صفات وچوں پچھے ذات صفات ہکائی ہیئی
ایہا آکھ صفات تاں کتھوں آئی ہکا ہک جانیں دو بھائی ہیئی

ر رُخ پیا رنگ رنگ اُتے تھئی موج کھڑی چھولیں چھول پئے
خس خار اتارا وَدھا ڈتس سارا بحر وچوں بدنیک گئے

Marfat.com

اس ہادیٔ حق الحق نے ہمیں کیا سیدھی راہ دکھائی تھی
دکھلائی دنیاداری بھی اور ساگر کی گہرائی بھی

پھر حال حقیقت ہم پہ کھُلا یہ بات سمجھ میں تب آئی
یہ موجیں، کثرت وحدت کی، وحدت دریا کی گہرائی

دنیا نے دیئے وہ رنج والم مستی کا کہیں منظر ہی نہ تھا
سرمستی من کی ایسی تھی کئی ساگر من میں گئے سما

پہچان لو اس کی سب صفتیں وہ ذات تو ایک اکیلی ہے
یہ روپ سروپ ہیں کیا کیا کچھ یہ دنیا ایک پہیلی ہے

جب ساگر میں طوفان اُٹھا رخ روشن ہوا حقیقت کا
خاشاک کا واں پر ذکر ہی کیا نیکی کا بدی کا فرق مٹا

Marfat.com

ز زور تے بحر زخار آندا تہیں وچوں تھیا کوئی نطفار کھڑا
اوہیں شور مچایا آسمان تائیں دسکار دا تھیا دو غبار کھڑا

س سیر ایہیں دا جہیئں سیر کیتا تہیں دی جند ساری ناپید تھئی
کتھے نام ونشان نسب تہیں دا "من" "ما" دچولے دی پھوک گئی

ش شور مچایا دو موج ڈاہڈا بئے زور جھلن دی وو جا نہیں
برابر زمیں اسمان کتیئں ڈتی کنی تہیں دی وو کا نہیں

ص صورت گم ہوئی وو ساری لہریں پیا پئے وو چڑھ پیئاں
کائی خبر انھاں دو پوندی نہیں نور و نور دیاں ندیاں آنیاں

ض ضرب بحر دی وو زور لگی بکے وار وجود اوڈار ڈتس
"میں" دی ہک رتی کتھ رہندی اُتھاں سارا نام نشان اتار ڈتس

Marfat.com

جب جوشِ سمندر میں آیا اس میں تھا کوئی نظّارہ کھڑا
وہ شور تھا اس کا، جو، بن کر اِ فلاک تلک تھا غبار کھڑا

دی جان اسی نے جس نے ہمارے دل کو اطمینان دیا
نے نام و نسب نے حیات کوئی نہ اس نے کوئی نشان دیا

وحدت کے سمندر کی موجیں کیا شور مچاتی پھرتی تھیں
دھرتی سے لے آکاش تلک کوئی فرق رہا تھا؟ نہیں نہیں

وحدت تھی کثرت میں کھوئی کثرت کی موجیں چڑھ دوڑیں
ان چڑھتی نور کی ندیوں میں سب اصلی باتیں کھو ڈالیں

اس بحر کے ایک تھپیڑے نے اس ہستی کو ہی مٹا ڈالا
اس "میں" کی رتی کیا رہتی اس بستی کو ہی مٹا ڈالا

Marfat.com

ط طالب وچ عمیق پئے ڈوہیں کنڈھیاں اہیں کنوں بُھل گیئاں
پچھے دس اوہیں داوو کوئی نہیں موجاں موج تکھیریاں آپئیاں

ظ ظاہر دی ایہا بات نہیں جو آیا اوہیں کوں ایہا سُدھ پئی
پچھے سُدھ والا موجود نہیں دوئی والڑی گالھ نکال گئی

ع عشق عمیق دریاوچوں آئی موج ہکا ماریا نعرہ ہُو
تے میں بک آہس اور کوئی نہیں "انا الحق" دا ہیئی نعارا ہُو

غ غش غریق دے وچ تھیاں کتھ جسم رہیا کتھ جان کِتھے
کتھے شکل رہی کِتھے عقل رہیا کتھے فہم کتھے اوسان کِتھے

ف فکر فنا دا کیوں نہ رکھیں تا ملک بقا باللہ لئیں
چھوڑ آپ کوں آپ وسار سارا جانیں ہک خدا بے رنگ رہیں

جنہیں طلب تھی اس گہرائی کی موجوں کے سہارے چل نکلے
موجوں نے ہی ان کو گھیر لیا ان کے سارے کس بل نکلے

ظاہر تھی اس کی وحدت بھی دوئی کی کوئی بات نہ تھی
جو آیا تھا یہ سمجھ جاتا اس کے پیچھے کوئی گھات نہ تھی

اس بحر سے موج اک اٹھی تھی تھا اس کا ایک ہی نعرہ ہُو
تھا ایک انا الحق کا نعرہ اور وہی تھا پھر نقارۂ ہُو

تہہ دریا غرق تو ہونا ہے پھر جسم کہاں اور جان کہاں
کہاں شکل رہے کہاں عقل رہے کہاں فہم رہے اوسان کہاں

جب یہ جگ سارا فانی ہے پھر فکرِ فنا ہو کیوں دل میں
باقی ہے نامِ خدا جس کا رنگ ایک نہیں اس محفل میں

ق "قل ہو اللہ احد" ہیئی، جانیں، سمجھ سنجانیں کوئی اور نہیں
کھڑ وحدت دے دریا دے وچ ایہو آپ بیئے دی ٹور نہیں

ک کتھ توڑی میں چھپیاں، ایہا گالھ ہادی والی ہُن چھپدی نہیں
تھیسی ظاہر آپوں آپ ایہا، پئی زور اساں کِنے لُکدی نہیں

ل لہریاں بحریاں زور پئیاں، وس کوئی نہیں میں لُڑھ گئی
ڈاہڈیاں موجاں چڑھیاں برہ والیاں اُتھاں ہستی گم ساری موجاں موج تھئی

م مے پیون نال موج چڑھی کوئی خم اوہیں، دو خمار ڈِتا
مدہوش کیتس کل ہوش گیا ایہیں عیش سارا اعتبار ڈِتا

ن نام نشان اتار ڈِتس گئے رنگ ہمہ بے رنگ رہے
غوطہ مار کے جو ای غوطی تھئے آزاد کنوں رنگ رنگ تھئے

Marfat.com

کہو ایک ہے رب کوئی اور نہیں اسی روپ میں اس کو جانو تم
ہے روزِ ازل سے دریا میں ہر بھیس میں اس کو مانو تم

جو بات بتائی مرشد نے وہ بات چھپاؤں میں کب تک
اس کا چھپنا اب بس میں نہیں ہو جائے گی ظاہر وہ سب تک

میں موجِ بلا میں بے بس تھی مجھے ساتھ بہاتی لے نکلی
نہیں کوئی وجود مرا باقی میں بحر کی موج میں موج ہوئی

یہ موج اٹھی مے پینے سے اس خم نے کتنا خمار دیا
ہم پہنچے یقیں کی منزل تک جب ہوش کو سر سے اتار دیا

نہ نام و نشان رہا باقی سب رنگ گئے بے رنگ ہوئے
جو غرق ہوئے ان موجوں میں، اُن موجوں کے وہ سنگ ہوئے

Marfat.com

و وا لگی تھئی موج کھڑی، بحر زور پئے چھولیاں چھٹک پئیاں
ایہا ہکل ماریُس انا البحر آکھیُس باراں دیاں ندیاں تیز پئیاں

ہ ہادی عبدالحق سائیں سچی راہ سانوں سمجھا گیا
تساں غیر نہیں سراپا جانیں او ہو آپ ہیئں پُرچھا گیا

ی یاد رہیاں گالھیں وحدت دیاں جیہڑیاں آپ ہادی فرماڈتیاں
سچو حق ایہیں کل شک بھنے اوہیں راز دیاں گالھیں جماڈتیاں

Marfat.com

چلی تیز ہوا تو موج اٹھی ہر چیز اس میں نابود ہوئی
ندی نے کہا میں سمندر ہوں، مسعود ہوئی محمود ہوئی

مرا سائیں عبدالحق ہادی اک سیدھی راہ دِکھلا گیا وہ
ہم آپ ہیں وہ کوئی غیر نہیں یہ بات ہمیں سمجھا گیا وہ

جو مُرشد نے بتلائی ہیں یہ باتیں دل پہ بٹھائی ہیں
سچّو حق نے شک کو مٹا ڈالا یہ باتیں کیا سمجھائی ہیں

Marfat.com

فارسی

- غزل دیوان آشکار
- رباعی 〃
- مثنوی عشق نامہ، وصلت نامہ

Marfat.com

گر بخوانی دو صد ہزار کتاب
مے شود بر تُو صد ہزار حجاب

جُز محبت ہمہ ست گمراہی
اے بجز درد، زندگی ست عذاب

ایں طریقہ کدام مے باشد
کہ نہ تقویٰ نہ طاعت و نہ حساب

آشکارا گذر ز مذہب ہا
در رہِ عشق چہ گنہ چہ ثواب

Marfat.com

پڑھ بھی لے گر تو صد ہزار کتاب
آڑے آئیں گے صد ہزار حجاب

جُز محبت ہے ساری گمراہی
ہو نہ گر درد، زندگی ہے عذاب

یہ طریقِ حیات کیسا ہے
کہ نہ تقویٰ نہ طاعت اور نہ حساب

آشکارا گریز مذہب سے
عشق کی راہ میں گنہ نہ ثواب

Marfat.com

در هر دو جهاں شرارِ عشق است
زیں شمس و قمر بہارِ عشق است
از کرسی و عرش تا ثُریٰ ہم
ایں جملہ مرغزارِ عشق است
بینی بجہاں چوں خوبرویاں
دانی کہ ہمیں نگارِ عشق است
جُز یار دگر طرف نہ بیند
آں دیدہ کہ پُر خمارِ عشق است
تاجِ سرِ ماست آشکارا
آں خاک کہ رہگذارِ عشق است

دونوں جہان میں ہے فقط عشق کا شرار
یہ شمس یہ قمر ہیں سبھی عشق کی بہار
عرشِ بریں سے خاک کی پاتال تک جو ہے
ہر ہر جگہ پہ عشق کا پھیلا ہے مرغزار
دنیا میں دلبرانِ پری چہرہ دیکھئے
ہر اک پہ ہے گماں کہ ہے یہ عشق کی نگار
جز جانِ جاں کسی پہ بھی پڑتی نہیں نگہہ
اِس آنکھ کی کہ جس میں بسا عشق کا خمار
اے آشکار اپنے تو سر کا وہ تاج ہے
جو رہگذارِ عشق میں ہے خاک کا غبار

Marfat.com

مے کشد عاشق براہش انتظار
بے شمار و بے شمار و بے شمار
کارِ عاشق روز و شب باشد ہمیں
اشکبار و اشکبار و اشکبار
آں کسے کز خود رہد مردِ خداست
شہسوار و شہسوار و شہسوار
مجلسِ غم داشتن عُشّاق را
گریہ زار و گریہ زار و گریہ زار
مے شود عاشق ز عشقش دمبدم
بے قرار و بے قرار و بے قرار
سرِّ مخفی راز پنہاں فاش شد
آشکار و آشکار و آشکار،

اس کی رہ میں عاشقوں کا انتظار
بے شمار و بے شمار و بے شمار
روز و شب عاشق کا کاروبار ہے
اشکبار و اشکبار و اشکبار
"میں" سے جو نکلا ہے وہ مردِ خدا
شہسوار و شہسوار و شہسوار
مجلسِ غم کا کرم عُشّاق پر
گریہ زار و گریہ زار و گریہ زار
عشق نے ہر لحظہ عاشق کو کیا
بے قرار و بے قرار و بے قرار
سرِّ مخفی، رازِ پنہاں فاش ہے
آشکار و آشکار و آشکار

Marfat.com

مے زنم نعرہ انا الحق آشکار
اندریں آخر زماں منصور وار
کوسِ منصوری بکوبم در جہاں
گر رود سر، نوشترم باشد نثار
ہر کہ محروم است از اسرارِ عشق
کے شود از عاشقانِ دلفگار
نوبتِ آں بادشاہی مے زنم
شہر یارم، شہر یارم شہر یار
سدِ اسکندر بود ایں جسم و جاں
بشکنی فتحت شود اے نامدار

Marfat.com

میرا نعرہ ہے انا الحق آشکار
اس زمانے میں ہوں میں منصور دار
کوسِ منصوری بجاؤں روز و شب
سر اگر جائے تو میں اس کے نثار
جو رہا محروم سرِّ عشق سے
کب ہوا وہ عاشق سینہ فگار
نعرہ زن ہوں نوبتِ منصور پر
شہریاری مجھ سے، میں ہوں شہریار
جسم و جاں تو راہ کی دیوار ہیں
توڑ کر ہو فتح مند، اے نامدار

Marfat.com

مے کنم از عشق در ہر کوچہ و بازار رقص
چونکہ مے آید تن و جاں را ازاں اسرار رقص

از نوائے چنگ و نے طنبور شیدا مے شود
دم بدم شد زاہدا در خواب در بیدار رقص

از وظائف از لطائف معرفت حاصل نہ شد
روز و شب از درد و غم مشغول اندر کارِ رقص

گر بیائی سوئے ماہشدار از خود مے روی
اندریں مے خانہ چوں مستاں کُنی یک بار رقص

وقتِ حالت نیست ہر دم تا ندانم کے شود
آشکارا ہم چوں شہہ منصور کن، بردارِ رقص

عشق کے ہاتھوں ہم نے کیا ہر کوچے ہر بازار میں رقص
تن من جان اسرار گئے گو طرز رہی اظہار میں رقص

ایک نوائے چنگ و نے کے تم تو ہوئے ہو شیدائی
رقص کرو گے خواب میں بھی اور لمحۂ بیدار میں رقص

کیسے وظائف، کیسے لطائف، ان سے بھید نہ پاؤ گے
شام و سحر اس رنج و الم کا ساتھ ہو گا تکرار میں رقص

مستوں کی محفل میں آنا ہے تو خود کو بھول کے آ
اس مے خانے میں تو جاری ہے بس ایک ہی تار میں رقص

وہ تو مقام نہیں ہے لیکن کیا جانوں کب آ جائے
دار پہ ہو منصور کی صورت میری ہر رگ تار میں رقص

Marfat.com

در دیدۂ معشوقاں اسرار ہمے بینم
دا جلوہ گری حُسنش اظہار ہمے بینم
درکون و مکاں باشد حقّا کہ ظہورِ او
در دیرِ خراباتی دیدار ہمے بینم
ایں جُملہ تجلّی او گر دیدہ بکشائی
دیوار چہ دروازہ آں یار ہمے بینم
اے شیخ گرو باید تسبیح و مُصلّا را
یک لمحۂ نورش در زنّار ہمے بینم

Marfat.com

محبوب کی آنکھوں میں اسرار کو دیکھا ہے
اس حُسن کے جلوے میں اظہار کو دیکھا ہے
یہ کون و مکاں بے شک اس کا ہی تو جلوہ ہیں
اس دیرِ خرابی میں دلدار کو دیکھا ہے
کھول آنکھ، نگاہوں میں یہ اس کی تجلّی ہے
دیوار ہو یا در ہو، اس یار کو دیکھا ہے
اے شیخ گرو رکھ دے تسبیح و مصلّا کو
اس نور کو دیکھا ہے زنّار کو دیکھا ہے

Marfat.com

بزرگی، پارسائی را نہ دانم
عداوت آشنائی را نہ دانم
کہ گم گشتیم در دریائے حیرت
ہماں جا چوں چرائی را نہ دانم
چوں رفتم از تنِ خاکی بیک بار
بہ بے خود، خود نمائی را نہ دانم
بگیرم راہِ عشق و درد و غم را
ہماں زہد ریائی را نہ دانم
اگرچہ شعلۂ نورش بہ بینم
سیاہ و روشنائی را نہ دانم
کجا رفتم ز خود رفتیم بارے
گدائی بادشائی را نہ دانم

Marfat.com

بزرگی پارسائی کو نہ جانوں
عداوت آشنائی کو نہ جانوں
میں گمُ دریائے حیرت میں ہوُا ہوں
جہاں چوں اور چرائی کو نہ جانوں
تنِ خاکی کو جب یکبار چھوڑوں
تو بے خود خود نمائی کو نہ جانوں
مری رہ، عشق کے رنج والم ہیں
میں اس زبدِ ریائی کو نہ جانوں
اگرچہ اس کا شعلہ دیکھتا ہوں
سیاہی، روشنائی کو نہ جانوں
بچھڑ کر خود سے میں جانے کہاں ہوں
گدائی بادشائی کو نہ جانوں

Marfat.com

دِلا لقائے خدا ہست لقائے درویشاں
دِگر فنائے بباشد بقائے درویشاں

پیچ روئے ز دروازۂ گدایاں، تو
بباش روز و شباں در قفائے درویشاں

مرو بمجلسِ شاہاں کہ جائے پُر خلل است
مگر کہ بے خلل است ایں بنائے درویشاں

بسوئے دنیائے دوں میل دل نمے آرند
کہ ہست طائفہ بے ریائے درویشاں

مباش دُور دمے زاں گروہِ خاص الخاص
اگر زما پُرسی خود خدائے درویشاں

ببیں جماعتِ مردانِ آشکارا تُو
مگر کہ مرد شوی از دعائے درویشاں

Marfat.com

دِلا لقائے خدا ہے لقائے درویشاں
فنا بھی ہے تو ہے وہ بھی بقائے درویشاں

نہ مُنہ تو پھیر کے جا محفلِ گدایاں سے
قیامِ شام و سحر کر قفائے درویشاں

خلل سے خالی نہیں مجلسِ شہاں، مت جا
جو بے خلل ہے تو وہ ہے بنائے درویشاں

جہانِ سِفلہ کا کوئی گلہ نہیں کرتے
کہ ہے یہ طائفہ بے ریائے درویشاں

نہ ایک پل کے لئے ان سے تم جدا ہونا
جو ہم سے پوچھو تو خود ہے خدائے درویشاں

یہ اک جمعیتِ مردانِ آشکارا ہے
جو مرد ہے تو بفیضِ دعائے درویشاں

Marfat.com

آں یارِ ما بصورتِ انساں برآمدہ
غازی شدہ مقابلِ میداں برآمدہ
گہ تخت برہوائے بدیو و پری بُرد
بارے دگر بشکلِ سلیماں برآمدہ
از عشق آں نمودہ مقام بھنگ سیال
را نجھو صفت ز تخت ہزاراں برآمدہ
دیدہ جمالِ خویش بخود مست شد چناں
شیدا و والہ و ہمہ حیراں برآمدہ
آں آفتاب حسن بہ عالم ظہور کرد
یوسف بمصر از چہ کنعاں برآمدہ

در دلِ عُشاقہا ایں بے قراری تا بہ کے
نالہا، فریادہا و زار و زاری تا بہ کے

وز ملامت، وز شکایت سر نمے پیچیم ما
در رہت ایں دیدہا را انتظاری تا بہ کے

دُلدل عشقت ربود از مارمِ اختیار
اختیارم رفتہ است بے اختیاری تا بہ کے

اے زتیغِ ناز و غمزہ عاشقاں رامے کشی
بر سرِ مشتاقہا ایں حکم جاری تا بہ کے

از طرف دلدار آمد آشکارا ایں جواب
کز غمِ ایامہا رامے شماری تا بہ کے

عشق بے نام و نشاں ہے تمہیں معلوم تو ہے
ذات ہی عین و عیاں ہے تمہیں معلوم تو ہے

تیرے عُشاق ترے در پہ ہیں اب رقص کناں
ہر طرف شورِ فغاں ہے تمہیں معلوم تو ہے

زندگی کاٹ رہا ہوں میں تری فرقت میں
کوئی محتاجِ بیاں ہے ؟ تمہیں معلوم تو ہے

جینا دشوار ہے دنیا میں مجھے تیرے بغیر
میری حالت سے عیاں ہے تمہیں معلوم تو ہے

آشکارا ہے کہن سال مگر جانِ جہاں
یاد میں تیری جواں ہے تمہیں معلوم تو ہے

ساقیا ده مرا پیاله شراب
تا شود محو زو گناه و ثواب
کن مرا مست در جهان همچون
دل گداز و همیشه چشم پرآب

ساقیا، آزاد تو ز هستی کن
لیل و نهار مرا بمستی کن
بی خبر از دو عالم همچون
چه بلندی و چه ز پستی کن

ساقیا، ازمے لبالب کن ایاغ
خاطر از بوئش شود چون باغ باغ
بسکه غم دارم ز دوری یارِ خویش
یار مے جویم که چشمش چون چراغ

عشق دریائے ست بے پایانِ آں
موج اندر موج آرد بے کراں

عشق آں از بطن آگاہی دہد
گہہ گدایاں را شہنشاہی دہد

عشق را دانی کہ شعلۂ آتش ست
در دلِ پروانہ آتش چہ خوش است

عقل گوید وِرد را ہر روز خواں
عشق گوید ایں ہمہ باشد زیاں

عقل گوید طاعت و تقویٰ بکُن
عشق گوید خویش را رسوا بکُن

عشق گوید از ملامت دور باش
عشق گوید ملحدِ مشہور باش

ملک و جاہ و تخت خواہی در جہاں
کے شوی تو از گروہِ صوفیاں

با غلامانِ لطیف و تختِ زر
کے شوی از راہِ معنیٰ با خبر

با سپاہ و لشکر و طبل و علم
کے رسی در خوانِ فضلِ ذوالکرم

با سوارانِ دلیر و کرّ و فر
کے رسی در راہِ مرداں اے پسر

با حکیمان و ندیمانِ جہاں
کے رسی اندر طریقِ عاشقاں

پردہ را اوّل ز خود تو باز کُن
دانگہے برخیز و رہ را ساز کُن

رُوز نورِ عشق شمع برفروز
پردہ ہا را سر بسر کلی بسوز

چوں بسوزی پردہ ہا را اے قباد
آں زماں گردی ز وصلِ دوست شاد

چوں ترا پیدا شود آں بحرِ نور
ہر دو عالم از دلت گردد نفور

بادشاہی و بزرگی ایں جہاں
مختصر گردد بہ پیشت اے جواں

ایں سراؤ باغ چوں زنداں شود
سود ایں عالم ہمہ خسراں شود

ایں زر و ایں گنج و ملکِ بے شمار
جملہ در چشمِ تو گردد ہیچ مار

کس کو میں یہ سناؤں، وہ یار ہے خیالی
پوچھے نہ حال میرا کیوں دوست لاابالی

آنکھوں میں اس کی کاجل، ہاتھوں پر اس کے لالی
پیتا ہے خوب بھر بھر وہ جامِ پرتگالی

دیکھو اے دوستو تم، کیا خوب دلربا نے
اس دل کو لوٹنے کی ترکیب ہے نکالی

کر کے وہ ناز و عشوہ، عشّاق میں ہے آیا
مدہوش ہو رہا ہوں، دیکھو یہ چُست چالی

بے چارہ اک نہیں میں آشفتہ اس صنم کا
حیراں ہوئے ہیں لاکھوں، کیا حسن لایزالی

بہرِ کرم تم آؤ، میری گلی اے دلبر
دن رین تیرے در پر، ہے سگ سچّل سوالی

یار مرا ہر صورت رنگا رنگی آپ دکھائے گا
ملّا ہو یا قاضی ہو یا پھر سے تلک لگائے گا

حافظ بن کر حفظ کرے گا، پوتھی بھی وہ پڑھائے گا
جوگی بن کر، جوگ کما کر، گنگا پر بھی جائے گا

ہاٹ پہ آ کے بیٹھے گا اور پھر سے بانگ سنائے گا
لُوں لُوں دے وِچ لالی لا کے، پیالہ عشق پلائے گا

شاہی نام جو آپ پہ دھر کر سارا دیس دبائے گا
مفتی بن کر، فتویٰ دے کر، سولی پر لٹکائے گا

کب کب پائے برہنہ بن کر، کونتل پھیر کدائے گا
ساگا جوڑ سناسی پھرتا، سامی نام سنائے گا

سچّل کیوں نہ پچھانی صورت، سارا ایک سمائے گا
نوعا نوع پوشاکاں کر کے، دلبر اس جگ آئے گا

ترے ہی ناز سے آنکھوں کے میں غلام ہوا
ترا ہی عشق مرا پیشوا امام ہوا

کروں میں کس کو بھلا اپنے حال سے آگاہ
ترے ہی درد سے قصہ مرا تمام ہوا

ترے غرور کا چرچا ہوا زمانے میں
سبھی نے گوش میں دیں انگلیاں یہ کام ہوا

کیا ہے دل پہ ترے عشق نے قیام اپنا
مرا فرائض و سُنت کو اب سلام ہوا

کروں میں شکرِ خدا اور پڑھا کروں الحمد
سحرؔ، یہ عشق کا تحفہ ترے ہی نام ہوا

قاضی تم سے کیا میں کہوں وہ یار ہے موجِ دار ہوَا
یار ہے موجِ دار ہوَا، اِک بحر ہوَا نہ خار ہوَا

دیکھ الف کی گدڑی میں تو اوروں کو دیدار ہوَا
جس کو اپنے دل کی سُوجھی وہ نہ کبھی ہوشیار ہوَا

سُرخی لال لبوں پر اس کے، رُخ بھی ہے محراب نما
جس نے دیکھا مست ہوَا، مدہوش ہوَا، مے خوار ہوَا

اس خاکی رنگ کی گدڑی میں اور کوئی اسرار ہوَا
خود کو چھپایا جُثہ میں اور خود سے خود بیزار ہوَا

آیا اس چوگان میں سچّل نام لیا اس دلبر کا
سُولی پر وہ سوار ہوَا اور مستی میں سرشار ہوَا